وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (القرآن)

مباہلہ کے میدان میں علماء امت بالخصوص سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے
مقابلے میں قادیانی سربراہوں کی ذلت آمیز شکست اور فرار کی مستند تاریخ

رودادِ مباہلہ اور خدائی فیصلے

حسب ارشاد و نظر ثانی

جانشین سفیر ختم نبوت
مولانا محمد الیاس چنیوٹی MPA
مدیر جامعہ عربیہ و ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ، امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

تصنیف

مولانا محبوب احمد
رفیق شعبہ تصنیف و تالیف ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد، چنیوٹ، پاکستان

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ، اسلامی جمہوریہ، پاکستان
idaradawatoirshad@gmail.com 0092-333-7702820, 0092-300-7703590

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (القرآن)

مباہلہ کے میدان میں علماء امت بالخصوص سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے
مقابلے میں قادیانی سربراہوں کی ذلت آمیز شکست اور فرار کی مستند تاریخ

رودادِ مباہلہ اور خدائی فیصلے

حسب ارشاد و نظر ثانی

جانشین سفیر ختم نبوت
مولانا محمد الیاس چنیوٹی MPA
مدیر جامعہ عربیہ و ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ، امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

تصنیف

مولانا محبوب احمد
رفیق شعبہ تصنیف و تالیف ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد، چنیوٹ، پاکستان

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ۔ اسلامی جمہوریہ، پاکستان
idaradawatoirshad@gmail.com 0092-333-7702820, 0092-300-7703590

نام کتاب: روداد مباہلہ اور خدائی فیصلے
حسب ارشاد: مولانا محمد الیاس چنیوٹی
مصنف: مولانا محبوب احمد
ناشر: ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد چنیوٹ
تعداد: 1100
اشاعت اول: فروری 2025ء

ملنے کے پتے

1۔ ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ
2۔ چنیوٹی کتب خانہ نزد جامع مسجد صدیق اکبر محلہ گڑھا چنیوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

یہ سطور اس مردِ مجاہد کے نام..... جس نے قادیانیت کے فتنہ کو للکارا..........
حق و باطل کے معرکے میں کلمۂ حق بلند کیا..... جس کی زبان و قلم نے ہمیشہ صداقت کا پرچم تھامے رکھا......

جس نے مباہلہ کے میدان میں ربّ العالمین کے فیصلے کو دنیا کے سامنے واضح کیا......

جس کی للکار نے جھوٹے دعویداروں کو بے نقاب کیا، اور جس کی زندگی، استقامت، اور علمی وراثت آج بھی حق کے متلاشیوں کے لیے مشعلِ راہ ہے......

"میری مراد مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ ہیں"

اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ سطور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

آئینہ مضامین

مباہلہ کی تعریف اور پس منظر

علماء امت کا میدان مباہلہ میں مرزا قادیانی کا تعاقب

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور میدانِ مباہلہ

کلمۃ الرئیس

جانشین سفیر ختم نبوت مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہم

الحمد للہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔

کفر و اسلام کی معرکہ آرائی ازل سے جاری ہے، اور ہر دور میں فتنے اُٹھتے رہے ہیں، جن سے ہر گروہ کو آزمایا گیا۔ آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل امام الانبیاء، حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اپنے آخری نبی ہونے کا قطعی اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

"اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ، لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" (الحدیث)

ساتھ ہی آپ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی کہ میرے بعد تیس بڑے دجال اور کذاب پیدا ہوں گے، جو جھوٹا دعویٔ نبوت کریں گے، لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ کی یہ پیشگوئی بارہا پوری ہوئی۔ وقتاً فوقتاً جھوٹے مدعیانِ نبوت اُٹھتے رہے، مگر امتِ مسلمہ نے ہر دور میں ان فتنوں کا متحد ہو کر مقابلہ کیا اور ان کا قلع قمع کیا۔ مسیلمہ کذاب کا انجام دنیا کے سامنے ایک عبرت ناک مثال ہے۔ اسی قبیح سلسلے میں ایک اور جھوٹے مدعی، مرزا غلام احمد قادیانی کا نام بھی شامل ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی، اپنی بدنصیبی سے انگریز کے بہکاوے میں آ کر کبھی مجدد، کبھی مہدی، کبھی مسیح موعود، کبھی ظلی و بروزی نبی، اور بالآخر مستقل صاحبِ شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کر بیٹھا۔ یہاں تک کہ اس نے خدائی صفات کا بھی دعویٰ کر دیا۔

جب مسلمانوں کی طرف سے دباؤ بڑھتا تو کبھی انکار کر دیتا، لیکن دنیاوی جاہ و جلال کی ہوس اسے دوبارہ نئے دعووں کی طرف لے جاتی۔ وہ مسلمانوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ مناظروں اور مباحثوں میں اُلجھتا، لیکن جب کوئی مدمقابل اُسے للکارتا، تو حیلے بہانوں کا سہارا لے کر راہِ فرار اختیار کر لیتا۔ یہی نہیں، بلکہ 24 فروری 1899ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے

گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر، جے ایم ڈوئی کی عدالت میں ایک تحریری توبہ نامہ لکھا، جس میں وعدہ کیا کہ وہ آئندہ مولانا محمد حسین بٹالوی یا ان کے کسی پیروکار سے کسی قسم کا مباحثہ، مناظرہ اور مباہلہ نہیں کرے گا۔ اِس کے بعد وقتی طور پر اُس کے فتنہ میں ٹھہراؤ آ گیا۔

لیکن جب قادیانی جماعت اپنے خودساختہ دارالامان ''قادیان'' سے بے وطن ہو کر ہمارے شہر چنیوٹ کے قریب ''چک ڈھگیاں'' میں پناہ گزین ہوئی، تو مرزا قادیانی کے جانشین، مرزا بشیر الدین محمود کے پیروکاروں نے ایک بار پھر مسلمانوں کو مناظرے کی دعوت دینا شروع کی۔ یہ وہ وقت تھا جب امرِ الٰہی کے تحت ہمارے والد، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی فتنہ قادیانیت کے تار و پود بکھیرنے کے لیے تیار کیے جا چکے تھے۔

چنانچہ 6 جنوری 1956ء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا بشیر الدین کو مباہلہ کا خط لکھا، جس میں آپ نے اس پر واضح کیا کہ اگر تمہیں اپنے باپ کے مناظروں اور مباہلوں کا عبرت ناک انجام یاد نہیں رہا، تو ہم اب تمہیں مناظرے کی نہیں، بلکہ مباہلے کی دعوت دیتے ہیں۔ کیونکہ عقلی و نقلی دلائل کی حجت تم پر قائم ہو چکی ہے۔ اب فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے کہ وہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں ہی ذلیل و رسوا کر کے خائب و خاسر کر دے۔

لہٰذا جھوٹوں کا ناطقہ بند کرنے کے لیے قرآن کا آخری اور فیصلہ کن طریقہ ''مباہلہ'' ہے، جس کی ایک مکمل تاریخ ہے۔ اس مباہلے کی روداد نہایت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔

عزیز مکرم، مولانا محبوب احمد صاحب زید مجدہم نے قادیانی جماعت سے مباہلہ کے سلسلہ کی مکمل تفصیلات کو کتاب ''روداد مباہلہ اور خدائی''میں یکجا کر دیا ہے۔ اُمید ہے کہ اس کتاب کے مطالعے سے مسلمانوں کے ایمان کو مزید استحکام ملے گا اور گمراہوں کے لیے راہِ ہدایت واضح ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

محمد الیاس چنیوٹی

2 فروری 2025ء

عرضِ مؤلف

الحمدللہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، امابعد!

الحمدللہ! دینِ اسلام ازل سے حق وصداقت کا مینارِ نور رہا ہے اور ہر دور میں اہلِ حق نے باطل کے خلاف علمِ جہاد بلند رکھا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی جھوٹے مدعی نے نبوت کا دعویٰ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کے ذریعے اس کے فریب کو بے نقاب کیا اور اسے رسوائی ونامرادی سے دوچار کیا۔

ماضی قریب میں برصغیر میں جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اُس کے خلاف علمائے امت نے علمی، فکری اور تبلیغی میدان میں بھرپور محنت کی۔ خاص طور پر مباہلے کے میدان میں قادیانی سربراہوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی، جو درحقیقت ایک خدائی فیصلہ تھا۔ خود مرزا قادیانی نے مباہلے کو خدائی فیصلہ قرار دیا تھا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم اشتہار نمبر 198 ص:456) اور اسی خدائی فیصلے کے تحت وہ اور اُس کے نام لیوا ہمیشہ ناکامی ونامرادی کا شکار رہے۔

یہی منظر تاریخ میں اس وقت بھی دیکھنے کو ملا جب تحریک ختمِ نبوت کے عظیم مجاہد، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی قیادت کو للکارا۔ بارہا قادیانی سربراہوں کو مباہلے کی دعوت دی، لیکن ہر بار وہ راہِ فرار اختیار کر گئے۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ انہوں نے قادیانیت کے باطل نظریات کو طشت ازبام کرنے کے لیے مناظرہ سے دو قدم بڑھ کر "مباہلہ" کی روایت کو زندہ رکھا۔ اُن کی بے مثال جدوجہد کے نتیجے میں قادیانی قیادت ہمیشہ مباہلے کے میدان میں ناکام ونامراد رہی۔

عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ قادیانی امت کے سربراہوں اور علماء امت بالخصوص استاذِ محترم حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہونے والے مباہلوں کی روداد کو مرتب کیا جائے۔ جانشینِ سفیرِ ختمِ نبوت، مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہم کی سرپرستی میں اِس کام کا آغاز

ہوا،اور بحمد للہ!''رودادِ مباہلہ اور خدائی فیصلے'' کے عنوان سے یہ مجموعہ مکمل ہوا۔

اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کو دیے گئے مباہلہ کے چیلنج کی تفصیلات درج ہیں۔قادیانی امت کے سربراہوں اور مختلف علماء و مشائخ کے درمیان ہونے والے مباہلوں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔مرزا بشیر الدین محمود سے لے کر مرزا مسرور تک، قادیانی قیادت کو دی گئی مباہلہ کی دعوتوں کا تاریخی جائزہ موجود ہے۔

اس کتاب میں مباہلہ کے وہ ناقابلِ تردید حقائق موجود ہیں جو قادیانیت کے کھوکھلے دعوؤں کو بے نقاب کرتے ہیں اور اللہ کی نصرت کا عملی ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

یہ کتاب ہر صاحبِ ایمان کے لیے بصیرت کا ذریعہ ہے، جو یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے سچے بندوں کی تائید اور جھوٹوں کو ذلت سے دوچار کرتا ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق پر استقامت عطا فرمائے اور اِس کتاب کو گم گشتہ راہوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا کر قبولیتِ عامہ اور تامہ نصیب فرمائے۔آمین۔

وما توفیقی إلا باللہ العلی العظیم

محبوب احمد

رفیق شعبہ تصنیف وتالیف ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد چنیوٹ

06 شعبان المعظم 1446ھ مطابق 05 فروری 2025ء بروز بدھ بعد از نمازِ عشاء

حال وارد لاہور

تقدیم

سفیر ختم نبوت، فاتح قادیانیت

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانوں کی عظیم الشان فتح اور قادیانیوں کی ذلت اور رسوائی حق و باطل کی جنگ ہمیشہ سے چلی آتی ہے، حق کو ہمیشہ فتح اور باطل کو ذلت نصیب ہوتی ہے، حق و باطل کے درمیان فیصلہ کا آخری طریق اللہ تعالیٰ نے قران کریم میں مباہلہ مقرر کیا ہے، مباہلہ کہتے ہیں کہ فریقین ایک جگہ اکٹھے ہو کر بذریعہ دعاء اللہ تعالیٰ سے فیصلہ طلب کریں کہ جھوٹے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے لعنت اور پھٹکار پڑے اور خدائی گرفت میں مبتلا ہو کر عبرت کا نشان بن جائے، باطل کبھی میدان مباہلہ میں نہیں آتا، اگر غلطی کر لے تو پھر خدائی عذاب سے بچ نہیں سکتا، قادیانی پروپیگنڈا کرتے تھے کہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں علماء اور مشائخ کو مباہلہ کی دعوت دی تھی جو اس کی کتاب انجام آتھم میں درج ہے اور کوئی عالم مباہلہ کرنے کے لیے مرزا قادیانی کے سامنے نہیں آیا، حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ علماء نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور وہ مختلف بہانے بنا کر راہِ فرار اختیار کرتا رہا۔

یہ کتاب 22 جنوری 1897ء کی ہے، اور دو سال بعد 24 فروری 1899ء کو مرزا قادیانی نے جے ایم ڈوئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں مولانا محمد حسین بٹالوی کی درخواست پر توبہ نامہ لکھ دیا کہ میں آئندہ محمد حسین بٹالوی، اس کے کسی دوست اور پیروکار کو مباہلہ کی دعوت نہیں دوں گا اور اپنے تمام ماننے والوں کو بھی اس کے پابندی کی ہدایت کرتا ہوں، لیکن قادیانی بڑی ڈھٹائی سے عوام میں انجام آتھم کتاب پیش کرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ کسی عالم نے اس کی دعوت مباہلہ قبول نہ کی، اگر مرزا جھوٹا تھا تو مسلمان علماء میدان میں کیوں نہیں آئے............؟

بندہ نے اس جھوٹے پروپیگنڈا کی قلعی کھولنے کے لیے مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا

بشیر الدین محمود کو جو اس کا دوسرا خلیفہ تھا، 6 جنوری 1956ء کو مباہلہ کی دعوت دی، سات سال خط و کتابت جاری رہی، میں نے ان کے مطالبہ پر ملک کی چار دینی جماعتوں سے سند نمائندگی بھی پیش کردی. آخر 26 فروری 1963ء کا دن مقرر ہوا اور دریائے چناب کے دو پلوں کے درمیان وادی عزیز کی جگہ مقرر ہوئی، راقم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ 26 فروری کو مقررہ جگہ پہنچ کر عصر تک انتظار کرتا رہا لیکن مرزا محمود یا اس کا کوئی نمائندہ مباہلہ کے لیے میدان میں نہ آئے، اللہ تعالیٰ نے ان پر حجت تمام کردی اور مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی، پھر جب تک وہ زندہ رہا، میں ہر سال 26 فروری کو اسے دعوت مباہلہ دیتا رہا، حتیٰ کہ وہ مختلف امراض میں مبتلا ہو کر 8 نومبر 1965ء کو عبرتناک موت سے دوچار ہو کر راہی ملکِ عدم ہوا۔

پھر اس کا بیٹا مرزا ناصر احمد تیسرا سربراہ مقرر ہوا، اس کو بھی ہر سال 26 فروری کو دعوت دیتا رہا، وہ 9 جون 1982ء میں مر گیا، پھر چوتھے خلیفہ مرزا طاہر کو دعوت مباہلہ دیتا رہا، حتی کہ لندن پہنچ کر ہائیڈ پارک مباہلہ کی جگہ مقرر کی اور مرزا طاہر کو دعوت دی کہ 5/اگست 1995ء بروز اتوار وہ خود آجائے یا اپنا نمائندہ بھیج دے، ہم 12 بجے تک انتظار کریں گے، بندہ اپنی جماعت کے ہمراہ پہنچ گیا اور دو بجے تک انتظار کرتا رہا، نہ مرزا طاہر اور نہ ہی اس کا کوئی نمائندہ پہنچا، یوں اس پر بھی حجت تمام ہو گئی، روزنامہ جنگ لندن نے ہمارا فوٹو شائع کر دیا اور ان کی شکست کا اعلان کر دیا، بی بی سی لندن نے بھی مفصل رپورٹ نشر کی، اس طرح پوری دنیا میں قادیانی سربراہ اور ان کی جماعت کی رسوائی ہوئی اور حق کو فتح نصیب ہوئی۔

بندہ اس فرار کے بعد بھی ہر سال اسے دعوت مباہلہ دیتا رہا...... اور اسے یہ بھی کہا کہ گر تم ہائیڈ پارک نہیں آسکتے تو میں تمہارے مرکز ٹلفورڈ میں آکر مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں، تم تاریخ اور وقت کا اعلان کرو، میرا یہ اشتہار روزنامہ جنگ لندن میں شائع ہوا، جب تک وہ زندہ رہا، میرا چیلنج شائع ہوتا رہا، اس سال 26 فروری 2003ء کو آخری بار پھر (مرزا طاہر کو) مباہلہ کا چیلنج دیا کہ اب تم بستر مرگ پر پڑے ہو اور اگر تم اپنے دادا کو سچا سمجھتے ہو، تو میرے ساتھ مباہلہ کرو...... ورنہ

اس باطل مذہب سے توبہ کر کے اپنی عاقبت کو سنوار لے، لیکن ہدایت کا ملنا اُس کے نصیب میں نہ تھا میری دعوت مباہلہ کے ایک ماہ اکیس دن بعد 19 اپریل 2003ء کو عبرت کا نمونہ بن کر چل بسا، اس کے مرنے کے بعد مرزا مسرور پانچواں جانشین مقرر ہوا، اسے بھی اتماما للحجۃ دعوت مباہلہ اور دعوت ایمان دی، اس نے انٹرنیٹ کے ذریعے نہ صرف خود انکار کیا بلکہ پوری جماعت کو (جواب دینے سے) روک دیا۔

اب بندہ لندن حاضر ہوا تو آخری بار اسے اتمام حجت کے لیے دعوت مباہلہ اور دعوت ایمان دی جو روزنامہ جنگ لندن میں 24 ستمبر 2003ء کو شائع ہوئی اور انٹرنیٹ کے ذریعے بھی اس سے 30 ستمبر 2003ء کی آخری تاریخ مقرر کی، تحریری طور پر خط بھی بذریعہ ڈاک روانہ کیا گیا کہ 30 ستمبر 2003ء تک مجھے جواب دیں ورنہ یکم اکتوبر 2003ء کو تمہارا مباہلہ سے فرار اور شکست کا اعلان کر دیا جائے گا۔ 30 ستمبر 2003ء ختم ہوگئی اور مرزا مسرور سربراہ قادیانی جماعت کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا، آج الحمدللہ یکم اکتوبر 2003ء کو ان پر ہر طرح سے حجت تمام ہوگئی، ان کا باطل اور جھوٹا ہونا ایک دفعہ پھر دنیا کے سامنے آگیا۔

بندہ قادیانی جماعت کے ذمہ داروں سے درخواست کرتا ہے کہ یا تو اپنے خلیفہ اور سربراہ کو مباہلہ کے لیے تیار کریں، (وہ ہرگز تیار نہیں ہوگا) ورنہ پھر اس باطل مذہب سے توبہ کر کے جس طرح شیخ راحیل اور مظفر احمد مظفر آف جرمنی نے توبہ کر کے اپنی عاقبت سنواری ہے وہ بھی اپنی عاقبت سنوار لیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جائیں، اسی میں ان کی بھلائی ہے، یہ دنیا اور اس کی عیش و عشرت چند روزہ ہے، آخر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے، لہٰذا اپنی عاقبت سنوار لیں۔

فقط

قادیانیوں کا سچا خیر خواہ

منظور احمد چنیوٹی

حال وارد لندن

یکم اکتوبر 2003ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مباہلہ کی تعریف اور پس منظر

مباہلہ کا لغوی اور شرعی معنی

مباہلہ عربی زبان کا لفظ ہے یہ بہل سے ماخوذ ہے، جس کا معنی چھوڑنا، مہلت دینا اور لعنت کرنا ہے۔ یہاں آخری معنی یعنی "لعنت کرنا" مراد ہے، تو مباہلہ کا معنی ہے ایک دوسرے کو لعنت کرنا، ایک دوسرے کے حق میں بددعا کرنا۔ (القاموس الوحید/154)

اصطلاحی اور شرعی معنی یہ ہے کہ دوگروہوں میں جب کسی معاملے کے حق اور باطل ہونے میں اختلاف ہو اور دلائل سے معاملہ ختم نہ ہو رہا ہو تو دونوں فریق حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اے اللہ! ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اس پر لعنت فرما، چنانچہ لغت کی مشہور کتاب لسان العرب میں مباہلہ کی تعریف یوں ہے:

"ان یجتمع القوم اذا اختلفوا فی شیء فیقولوا لعنۃ اللہ علی الظالم منا"

(لسان العرب:11/71)

"جب لوگوں کا کسی چیز کے بارے میں اختلاف ہو تو وہ ایک جگہ جمع ہو کر کہیں: کہ ہم میں سے جو ظالم ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔"

ختم نبوت کے عظیم مناظر و مجاہد، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے قابل فخر تلمیذ رشید حضرت مولانا مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان قدس اللہ تعالیٰ سرہ نے آیت مباہلہ کی تفسیر کے ضمن میں مباہلہ کی تعریف و تشریح میں تحریر فرمایا ہے:

﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ الخ﴾ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مباہلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کی تعریف یہ ہے کہ اگر کسی امر کے حق و باطل (ہونے) میں فریقین میں نزاع ہو جائے اور دلائل سے نزاع ختم نہ ہو (رہا ہو)، تو پھر ان کو یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جو اس امر میں باطل پر ہو اس

پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وبال اور ہلاکت پڑے، کیونکہ لعنت کے معنی رحمتِ حق سے بعید ہوجانا ہے، اور رحمت سے بعید ہونا قہر سے قریب ہونا ہے، پس حاصل معنی اس کے یہ ہوئے کہ جھوٹے پر قہر نازل ہو، سو جو شخص جھوٹا ہوگا وہ اس کا خمیازہ بھگتے گا، اس وقت پوری تعیین صادق وکاذب کی منکرین کے نزدیک بھی واضح ہوجائے گی، اس طور پر دعا کرنے کو "مباہلہ" کہتے ہیں اور اس میں اصل خود مباحثہ کرنے والوں کا جمع ہوکر دعا کرنا ہے، اپنے اعزہ واقارب کو جمع کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر جمع کیا جائے تو اس سے اور اہتمام بڑھ جاتا ہے۔'

(تفسیر معارف القرآن تحت تفسیر سورۃ آل عمران آیت 61)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ مباہلہ فریقین کے اکٹھے ہوکر دعا کرنے کا نام ہے، انفرادی طور پر یک طرفہ دعا کرنا مباہلہ نہیں کہلاتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مباہلہ کی تعریف میں تحریر کیا ہے "مباہلہ کے معنی لعنت اور نیز شرعی اصطلاح کی رو سے یہ ہیں کہ دونوں فریق مخالف ایک دوسرے کے لیے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔ (اربعین نمبر 2 حاشیہ نمبر 26، روحانی خزائن: 12 / 377)

مرزائی امت بالخصوص مرزا طاہر کا اصرار رہا ہے کہ مباہلہ کے لیے فریقین کا ایک جگہ اکٹھا ہونا ضروری نہیں، ہر فریق اپنے اپنے گھر بیٹھ کر اپنے مخالف کے لیے بددعا کرے تو یہ بھی مباہلہ قرار پائے گا، حالانکہ یہ لغۃً، عرفاً، شرعاً اور خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریر کے بھی بالکل خلاف ہے۔

آیت مباہلہ کا پس منظر

﴿فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۔ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾. (آل عمران: 61)

ترجمہ: تمہارے پاس (حضرت عیسیٰؑ کے واقعہ کا) جو صحیح علم آگیا ہے اس کے بعد بھی جو لوگ اس معاملے میں تم سے بحث کریں تو ان سے کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے لوگوں کو اور تم اپنے لوگوں کو، پھر ہم سب مل کر اللہ کے سامنے گڑگڑائیں اور جو جھوٹے ہوں ان پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔"

اس آیت کو، آیت مباہلہ کہا جاتا ہے۔ جب بحث ومباحثہ کے ذریعے اہل باطل پر علمی طور پر حجت تام ہو جائے اور وہ دلائل کو تسلیم نہ کریں بلکہ ہٹ دھرمی پر تُل جائیں تو پھر آخری راستہ مباہلہ کا ہے جس کی تعریف وتوضیح گزر چکی ہے۔

نصاریٰ کو دعوت مباہلہ

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا وفد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا تھا۔ آپ ﷺ نے علمی دلائل کے ذریعے ان پر حجت تام کر دی لیکن وہ کھلے دلائل کے باوجود ایمان نہ لائے بلکہ اپنی ضد اور گمراہی پر ڈٹے رہے[1] تو اس آیت کے ذریعہ آپ ﷺ کو حکم ملا کہ آپ ﷺ انہیں دعوت مباہلہ دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں دعوت مباہلہ دی لیکن عیسائی میدان میں نہ آئے اور مباہلے سے فرار اختیار کر گئے اس واقعہ کی پوری تفصیل درج ذیل ہے:

مفسر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن اسحاق بن یسار رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نجران کے نصاریٰ کا ایک وفد جو ساٹھ آدمیوں پر مشتمل تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں چودہ اشخاص ان کے اشراف میں سے تھے، جن کی طرف ہر معاملہ میں رجوع کیا جاتا تھا ان میں

---

[1] عیسائیوں کو دلائل سے بات سمجھا دی گئی تھی، مگر وہ اپنی گمراہی پر ڈٹے رہے، اس وجہ سے انہیں مباہلہ کی دعوت دی گئی، اس بات کو مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا، وہ لکھتا ہے: "پھر ان آیات سے یہ بھی ظاہر ہے، پہلے خدا تعالیٰ نے دلائل بیّنہ سے بخوبی عیسائیوں کو سمجھا دیا کہ عیسیٰ بن مریم میں کوئی خدائی کا نشان نہیں اور جب وہ باز نہ آئے تو پھر مباہلہ کے لیے درخواست کی۔" (مجموعہ اشتہارات: جلد 1، اشتہار نمبر 59، 12 اپریل 1891ء، ص:233)

سے ایک شخص کو سید کہتے تھے جس کا نام "اَیْھَمْ" تھا اور ایک شخص ابو حارثہ تھا اور بھی لوگ تھے، ان میں عاقب ان کا امیر تھا اور صاحب رائے سمجھا جاتا تھا، اسی سے مشورہ لیتے تھے اور اس کی ہر رائے پر عمل کرتے تھے، اور سید ان کا عالم تھا۔ ان کی مجلسوں اور محفلوں کا وہی ذمہ دار تھا اور ابو حارثہ ان کا پوپ تھا جو ان کی دینی تعلیم و تدریس کا ذمہ دار تھا، بنی بکر بن وائل کے قبیلے سے تھا اور عربی النسل تھا لیکن نصرانی ہو گیا تھا۔ رومیوں نے اس کی بڑی تعظیم کی، اس کے لیے گرجا گھر بنا دیے، اور اس کی طرح طرح سے خدمت کی۔ اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کا علم تھا، کتب سابقہ میں آپ ﷺ کی جو صفات مذکور ہیں، ان سے واقف تھا لیکن آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری پر بھی نصرانیت پر مُصر رہا، دنیوی اکرام اور عزت وجاہ نے اس کو اسلام قبول کرنے سے باز رکھا۔

جب یہ لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نماز عصر سے فارغ ہوئے تھے اور مسجد ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے بہت ہی بڑھیا کپڑے پہن رکھے تھے اور خوب صورت چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ ان کی اپنی نماز کا وقت آ گیا تو انہوں نے مسجد نبوی ہی میں مشرق کی طرف نماز پڑھ لی۔

ان میں ابو حارثہ، عاقب اور سید نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی اور وہی اپنی شرکیہ باتیں پیش کرنے لگے، کسی نے کہا: عیسیٰ اللہ ہے، کسی نے کہا عیسیٰ ولد اللہ ہے، کسی نے کہا، کہ عیسیٰ "ثالث ثلاثۃ" ہیں (یعنی ایک معبود عیسیٰ ہے ایک اس کی والدہ اور ایک اللہ تعالیٰ ہے)

ان لوگوں نے گفتگو میں یہ سوال کیا کہ اے محمد ﷺ عیسیٰ کا باپ کون تھا؟ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران کے شروع سے لے کر اسی (80) سے کچھ اوپر آیات نازل فرمائیں۔

ان آیات میں عیسائیوں کے تمام سوالات کے جوابات تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بڑی وضاحت کے ساتھ ان کے اشکالات اور سوالات کے جواب ارشاد

فرمائے لیکن نصاریٰ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔

ادھر جب رسول اللہ ﷺ نے دلائل کے ذریعے حجت تام کردی تو آخر میں حق تعالیٰ کی طرف سے مباہلہ کرنے کی دعوت کا حکم نازل ہوا۔ آپ ﷺ نے قرآنی حکم کے مطابق عیسائیوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔

مباہلہ کا طریقہ

دعوت یہ تھی کہ ہم اپنی اولاد اور عورتوں سمیت آجاتے ہیں تم بھی اپنی اولاد اور عورتوں اور اپنی جانوں کو لے کر حاضر ہوجاؤ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دونوں فریق مل کر خوب سچے دل سے دعا کریں گے کہ جو بھی کوئی جھوٹا ہے اس پر لعنت ہوجائے، جب آنحضرت ﷺ نے مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ابوالقاسم! (ﷺ) ہمیں مہلت دیجئے! ہم غور و فکر کر کے حاضر ہوں گے۔

نصاریٰ کا مباہلہ سے فرار

جب نصاریٰ آپ ﷺ کے پاس سے چلے گئے اور آپس میں تنہائی میں بیٹھے، تو عبدالمسیح سے کہا کہ کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو تم نے سمجھ لیا کہ محمد نبی مرسل ہیں اور انہوں نے تمہارے صاحب (یعنی حضرت عیسیٰ) کے بارے میں صاف صاف صحیح باتیں بتائی ہیں اور تمہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ جس کسی قوم نے کسی نبی سے کبھی کوئی مباہلہ کیا ہے تو کوئی چھوٹا، بڑا، ان میں باقی نہیں رہا۔ اگر تمہیں اپنا بیج ناس کھونا ہے تو مباہلہ کرلو۔ اگر تمہیں اپنا دین نہیں چھوڑنا تو ان سے صلح کرلو اور شہروں کو واپس ہوجاؤ............... مشورے کے بعد وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے ابوالقاسم (ﷺ) ہمارے آپس میں یہ طے پایا ہے کہ ہم آپ سے مباہلہ نہ کریں آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم اپنے دین پر رہتے ہوئے واپس لوٹ جائیں اور آپ اپنے آدمیوں سے ایک شخص کو بھیج دیں جو ہمارے درمیان ایسی چیزوں میں فیصلہ کردے جن میں ہمارا مالیاتی سلسلہ میں اختلاف ہے............ آپ ﷺ

نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو اُن کے ساتھ بھیج دیا۔ (تفسیر ابن کثیر: 1/ 438)۔

مفسرین کرام رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت ﴿نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَكُمۡ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمۡ﴾ آخر تک نجران کے نصاریٰ کے سامنے پڑھی اوران کو مباہلہ کی دعوت دی تو انہوں نے کل تک مہلت مانگی، جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں لیے ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تشریف لا چکے تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پیچھے پیچھے تشریف لا رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن کے پیچھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ جب میں دعا کروں تو تم لوگ آمین کہنا، یہ منظر دیکھ کر نصاریٰ نجران کا پوپ کہنے لگا کہ اے نصرانیو! میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ سے یہ سوال کریں کہ وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو ضرور ہٹا دے گا، لہٰذا تم مباہلہ نہ کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا، یہ سن کر نصاریٰ کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہماری رائے یہ ہے کہ ہم مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم اپنے دین پر رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں مباہلہ سے انکار ہے تو اسلام قبول کرو، اسلام قبول کرنے پر تمہارے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور تمہاری وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو مسلمانوں کی ہیں، انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس! ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہو گی وہ کہنے لگے کہ ہمیں جنگ کی طاقت نہیں ہم آپ سے صلح کر لیتے ہیں۔[1] (ماخوذ از انوار البیان تحت تفسیر سورہ آل عمران آیت نمبر 61)

---

[1] عیسائیوں نے راہِ فرار اختیار کی اور مباہلہ کرنے کو تیار نہ ہوئے، مرزا قادیانی نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:۔

''اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر نجران کے عیسائی مجھ سے مباہلہ کرتے (جو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ساتھ کیا جاتا ہے) تو اس قدر موت اور ہلاکت ان پر آتی کہ ان کے درختوں کے پرندے بھی مر جاتے۔''

(تتمہ حقیقۃ الوحی، خزائن 22، ص:552)

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''کہ نجران کے نصاریٰ نے ڈر کر مباہلہ کو ترک کیا، اور اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرتے، تو ابھی ایک سال گزرنے نہ پاتا، کہ وہ ہلاک کیے جاتے۔'' (راز حقیقت، خزائن 14 ص:173)

فائدہ

بعض حضرات آیت مباہلہ سے اپنے مزعومہ اعتقادات کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس حوالہ سے عصر حاضر کے دو جید اکابر علماء کرام کی تفاسیر سے چند اقتباس پیش خدمت ہیں۔

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ حضرت امام اہل السنۃ مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

''کہ مباہلہ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اہل خانہ میں سے بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے کر نکلے۔شیعہ حضرات اس ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہل بیت یہی افراد ہیں۔ان کے علاوہ اور کوئی اہل بیت میں شامل نہیں ہے، حالانکہ اہل بیت میں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔مگر سب کو اس موقع پر لانا ضروری نہیں تھا۔یہ تو دعاء کا مقام تھا۔آپ چند افراد کو لے کر فوراً نکل آئے۔تاہم مذکورہ روایت میں واقعہ کی پوری تفصیل موجود نہیں ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے مؤرخ گزرے ہیں۔جنہوں نے بڑی مستند تاریخ لکھی ہے، وہ امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ (امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ) اپنے والد امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مباہلہ کے لیے تشریف لائے تو ان کے ساتھ حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اور ان سب کی اولاد بھی تھی۔یہ روایت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں اسی طرح بیان کی ہے اور یہی روایت تفسیر روح المعانی میں بھی موجود ہے۔تاہم پہلی مذکورہ روایت میں باقی تین حضرات اور ان کی اولاد کا ذکر نہیں ہے دونوں روایات کو جمع کرنے سے پوری صورت حال سامنے آجاتی ہے۔

شیعہ حضرات تو حقائق کو اس حد تک مسخ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کسی دوسری بیٹی کو تسلیم ہی نہیں کرتے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی تین صاحبزادیاں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ تھیں جو واقعہ مباہلہ سے قبل فوت ہو چکی تھیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا 2ھ میں فوت ہوئیں۔ آپ ﷺ غزوہ بدر کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا مدینہ میں فوت ہوگئیں۔ آپ ﷺ ان کے جنازے میں بھی شریک نہیں ہو سکے۔ بدر سے واپس آکر ان کی قبر پر جا کر دعا کی۔ اس کے بعد حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا، مگر کچھ عرصہ بعد وہ بھی وفات پا گئیں۔ پھر آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ۸ھ میں فوت ہوئیں، اس کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔

واقعہ مباہلہ 9ھ یا 10ھ میں پیش آیا۔ جب کہ آپ کی تین صاحبزادیاں 8ھ میں فوت ہو چکی تھیں۔ مگر نہایت افسوس کا مقام ہے کہ شیعہ سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آپ کی کسی اور صاحبزادی کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔

اِن حضرات کا معتبر مصنف ملا باقر مجلسی اپنی کتاب حیات القلوب میں لکھتا ہے کہ جب حضور ﷺ مباہلہ کے لیے نکلے تو مہاجرین اور انصار سب آپ کے ساتھ تھے۔ قرآن پاک نے ازواج مطہرات کو صریحاً اہل بیت فرمایا ہے، خود حضور ﷺ نے ایک موقع پر ازواج کو اہل بیت میں شریک کیا تھا۔ لہٰذا روافض کا عقیدہ باطل ہے۔"

(معالم العرفان تحت تفسیر سورہ آل عمران آیت نمبر 61)

اسی طرح روافض اس آیت میں ﴿اَنْفُسَنَا﴾ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مراد لے کر ان کے لیے خلافت بلافصل کو ثابت کرتے ہیں۔

اس حوالہ سے حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع قدس اللہ تعالیٰ سرہ تحریر فرماتے ہیں: "اس آیت میں ﴿اَبْنَآءَنَا﴾ سے مراد صرف اولادِ صلبی نہیں ہے، بلکہ عام مراد ہے خواہ اولاد ہو یا اولاد کی اولاد ہو، کیونکہ عرفاً ان سب پر اولاد کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہٰذا ﴿اَبْنَآءَنَا﴾ میں آپ ﷺ کے نواسے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور آپ ﷺ کے [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]

ہیں۔خصوصاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "ابنائنا" میں داخل کرنا اس لیے بھی صحیح ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تو پرورش بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں پائی تھی، آپ ﷺ نے ان کو اپنے بچوں کی طرح پالا پوسا، اور آپ رضی اللہ عنہ کی تربیت کا پورا پورا خیال رکھا۔ایسے بچے پر عرفاً بیٹے کا اطلاق کیا جاتا ہے،اس بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اولاد میں داخل ہیں، لہٰذا روافض کا آپ رضی اللہ عنہ کو ﴿اَبۡنَآءَنَا﴾ سے خارج کرکے اور ﴿اَنۡفُسَنَا﴾ میں داخل کر کے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔"

(معارف القرآن از مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ تحت تفسیر سورہ آل عمران آیت نمبر 61)

قارئین کرام!

آیت مباہلہ سے روافض کے استدلالات اور ان کے مزید جوابات کے لیے تفسیر آیت مباہلہ از حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اور دفع المجادلہ از حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ فرمائیں ۔ یہ دونوں رسائل "تحفہ اہل سنت" تفسیر آیات از حضرت مولانا محمد عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان میں شامل ہیں۔

مباہلہ کی مشروعیت

مباہلہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص نہیں تھا،[1] یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے زمانوں میں مباہلہ کرنا ثابت ہے۔لہذا آج بھی اگر کوئی انتہائی اہم معاملہ میں مباہلہ کرنا چاہے،توشرعاً اس کی اجازت موجود ہے۔البتہ جو مسائل ائمہ مجتہدین کے درمیان مختلف فیہ ہیں۔ان میں مباہلہ نہیں کرنا چاہیے۔[2] نیز جھوٹے معاملہ میں دھوکا دینے

---

[1] مباہلہ کرنے کو مرزا قادیانی نے صلحاء کی سنت کہا ہے،جس سے ثابت ہوتا ہے، کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی یہ انبیاء کے ساتھ خاص نہیں (تفصیل کے لیے دیکھیں انوار الاسلام، خزائن جلد 9 ص:34 درحاشیہ)

[2] مرزا قادیانی بھی لکھتا ہے:"مسنون طریق مباہلہ کا یہ ہے، کہ جو شخص مباہلہ کی درخواست کرے اس کے دعویٰ کی بناء ایسے یقین پر ہو، جس یقین کی وجہ سے وہ اپنے فریق مقابل کو قطعی طور پر مفتری اور کاذب خیال کرے۔"

(مجموعہ اشتہارات، اشتہار نمبر 59، 12 اپریل 1891ء، جلد 1 ص:233)

کے لیے ہرگز مباہلہ نہیں کرنا چاہیے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مباہلہ کے حوالہ سے تجربہ نقل کیا ہے کہ ناحق مباہلہ کرنے والے کو مباہلہ کے بعد سال بھر بھی جینا نصیب نہیں ہوتا، یعنی سال مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ اپنے انجام کو پہنچ جاتا ہے۔ (فتح الباری: 8/95)

آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مباہلہ کا ثبوت

"أخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن بن طاؤس قال أخبرني أبي أنه سمع بن عباس يقول لوددت أني وهؤلاء الذين يخالفوني في الفريضة نجتمع فنضع أيدينا على الركن ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين"

(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر 19024 کتاب الفرائض)

"طاؤس کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے میری یہ خواہش ہے کہ جو لوگ فریضہ (یعنی وراثت کے مسئلے) کے بارے میں میرے مخالف ہیں وہ اور میں اکٹھے ہو کر اپنا ہاتھ حجر اسود پر رکھیں اور پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں۔"

اسی طرح ایک دوسری روایت میں بھی ہے:

"عن ابن ابی ملیکة عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: من شاء باهلته انه ليس للامة ظهار" (سنن کبریٰ للبیهقی: 7/430 حدیث نمبر 1565)

ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: لونڈی سے ظہار نہیں ہوتا جو چاہے میں اس سے (اس مسئلہ پر) مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔

ایسے ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

"عن علقمة بن قيس عن ابن مسعود قال: من شاء لاعنته ما انزلت: ﴿وَأُولَاتُ

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾(الطلاق:4)بعدآیةالمتوفی عنہازو جہااذاوضعت المتوفی عنہازوجہافقدحلت۔"

(سنن نسائی کتاب الطلاق رقم الحدیث3522)

"علقمہ بن قیس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے جو شخص چاہے میں اس مسئلہ پر اس کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہوں کہ یہ آیت "اور حمل والی عورتوں کی عدت کا اختتام اس وقت ہوگا جب وہ حمل کو جنم دیں۔ بیوہ عورت کی عدت سے متعلق آیت کے بعد نازل ہوئی تھی، بیوہ عورت جیسے ہی بچہ جنے گی اس کی عدت ختم ہوجائے گی، یعنی چار ماہ اور دس دن کی عدت کا حکم حاملہ عورت کے لیے منسوخ ہے۔"

ختم نبوت کے عظیم مجاہد اور مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس اللہ تعالیٰ سرہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں:"کہ حضرت عکرمہ تو بازار میں منادی کرتے تھے کہ آیت ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ میں اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) ہیں کیونکہ یہ آیت انہی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور فرماتے تھے کہ میں اس پر مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

(معارف القرآن تحت تفسیر سورۃ احزاب، آیت نمبر34 واذکرن مایتلی فی بیوتکن الخ)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باطل فرقوں کے خلاف متعدد مناظرے اور مباہلے کیے جن میں حق تعالیٰ نے آپ کو کامیابی اور کامرانی سے نوازا۔ (مجموعۃ الفتاویٰ:4/87)

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو مباہلہ کی دعوت دی جنہوں نے صفات باری تعالیٰ میں تحریف کی اور صفات کے بارے میں تعطیل کا عقیدہ گھڑا، انہیں رکن اور مقام کے درمیان مباہلہ کی دعوت پیش کی چنانچہ مخالفین نے مباہلہ کی دعوت کو قبول نہ کیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مباہلہ کے نتیجہ میں اُن کا انجام بھیانک ہوگا۔

(تفصیل کے لیے امام ابن قیمؒ کی کتاب "النونیۃ" کا مطالعہ مفید رہے گا)۔

مشہور فقیہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ البحرالرائق شرح کنزالدقائق میں تحریر فرماتے ہیں:

"فان قلت:ھل یشرع الدعاء باللعن علی الکاذب المعین؟ قلت:قال فی غایۃ البیان من العدۃ:وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہ قال:من شاء باھلتہ ان سورۃ النساء القصری نزلت بعد التی فی سورۃ البقرۃ،ای:من شاء المباھلۃ ای:الملاعنۃ باھلتہ،وکانوا یقولون اذا اختلفوا فی شیء بھلۃ اللہ علی الکاذب منا، قالوا:ھی مشروعۃ فی زماننا ایضا"

(باب اللعان،شرائط وجوب اللعان،4/148،ط:دار الکتاب الاسلامی)

"پس اگر تو کہے: کیا کسی معین جھوٹے شخص پر لعنت کرنا مشروع (جائز) ہے؟ میں (جواب) میں کہتا ہوں: غایۃ البیان (کتاب کا نام) میں باب العدۃ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،وہ فرماتے ہیں جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو(بھی) تیار ہوں کہ سورۃ النساء قصریٰ یعنی سورہ طلاق سورہ بقرہ کے بعد نازل ہوئی ہے،یعنی جو مباہلہ کرنا چاہے/آپس میں لعان کرنا چاہے تو میں اس سے مباہلہ کروں گا۔(ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور وہ لوگ جب کسی (حق وباطل کی) بات میں اختلاف کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم میں سے جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو۔علماء نے کہا ہے کہ یہ(مباہلہ) ہمارے زمانہ میں بھی جائز ہے۔"

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"وَذَکَرَ فِي الْبَحرِ مَایَدُلُّ عَلی الجوَازِ بِهافِي عِدَّةِ غَایَةِ الْبَیَانِ مِنْ أَنَّ المبَاهَلَةَ مَشْرُوعَةٌ فِي زَمَانِنَا وَهِيَ الملَاعَنَةُ، کَانُوایَقُولُونَ إِذَااخْتَلَفُوا فِي شيءٍ: بَهْلَةُ اللهِ عَلی الْکَاذِبِ مِنَّا۔"(مَطْلَبٌ فِي الدُّعَاءِ بِاللَّعْنِ عَلی مُعَیَّنٍ [تَنْبِیهٌ] رد المحتار)(3/488)

صاحب بحر الرائق علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ جو کچھ غایۃ البیان کے باب العدۃ میں مذکور ہے اس سے ہمارے زمانہ میں مباہلہ کے جواز پر دلالت ہے اور مباہلہ لعنت کرنا ہے،اہل حق جب کسی چیز میں اختلاف کرتے تو کہتے تھے ہم میں سے جھوٹے پر اللہ کی لعنت ہو۔

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"وہل المباہلة مشروعة بعدالنبی ﷺ فذکرفی ردالمحتار فی باب الرجعة عن البحر معزیا الی غایة البیان انہا مشروعة عندَ الحاجة قال: الشیخ فی بیان القرآن: ان فی مشروعیة اللعان اقوی دلیل علی مشروعیة المباہلة

(احکام القرآن للشیخ ظفر احمد عثمانی التھانوی: 2/24)

اور کیا مباہلہ نبی کریم ﷺ کے بعد بھی مشروع ہے تو ردالمحتار میں ذکر کیا گیا ہے کہ صاحب بحرالرائق نے باب الرجعۃ میں غایۃ البیان کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا ہے بوقت ضرورت مباہلہ کرنا مشروع (جائز) ہے۔ چنانچہ شیخ (حضرت تھانویؒ) نے بیان القرآن میں فرمایا ہے: جواز مباہلہ پر مضبوط ترین دلیل (میاں بیوی کے درمیان بوقت ضرورت) لعان کا مشروع (جائز) ہونا ہے۔

مذکورہ حوالہ جات اور دلائل سے یہ مسئلہ بالکل مبرھن ہوجاتا ہے کہ مباہلہ صرف آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ مباہلہ کا حکم اب بھی باقی ہے، اور مباہلہ کے لیے نبوت کی شرط نہیں ہے۔

آج کل بعض حضرات سوشل میڈیا پر بڑے زور وشور سے پروپیگنڈہ میں مصروف ہیں کہ مباہلہ غیر نبی کے لیے جائز نہیں ہے اور مباہلہ نبوت کا خاصہ ہے۔ ماقبل کے دلائل، آثار اور احادیث سے بڑی صراحت ووضاحت سے معلوم ہو چکا ہے کہ مباہلہ کا حکم اب بھی باقی ہے۔

علماء امت کا میدان مباہلہ میں مرزا قادیانی کا تعاقب

مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کا جھوٹا دعویدار تھا، اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے مخلوق خدا کو گمراہ کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر اسے ناکام کیا، ہر میدان میں اُس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، چنانچہ مرزا قادیانی کے متعدد لوگوں سے مناظرے، مباحثے ہوئے جن میں وہ خائب وخاسر ہوا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی مباہلہ کے میدان میں بھی اترا، اللہ تعالیٰ نے اس میدان میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو ذلیل ورسوا کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ علماء ومشائخ کے مباہلوں کے چند نمونے اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

1۔علماء لدھیانہ رحمہم اللہ کا مرزا قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج

علماء لدھیانہ کے سرخیل مفتی اعظم حضرت مولانا شاہ محمد لدھیانوی، حضرت مولانا شاہ عبداللہ لدھیانوی اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز لدھیانوی رحمہم اللہ نے 1301ھ مطابق 1884ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ 3 مئی 1891ء کو مرزا غلام احمد قادیانی نے علماء لدھیانہ کو تحریری چیلنج دیا، کہ تم لوگ مسئلہ حیات ووفات مسیح علیہ السلام پر مناظرہ کرلو ،تو علماء لدھیانہ نے جواب دیا کہ ہم نے 1301ھ مطابق 1884ء میں فتویٰ دیا تھا، کہ مرزا غلام احمد قادیانی مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور ہمارا قطعی اور حتمی فیصلہ ہے کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد باطلہ کو حق جانتے ہیں، وہ شرعاً کافر ہیں، پس تمہیں لازم ہے کہ پہلے ہم سے اس مسئلہ پر مناظرہ کرو، کہ تم دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو، اگر تم نے اپنا اسلام ثابت کر دکھایا، تو پھر حیات ووفات مسیح علیہ السلام پر بات ہوگی۔

جب علماء لدھیانہ کی طرف سے اس مضمون کا اشتہار شائع ہوا، تو مرزا غلام احمد قادیانی کے ہوش اڑ گئے، اور مناظرہ کے لیے تیار نہیں ہوا، کیونکہ اس کے لیے اپنا مسلمان ثابت کرنا ناممکن تھا۔

حضرت مولانا شاہ محمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار مرزا غلام احمد قادیانی کو مباہلہ کی دعوت

دی، اور فرماتے تھے کہ ہم دونوں مکہ معظمہ چلتے ہیں، اور کعبہ کا غلاف پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں فیصلہ مانگتے ہیں جو جھوٹا ہو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو..... حضرت کے اصرار کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی اس پر تیار نہ ہوا۔

(ماخوذ از ختم نبوت اور علماء لدھیانہ ایک نظر میں، مفتی صدام حسین لدھیانوی)

2۔ مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے مباہلہ

مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ایک بلند پایہ صوفی مشرب اہل حدیث عالم تھے۔ اپنے زہد وتقویٰ، پاکیزگیِ نفس اور عبادت وسادگی کے سبب صوفی عبدالحق کے لقب سے معروف تھے۔ مولانا عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ غزنی سے ترکِ وطن کر کے امرتسر آئے تھے۔ اسلام کے دفاع اور نئے نئے فتنوں سے اس کی حفاظت کا شدید جذبہ رکھتے تھے۔ مرزا قادنی کے بے سروپا دعاوی اور دجل وفریب پر مبنی خیالات کے ظہور کے ساتھ ہی انھوں نے اشتہارات اور بیانات کے ذریعے ان کی حقیقت سے پردہ اٹھانا شروع کر دیا تھا۔ فریقین میں مقابلہ ہوتا رہا، بات بڑھتے بڑھتے مباہلے تک جا پہنچی۔ مباہلے کے لیے جو طریق کار مقرر ہوا وہ مولانا عبدالحق غزنوی کے الفاظ میں یہ تھا:

"مقام عیدگاہ (امرتسر) میں مباہلہ اس طریق پر بایں الفاظ ہوگا:

"میں یعنی عبدالحق تین بار بآواز بلند کہوں گا: یا اللہ! میں مرزا کو ضال، مضل، ملحد، دجال، کذاب، مفتری، محرفِ کلام اللہ واحادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتا ہوں۔ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو۔ مرزا تین بار بآواز بلند کہے گا: یا اللہ اگر میں ضال ومضل وملحد ودجال وکذاب ومفتری ومحرفِ کتاب اللہ واحادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر آج تک تو نے نہ کی ہو۔ بعدہ رو بقبلہ ہو کر دیر تک ابتہال اور عاجزی سے دعا کریں گے کہ یا اللہ جھوٹے کو شرمندہ اور رسوا کر اور سب حاضرینِ مجلس آمین کہیں گے۔"

(قادیانیت اپنے آئینہ میں از صفی الرحمان مبارکپوری، ص 267)

مذکورہ اشتہار کے مطابق 10 ذی قعدہ 1310ھ مطابق 27 مئی 1893ء کو عیدگاہ امرتسر میں مباہلہ ہوا اور فریقین ایک جگہ اکٹھے ہوئے، مرزا غلام احمد قادیانی خود اس مباہلہ میں شریک ہوا، مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے اور اشتہار کے مطابق حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی اور انکساری سے دعا کی کہ جھوٹے کو ناکام اور ذلیل فرما اور حق کا بول بالا فرما۔

مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے مباہلہ کرنے کا انجام

اس واقعہ مباہلہ کے سوا سال بعد، جب مرگ آتھم کی پیش گوئی کی میعاد ختم ہوئی اور آتھم کے زندہ سلامت رہنے پر مرزا قادیانی پر ہر طرف سے آوازے کسے جانے لگے، تو مولوی عبدالحق صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا، جس کا عنوان تھا "اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی بر غلام احمد قادیانی" اس اشتہار میں مولوی عبدالحق نے قادیانی صاحب کی ناکامی اور رسوائی کو اپنے مباہلہ کا نتیجہ قرار دیا اور اس اشتہار میں لکھا:

> ''کہ اب میں مسلمانوں کو عموماً اور مرزائیوں کو خصوصاً قسم دیتا ہوں کہ میرے اور مرزا کے حال کو دیکھ کر خود ہی اندازہ کرلو کہ مباہلہ کو پندرہ مہینے گزر گئے۔ اب میرے اوپر مباہلہ کی تاثیر پڑی یا مرزا پر؟ میں ہمیشہ بیمار رہتا تھا۔ اب کے سال اللہ کے فضل سے میرے بدن پر پھوڑا پھنسی تک نہیں نکلا اور وہ باطنی نعمتیں اللہ عزوجل نے اس عاجز کو عطا کی ہیں جو نہ بیان کرسکتا ہوں اور نہ مناسب جانتا ہوں کہ ان کا اظہار کروں اور مرزا کا حال تو ظاہر ہے اور اس کے مریدوں کا یہ حال ہے کہ اسماعیل ساکن جنڈیالہ بانی مبانی مباحثہ امرتسر، جس نے مرزا کو مباحثہ کے واسطے منتخب کیا تھا اور یوسف خاں سرحد جومدت سے مرزا کا مرید تھا اور محمد سعید مرزا کی بی بی کا خالہ زاد بھائی، یہ سب عیسائی ہوگئے۔ پیر کا یہ حال اور مریدوں کا یہ حال کہ دین و دنیا کی رسوائی اور ذلت ان پر آن پڑی۔'' (رئیس قادیان، ص628_629)

یہ اشتہار مطبع صدیقی لاہور میں چھپا تھا اور اس پر 14 / ربیع الثانی 1312ھ کی تاریخ تھی۔ اس اشتہار کے انتقام میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کو خوب گالیاں دیں۔

اس مباہلہ کے بعد دوسرے بے شمار مصائب کے علاوہ مرزا قادیانی کا ایک نوسالہ لڑکا مبارک احمد مر گیا۔[1] اس کے بعد مرزا قادیانی خود بھی مولانا عبدالحق کی زندگی میں لقمہ اجل بن کر اُن کے برسرِ حق ہونے کی عملی تصدیق کر گیا۔[2] کیونکہ مرزا قادیانی نے خود لکھا تھا کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا ہو، وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔

(اخبار الحکم قادیاں، 10/ اکتوبر 1907، ص 9)

بہرحال اس مباہلے کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی 26/ مئی 1908ء (25/ ربیع الثانی 1326ھ) کو لاہور میں ہیضے کی بیماری[3] سے مباہلہ کرنے والے مدمقابل مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں بیت الخلا میں مر گیا[4] اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ اس کے مرنے کے بعد لاہور کی احمدیہ بلڈنگ سے اس کی لاش کو قادیان لے جانے کے لیے جب لاہور ریلوے اسٹیشن کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو اس پر اینٹ، پتھر، گندگی اور غلاظت کی ایسی بارش ہوئی کہ تاریخ میں کسی بدترین کافر کے لیے بھی ایسی ذلت و رسوائی کا سراغ نہیں ملتا۔ اس کے برعکس مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد پورے نو برس زندہ رہے۔ ان کا انتقال 23 رجب 1335ھ (16۔ مئی 1917ء) کو ہوا اور نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ دفن

---

[1] مباہلہ کرنے والے کے قریبی لوگوں اور مال و دولت پر بھی مباہلہ کا اثر ہوتا ہے، یہ بات مرزا قادیانی نے حدیث سے ثابت کی ہے، لکھتا ہے: ''اسی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر نجران کے عیسائی مجھ سے مباہلہ کرتے (جو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے ساتھ کیا جاتا ہے) تو اس قدر موت اور ہلاکت ان پر آتی کہ ان کے درختوں کے پرندے بھی مر جاتے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، خزائن جلد 22 ص:552)

[2] اس مباہلہ میں مرزا کی طرف سے موت کی بددعا کی گئی تھی۔ (دیکھیے! شہادۃ القرآن، خزائن جلد 6 ص:372)

[3] مرزا قادیانی کے آخری وقت میں یہ الفاظ تھے: ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔'' (حیات ناصر ص:14)

[4] مرزا قادیانی کی موت اسی جگہ پر ہوئی، جس جگہ نصرت جہاں بیگم نے ''عارضی پاخانہ'' بنا رکھا تھا، اس لیے یہ کہنا کہ مرزا صاحب بیت الخلاء یا پاخانہ میں مرا ہے درست ہے۔ (دیکھیے سیرت المہدی جدید طبع روایت نمبر 12)

کیے گئے۔ (ماخوذ: تاریخ مرزا از حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ ص: 47، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور، قادیانیت اپنے آئینہ میں ص: 268)

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مولانا عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ پوری امت میں تنہا وہ شخص ہیں جن کے ساتھ مرزا صاحب کا مباہلہ ہوا۔ ان کے علاوہ متعدد علما کے ساتھ مباہلے کی بات چیت اور اشتہار بازی تو ہوئی مگر عملاً کسی کے ساتھ مباہلہ نہیں ہوا۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ مباہلے اور پھر اس میں کامیابی کی سعادت پوری امت میں صرف مولانا عبدالحق غزنوی کو حاصل ہوئی۔

3۔ مرزا قادیانی کا علماء اور مشائخ رحمہم اللہ کو مباہلہ کا چیلنج

مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی شہرت اور اپنے ہم نواؤں کو جھوٹی تسلیوں کے ذریعے مطمئن کرنے کے لیے اپنے زمانہ کے مشہور علماء کرام اور سجادہ نشین حضرات کو مباہلہ کا چیلنج دے دیا، حالانکہ مباہلہ ایک دفعہ ہوتا ہے، بار بار نہیں ہوتا۔ 27 مئی 1893ء کو مولوی عبدالحق غزنوی اور مرزا قادیانی کے مابین مباہلہ امرتسر کی عید گاہ میں ہو چکا تھا۔ جس کا انجام بھی مرزا قادیانی نے دیکھ لیا کہ عبداللہ آتھم کی موت والی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی، اس کا ذکر ماقبل میں گزر چکا ہے، لیکن مرزا قادیانی نے دجل وتلبیس کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ سستی شہرت حاصل کرنے اور اپنا جھوٹا رعب حاصل کرنے کے لئے اس وقت کے برصغیر کے ہر مکتبہ فکر کے نامور علماء اور مشائخ کو اپنی کتاب انجام آتھم میں مباہلہ کا چیلنج دے دیا۔ انجام آتھم مرزا قادنی کی 1896ء/ 1897ء کی تصنیف ہے۔

مرزا قادیانی کے اس چیلنج کے جواب میں متعدد علماء اور مشائخ نے اسے للکارا، اور اس کو میدان مباہلہ میں آنے کی دعوت دی۔ لیکن مرزا قادیانی مختلف حیلے اور تاویلات کرتا رہا اور میدان میں نہ آیا۔

4۔ مفتی غلام دستگیر قصوری کے مقابلہ سے مرزا قادیانی کا فرار

مرزا قادیانی وقتاً فوقتاً اپنے خسر میر ناصر نواب دہلوی نقشہ نویس نہر سرہند کے دفتر واقع چھاؤنی فیروز پور جایا کرتا تھااور وہاں کے رؤسا کو مرزائیت کی دعوت دیتا لیکن چونکہ وہ لوگ مرزائی مسیحیت کی حقیقت سے پوری طرح باخبر تھے ان کی طرف سے ہر دعوت کا یہ جواب ملتا تھا کہ ''ہمارے علماء تمہیں مرتد اور خارج از اسلام قرار دیتے ہیں اس لئے ہم اس وقت تک تمہاری بات پر کان نہیں دھر سکتے جب تک تم ہمارے علماء کو قائل نہ کرو۔''

آخری دعوت کے بعد مرزا قادیانی نے کہا:

''اچھا! تم اپنے کسی مولوی کو بلالو۔''

چنانچہ رؤسائے فیروز پور نے مفتی غلام دستگیر قصوری جو علماء پنجاب میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے، انہیں بلوایا۔ مولانا قصوری رحمۃ اللہ علیہ مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے پہنچ گئے لیکن مرزا قادیانی بار بار بلانے کے باوجود بھی نہ آیا۔

رؤسائے فیروز پور نے مرزا قادیانی کا خوب تعاقب کیا، اور اسے مناظرہ کے لیے مجبور کیا، تو چاروناچار مرزا قادیانی نے 25 دسمبر 1892ء کو موچی دروازہ لاہور کی مسجد چاہ بی بیاں میں مناظرہ کے لئے آنے کی حامی بھری۔ مولانا غلام دستگیر قصوری کتابیں لے کر تاریخ معین (25 دسمبر 1892ء) پر مناظرہ گاہ میں پہنچ گئے۔ دیگر اضلاع سے بھی متعدد علماء کرام اور عوام الناس کی کثیر تعداد موجود تھی لیکن مرزا قادیانی نہ خود آیا، نہ اپنی طرف سے کسی کو نمائندہ بنا کر بھیجا، اور نہ ہی بھیجے گئے تار اور رجسٹری شدہ خط کا کوئی جواب دیا، لیکن مولانا قصوری پانچ چھ دن تک مرزا قادیانی کے انتظار میں لاہور میں ٹھہرے رہے۔ (ماخوذ از تاریخ مباحثہ لاہور ص:39 تا 41)

مفتی غلام دستگیر قصوری نے مرزا قادیانی کی دعوت مباہلہ کو قبول کیا

مفتی غلام دستگیر قصوری اپنی کتاب ''فتح رحمانی بدفع کید کادیانی'' میں مرزا قادیانی کی دعوت مباہلہ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

''پھر اخیر رجب 1314ھ میں مرزا جی نے رسائل اربعہ فقیر کو بھیج کر بشمولیت بہت سے علماء دین متین کے فقیر کو بھی مباہلہ کے واسطے قسمیں دے کر بلایا اور مباہلہ نہ کرنے والوں کو ملعون بنایا۔ فقیر نے بنظر صیانت عقائد عوام اہل اسلام مرزا جی کو قبولیت مباہلہ لکھ کر 15 شعبان تاریخ مقرر کر کے معہ اپنے دونوں فرزندزادوں کے 2 شعبان کو لاہور وارد ہوا...... پھر ظہور اثر مباہلہ کے لئے جو مرزا جی نے ایک برس کی معیاد رکھی تھی اس کو فقیر نے بدلیل قرآن وحدیث اٹھانا چاہا...... فقیر نے 16 شعبان کو اشتہار شائع کر کے معیاد 25 شعبان ایزاد کی، اوراخیر شعبان تک منتظر رہا بلکہ پانچ روز امرتسر میں جا کر مرزا جی کو بلایا وہ مباہلہ کے لئے نہ آئے۔'' (تاریخ مباحثہ لاہور از: محمد ثاقب رضا قادری، ص42، 41)

اسی طرح مرزا قادیانی خود بھی اقرار کرتا ہے کہ مولانا غلام دستگیر قصوری نے مباہلہ کی دعوت دی۔ چنانچہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ:

''کل 24 جنوری 1897ء کو ایک قطعہ اشتہار مولوی غلام دستگیر صاحب میرے پاس پہنچا جس میں مولوی صاحب موصوف مباہلہ کے لئے مجھے بلاتے ہیں اور 25 شعبان 1314ھ کی تاریخ مقرر کرتے ہیں ۔۔۔ مگر ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی ہے کہ (جھوٹا ہونے کی صورت میں) اسی وقت مولوی صاحب پر کوئی عذاب نازل ہو۔ اگر بعد میں ایک سال کے اندر نازل ہوا تو وہ منظور نہیں۔ مگر میں ناظرین کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ مولوی صاحب کی یہ سراسر زیادتی ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات، اشتہار 157 مورخہ 20 شعبان 1314ھ، ج2 ص296)

یہ کہہ کر مرزا قادیانی مولانا قصوری سے اپنا دامن چھڑا گئے۔

مرزا قادیانی کی کذب بیانی

چونکہ مولانا غلام دستگیر قصوری مرزا قادیانی کے زمانہ میں انتقال فرما گئے تھے، مرزا قادیانی نے محض جھوٹ اور افتراء کے طور پر ان کے انتقال کو اپنی سچائی ظاہر کرنے کے لئے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا اور لکھا:

''کہ مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری نے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور یہ دعا کی کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اس کو ہلاک کردے۔'' (لیکچر لاہور ص 48 خزائن ج 20 ص 193)

دوسری جگہ لکھا ہے کہ:

''ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اس نے اپنے رسالہ میں ......یہی دعا کہ یاالہی! اگر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے۔ اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوی میں حق پر نہیں تو اسے مجھ سے پہلے موت دے۔ بعد میں اس کے بہت جلد خدا نے اس کو موت دے دی۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص 7 خزائن ج 17 ص 47)

مرزا قادیانی نے ان حوالہ جات میں صراحۃً جھوٹ بولا ہے اور جس کتاب کے حوالہ سے کہا ہے وہ احتساب قادیانیت جلد دہم ص 549 تا 574 میں موجود ہے۔ اِس کتاب سے قیامت تک مرزا قادیانی کے منقولہ الفاظ قادیانی امت نہیں دکھا سکتی۔ یہ مرزا قادیانی کے کذاب اعظم ہونے کی ایک بڑی دلیل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی مولانا غلام دستگیر قصوری کے مقابلہ میں نہ مناظرہ میں آیا اور نہ ہی مباہلہ میں۔ بلکہ تاویلات اور جھوٹے حیلے بہانوں کا سہارا لیتا رہا۔

5۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ سے مرزا قادیانی کا فرار

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا صاحب کا چیلنج سامنے آتے ہی یعنی 1896ء ہی

میں مباہلہ کے لئے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے تھے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی تیار نہ ہوا بلکہ حیلے بہانے کرتا رہا۔مولانا ثناءاللہ امرتسری لکھتے ہیں:

''مرزا صاحب نے 1896ء میں کتاب انجام آتھم لکھی۔اس میں چند علماء کو مباہلہ کی دعوت دی۔مگر جونہی کوئی عالم دین آمادگی ظاہر کرتا تو آپ پھسل جاتے اور کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے مباہلہ کو ٹال دیتے۔'' ("اہل حدیث" امرتسر 12 اپریل 1935ء ص 4)

6۔مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ سے راہ فرار اور مرزا قادیانی کا عدالت میں توبہ نامہ

مولانا محمد حسین بٹالوی نے مرزا قادیانی کی دعوت مباہلہ قبول کی۔لیکن مرزا قادیانی راہ فرار اختیار کرتا رہا تو مولانا بٹالوی نے مرزا قادیانی کے خلاف ضلع گورداسپور کی ایک عدالت میں مقدمہ درج کرایا، کہ یہ شخص مباہلہ کا چیلنج دے کر راہ فرار اختیار کرتا ہے اور مختلف قسم کی دھمکیاں دیتا ہے۔

مقدمہ چلتا رہا آخر کار 24 فروری 1899ء کو مسٹر جے ایم ڈوئی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی عدالت میں مرزا قادیانی نے اپنے چھٹکارے کے لئے ایک توبہ نامہ تحریر کر دیا جو کہ درج ذیل ہے:

"میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

1۔میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی خیال کیے جاسکیں کہ کسی شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

2۔میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد، درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ موردِ عتاب الٰہی ہے، یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

3۔میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشاء ہو یا

جو ایسا منشار کھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

4۔ میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال، کافر، کاذب، بطالوی نہیں لکھوں گا، میں اُن کی پرائیویٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔

5۔ میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو اس امر کے مقابلہ کے لیے بلاؤں کہ وہ خدا کے پاس مباہلہ کی درخواست کریں تا کہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ نہ میں ان کو یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیشگوئی کرنے کے لیے بلاؤں گا۔

6۔ جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کار بند ہونے کا میں نے دفعہ نمبر 1، 2، 3، 4، 5، 6 میں اقرار کیا ہے۔

العبد	گواہ شد	دستخط
مرزا غلام احمد بقلم خود	خواجہ کمال الدین بی اے	جے ایم ڈوئی
	ایل بی بی	ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
		ضلع گورداسپور

24/فروری 1899ء

(مقدمہ فوجداری اجلاس مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور مورخہ 5 جنوری 1899ء فیصلہ 24 جنوری 1899ء بستہ قادیان مقدمہ نمبر 1،3 سرکار دولت مدار بنام مرزا غلام احمد ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ملزم، الزام زیر دفعہ 107 مجموعہ ضابطہ فوجداری، بحوالہ محمدیہ پاکٹ بک ص 360،361 جدید ایڈیشن جنوری 2020ء)

اس توبہ نامہ کا لفظ ،لفظ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت ،رسوائی اور کذب کو واضح کررہا ہے۔کہاں مقام نبوت ......؟اور کہاں عدالت میں یہ توبہ نامہ......؟ اور عجز و ذلت کی تصویر۔۔۔؟1897ء میں دیا گیا مباہلہ کا چیلنج اِس توبہ نامہ میں دم توڑ گیا۔[1]

فَلَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ

قادیانیوں کی ڈھٹائی

قادیانی انتہا درجہ کے بے شرم اور ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں ان کو چاہئے تھا کہ مرزا قادیانی کے اس توبہ نامہ کے بعد مباہلہ کا نام بھی نہ لیتے لیکن قادیانیوں سے انصاف کی توقع رکھنا ایسا ہی ہے جیسے یہ کہنا کہ مرزا قادیانی اپنی دعوت مباہلہ میں جیت گیا تھا۔

مرزائیوں نے مناظرہ، مباحثہ اور مباہلہ کے میدان میں اپنی ذلت کا سفر جاری رکھا، نامور علماء کرام کے ساتھ نابغہ روزگار مشائخ عظام کے مقابلہ میں بھی مرزا قادیانی کو منہ کی کھانی پڑی، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے چیلنج بازی شروع کرڈالی، پھر میدانِ مباہلہ سے بھاگ گیا، تحفظ ختم نبوت کے لیے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا پسِ منظر اور مرزا قادیانی کی چیلنج بازی اور اُس میں مرزائی امت کی ہزیمت کی روداد ملاحظہ فرمائیں۔

7۔حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا مناظرہ اور مباہلہ سے فرار

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بیسویں صدی کے آغاز میں مشائخ پنجاب کے سلسلہ کی سب سے بڑی روحانی شخصیت تھے۔آپ 1890ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے،تو آپ نے دیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں رہنے کا فیصلہ کرلیا۔لیکن حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف کی بنا پر آپ سے کہا:

---

[1] چنانچہ مرزا قادیانی اس ذلت آمیز توبہ نامہ کا خود بھی ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے:"ہم موت کے مباہلہ کا (اب) اپنی طرف سے چیلنج نہیں کرسکتے، چونکہ حکومت کا معاہدہ ایسے چیلنج سے ہمیں مانع ہے۔(انجام: احمدی ضمیمہ نزول المسیح،خزائن جلد 19 ص:122)

''کہ آپ کے ہاں ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے۔اس کا سد باب آپ کی ذات سے متعلق ہے آپ وہاں خاموش بھی بیٹھے رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے اور عامۃ المسلمین اس کی دستبرد سے بچ جائیں گے۔''

(ملفوظات طیبہ مرتبہ فقیر محمد ومولوی عبدالحق)

حضرت قبلہ واپس آگئے تو مکاشفات ومشاہدات کے ذریعہ آپ کو معلوم ہوا کہ فتنہ مذکور مرزا غلام احمد اور ان کے دعاوی ہیں۔سیدنا مہر علی شاہ کے ملفوظات میں درج ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے عالم رویا میں فرمایا:

"غلام احمد میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے،تم خاموش بیٹھے ہو، اس کا تعاقب وتدارک کرو۔''

مرزا صاحب نے اپنے مسیح موعود ہونے کے متعلق علماء ومشائخ کو خطوط بھیجے،تو حضرت پیر صاحب قبلہؒ نے اردو میں "شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح" لکھ کر مرزا صاحب کا طلسم پاش پاش کیا اس میں کتاب وسنت سے واضح فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں،وہ قیامت کے قریب زمین پر تشریف لائیں گے مرزا صاحب کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ وہ وفات پا گئے اور مسیح موعود میں ہوں۔

اس کتاب سے قادیان میں تہلکہ مچ گیا اور تمام ملک کے حلقہ علماء میں ان کے دعویٰ مسیحت کی دھجیاں بکھر گئیں ۔حضرت قبلہ عالمؒ کی اس کتاب پر مولانا عبدالجبار غزنوی نے بے حد تحسین کی۔مرزا صاحب کی حواس باختگی کا یہ عالم تھا کہ حضرت پیر صاحبؒ کے نام حکیم نورالدین سے 20 فروری 1900ء کو خط لکھوایا جس میں بارہ سوالات اٹھائے۔لب لباب یہ تھا کہ "شمس الہدایت" میں آپ مولویوں اور منطقیوں کے رنگ میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔اس میں صوفیوں کے مشرب کی ذرہ بھر جھلک نہیں۔ان بارہ سوالوں کے جواب میں قبلہ پیر صاحب نے معرکہ آراء خط لکھا، جو مولانا حافظ محمد غازی نے بصورت اشتہار شائع کر دیا۔ملک بھر کے علماء وفضلا اس خط کی عبارت پر عش عش کر اٹھے۔

مرزا صاحب کے معتقدین نے اس کا جواب دینے پر زور دیا، تو مرزا صاحب نے ترنگ میں آ کر 22 جولائی 1900ء کو ایک اشتہار کے ذریعے حضرت قبلہؒ کو عربی میں تفسیر نویسی کے مقابلے کا چیلنج کر دیا۔ اِس اشتہار کا مضمون نہایت گستاخانہ تھا۔ جن بیس (20) لوگوں نے اس پر بطور گواہ دستخط کیے تھے۔ ان میں حکیم نور الدین، محمد علی، نواب محمد علی مالیر کوٹلہ، غلام علی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جہلم اور بعض دوسرے لوگ بھی شامل تھے۔ اس اشتہار کے ساتھ ایک ضمیمہ بھی شائع کیا گیا۔ جو ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور چودہ صفحات پر مشتمل تھا۔

حضرت قبلہ عالم کو اشتہار 26 جولائی 1900ء کی ڈاک سے ملا۔ آپ نے اسی روز جواب لکھوا کر اگلے روز راولپنڈی سے چھپوایا اور مرزا صاحب کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ بھیج دیا۔ اس جواب پر بیس علماء نے بطور گواہ دستخط کیے۔ حضرت قبلہ عالم نے اپنے اشتہار میں مرزا صاحب سے لاہور میں مباحثے کے لیے 25 اگست 1900ء کی تاریخ مقرر کی۔

حضرت قبلہ عالم 24 اگست 1900ء کو گولڑہ سے لاہور پہنچے۔ آپ کے ہمراہ پچاس نامور علماء تھے۔ ان کے علاوہ پنجاب کے دوسرے تمام اضلاع سے بھی مشائخ و علماء تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے برکت علی محمڈن ہال اور اس سے ملحقہ عمارات میں قیام فرمایا۔ مباحثہ کے لیے شاہی مسجد کا انتخاب کیا گیا۔ مرزا صاحب کی حفاظت کے لیے پولیس نے زبردست انتظامات کر رکھے تھے، لیکن مرزا کو نہ آنا تھا، نہ آئے، بلکہ عین وقت پر اعلان کر دیا کہ میں کسی قیمت پر لاہور آنے کو تیار نہیں۔ مولوی لوگ مجھے دعویٰ نبوت میں کاذب ثابت کرنے کے بہانے قتل کرانا چاہتے ہیں۔ مرزا صاحب کے اس اعلان سے خود قادیانی جماعت کو سخت مایوسی ہوئی۔ جو وفد مرزا ملعون کو لینے گیا تھا، اس کے بعض ارکان مرزا صاحب کی بیعت سے توبہ کر گئے۔ بعض مایوس ہو کر خانہ نشین ہو گئے، لیکن اس شکست فاش کے باوجود مرزا صاحب کے دو مریدوں محمد احسن (امروہی) اور عبد الکریم نے لاہور میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی کے باوجود اشتہار شائع کیے، جن میں مرزا صاحب کی کامیابی کا مفروضہ وضع کیا اور سرخی

جمائی کہ پیر صاحب گولڑہ شریف نے امام آخرالزماں کے مقابلہ میں فرار کیا ہے۔

قادیانی امت کی اس ڈھٹائی سے لوگ سخت بیزار ہوئے اور انہیں یقین ہوگیا کہ مرزا صاحب جھوٹ بول کر زندہ رہنا چاہتے ہیں۔انہی ایام میں قادیانی جماعت کے ایک وفد لے کر حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ مرزا صاحب سے مباہلہ کر لیں۔ایک اندھے اور ایک لنگڑے کے حق میں مرزا صاحب دعا کرتے ہیں۔دوسرے اندھے اور اپاہج کے حق میں آپ دعا کریں۔جس کی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہوجائیں۔وہ سچا ہے،اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہوجائے گا۔حضرت قبلہ عالم نے جواب دیا کہ "اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آجاؤ" یہ جواب پا کر وفد چلا گیا۔پھر کچھ پتہ نہ چلا کہ مرزا صاحب اور ان کے حواری کہاں ہیں؟ جب مرزا صاحب کی تعلّیاں بہت بڑھ گئیں تو حضرت قبلہ عالم نے ان کی "ملہمانہ" شوخیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے روحانی چیلنج کیا؛ کہ کاغذ پر قلم چھوڑ دو،سچا قلم خود بخود چلے گا اور تفسیر قرآن لکھ دے گا............مرزا صاحب نے جواب میں اس طرح چپ سادھی، گویا دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں۔(تحریک ختم نبوت ص48 تا52 از شورش کاشمیریؒ)

8۔رأس الاذکیا حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی کو دیگر علماء کرام کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مناظرہ اور مباہلہ کے میدان میں للکارا، کیونکہ امروہہ کے احسن امروہی نے قادیانیت کے پرچار، پھیلاؤ اور اشاعت میں بہت محنت کی تھی،اِس لیے حضرت محدث امروہیؒ نے ردقادیانیت میں غیر معمولی کارنامے سرانجام دیے۔حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہیؒ نے بڑی تفصیل کے ساتھ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے ختم نبوت نمبر میں حضرت کے ردقادیانیت کے وقیع کردار کو تحریر کیا ہے،اُس مضمون کا منتخب حصہ پیش خدمت ہے:

''حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی(1330ھ)حضرت قاسم العلوم والمعارف مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے،حضرت حاجی امداداللہ

مہاجر مکیؒ اور حضرت نانوتویؒ کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔تحریر وتقریر میں اپنے استاذ معظم سے بہت مشابہت رکھتے تھے اس لیے ان کو تصویرِ قاسم کہا جاتا تھا۔حضرت مولانا نانوتویؒ ہی کے زمانے میں وہ کافی شہرت حاصل کر چکے تھے۔ مدرسہ اسلامیہ خورجہ اور مدرسہ عبدالرب دہلی میں مسندِ صدارت پر فائز رہے۔بعدہ 1296ھ میں وہ حضرت نانوتویؒ کے ایماء سے مدرسہ شاہی مرادآباد کے سب سے پہلے صدرالمدرسین ہوئے۔1303ھ میں مدرسہ شاہی سے مستعفی ہوکر مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کی داغ بیل ڈالی،دیکھتے ہی دیکھتے یہ مدرسہ بام عروج پر پہونچ گیا اور ملک وبیرونِ ملک سے جوق درجوق تشنگان علوم اس دارالعلوم میں آتے رہے۔حضرت محدث امروہیؒ کی شخصیت اور حضرت نانوتویؒ کی نسبت کی وجہ سے یہ مدرسہ بھی دیوبند اور سہارنپور کے مدارس سے کسی طرح کم نہ تھا......

حضرت امروہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاذ قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہر فتنہ کا مقابلہ کیا اور اپنی تحریر وتقریر سے باطل کو ابھرنے نہ دیا،باطل کی سرکوبی کرنا ان کا خاص نصب العین تھا۔

بدقسمتی سے امروہہ میں حکیم محمد احسن جو ایک اچھے خاندان کے فرد تھے،مرزا قادیانی کے دام فریب میں آگئے اور قادیان سے ان کا وظیفہ مقرر ہوگیا۔قادیانی مذہب کے واقفین پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حکیم محمد احسن امروہی اور حکیم نورالدین بھیروی قادیانیوں کے یہاں نعوذباللہ شیخین کا مرتبہ رکھتے ہیں اوران کو"رضی اللہ عنہ"(معاذ اللہ) لکھا جاتا ہے،مرزا کی جھوٹی نبوت کا دارومدار انہیں دونوں کی دجل آمیز تحقیق پر تھا۔حکیم محمد احسن نے اپنے محلہ کے قریب رہنے والے چند اشخاص کو مرزا قادیانی کی طرف مائل کردیا تھا۔حضرت مولانا امروہیؒ اوران کے ذی استعداد شاگردوں نے حکیم محمد احسن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور وہ اپنی باطل و بیجا کوشش میں امید کے مطابق کامیاب نہ ہوسکے،ان لوگوں میں سے جو مرزا قادیانی کی طرف مائل ہوگئے تھے بعض لوگوں نے توبہ(بھی) کرلی تھی۔

حضرت محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ کا مرزا قادیانی کو مناظرہ اور مباہلہ کا چیلنج

حضرت محدث امروہی کو بڑا فکر تھا کہ ان کے وطن میں یہ فتنہ وبا کی طرح پھیلتا جارہا ہے، چنانچہ وہ اپنے ایک مکتوب گرامی میں جو مولانا حافظ سید عبدالغنی صاحب پھلاودی کے نام ہے، اس فتنہ کا ذکر فرماتے ہیں:

بندہ نحیف احقر الزمن احمد حسن غفرلہ:

بخدمت بھادرِ مکرم جامع کمالات عزیزم حافظ مولوی محمد عبدالغنی سلمہ اللہ تعالیٰ......

بعد سلام مدعا نگار ہے کہ...............امروہہ میں اور خاص محلہ دربار (کلاں) میں ایک مرض وبائی مہلک یہ پھیل رہا (ہے) کہ محمد احسن جو مرزا قادیانی کا خاص حواری ہے اس نے حکیم آل محمد کو جو مولانا نانوتویؒ سے بیعت تھے مرزا کا مرید بنا چھوڑا اور سید بدرالحسن کو جس نے مدرسہ میں مجھ ناکارہ سے بھی کچھ پڑھا (ہے)، مرزا کی طرف مائل (کردیا) ان دونوں کے بگڑنے سے محمد احسن کی بن پڑی، لن ترانیاں کرنی شروع کیں۔

طلبہ کے مقابلہ سے یوں عقب گزاری (کی) احمد حسن میرے مقابلہ پر آوے، میں جب مناظرہ پر آمادہ ہوا اور یہ پیغام دیا کہ حضرت! مرزا کو بلایئے صرف راہ (آمدورفت کا خرچہ) میرے ذمہ (یا) مجھ کو لے چلیے۔ میں خود اپنے صرف (آمدورفت کا خرچ) کا متکفل (ہوں گا)

بسم اللہ! (آیئے!) آپ اور مرزا دونوں مل کر مجھ سے مناظرہ کرلیجئے یا میرے طلبہ سے مناظرہ کیجئے ان کی مغلوبی میری مغلوبی، تب مناظرہ کا دعویٰ چھوڑ، مباہلہ کا ارادہ کیا، بنام خدا میں اس پر آمادہ ہوا اور بے تکلف کہلا بھیجا۔

بسم اللہ! مرزا آوے، مباہلہ، مناظرہ جو شق وہ اختیار کرے میں موجود ہوں۔ (میں نے) اس کے بعد جامع مسجد (امروہہ میں) ایک وعظ کہا اور اس پیغام کا بھی اعلان کردیا اور مرزا کے خیالات فاسدہ کا پورا رد کیا۔

کل بروز جمعہ دوسرا وعظ ہوا جو بفضلہٖ تعالیٰ بہت پرزور تھا اور بہت زور کے ساتھ یہ

پکار دی ہے کہ دیکھو! مولوی فضل حق کا یہ اشتہار مطبوعہ (اور) میرا یہ اعلان مرزا صاحب کو کوئی صاحب لوجہ اللہ غیرت دلائیں، کب تک خلوت خانہ میں چوڑیاں پہنے بیٹھے رہو گے؟ میدان میں آؤ اور اللہ برتر کی قدرتِ کاملہ کا تماشا دیکھو کہ ابھی تک خدا کے کیسے کیسے بندے تم سے دجال امت کی سرکوبی کے واسطے موجود ہیں۔ اگر تم کو اور تمہارے حواریین (درباری) کو غیرت ہے تو آؤ ورنہ اپنے ہفوات سے باز آؤ۔

بفضلہٖ تعالیٰ ان دونوں وعظوں کا اثر شہر میں امید سے زیادہ پڑا اور دشمن مرعوب ہوا۔

پیش گوئی تو یہ ہے کہ نہ مباہلہ ہو (گا)، نہ مناظرہ (ہوگا)، مگر دعا سے ہر وقت یاد رکھنا، مولانا گنگوہی مدظلہ (اور) مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی نے بہت کلمات اطمینان تحریر فرمائے ہیں، ارادہ (ہے) دو چار وعظ اور کہوں۔

(20 ذیقعدہ 1319ھ مطابق یکم مارچ 1902ء از امروہہ)

خود حضرت محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا کو براہ راست بھی ایک مکتوب گرامی تحریر فرمایا جو قادیانیوں کی روئیداد مباحثہ رامپور میں درج ہے۔ حضرت امروہی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''بسم اللہ آپ تشریف لائیے! میں آپ کا مخالف ہوں۔ آپ مسیح موعود نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں آپ اپنے آپ کو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، میں بنام خدا مستعد ہوں، خواہ مناظرہ کیجئے یا مباہلہ، آپ اپنے اس دعویٰ کا احادیث معتبرہ سے ثبوت دیجئے میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس دعوے کو قرآن و احادیث صحیحہ سے تردید کروں گا۔''

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

راقم خادم الطلبہ احقر الزمن احمد حسن غفرلہ

مدرس مدرسہ عربیہ امروہہ

(ستہ ضروری بتقریب مباحثہ رامپوری، مصنفہ محمد احسن امروہی قادیانی، ص 56)

حضرت محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے چیلنج کے جواب میں مرزا غلام احمد قادیانی خائب و خاسر ہوا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کسی چیلنج کو نہ قبول کیا اور نہ ہی میدان میں آیا۔ مرزا قادیانی

حضرت محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی عناداور بغض رکھتا تھا۔اپنی کتاب دافع البلاء میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کومخاطب کر کے پیشگوئی کی جس میں اللہ تعالیٰ نے مرزا کوجھوٹا کیااور وہ ذلیل ورسوا ہوا۔(مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں،ماہنامہ دارالعلوم دیو بند ختم نبوت نمبرص232 تا244)

9۔مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی یک طرفہ دعاء

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی اُن خوش نصیب لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے زندگی بھر فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے محاذ پر نمایاں کردارادا کیا،قادیانیوں سے متعدد کامیاب مناظرے کیےاور انہیں شکست فاش سے دوچار کیا،قادیانیت کی تردید میں درجنوں کتب تصنیف فرمائیں ہفت روزہ پرچہ"اہلحدیث"امرتسر سے نکالا،جس کے ابتدائی صفحات ردقادیانیت کے لیے وقف تھے،اس کے علاوہ مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے ملک بھر میں قادیانیت کوناکوں چنے چبوائے۔

چنانچہ مولانا موصوف نے مرزاصاحب کے دجل کوتارتار بکھیر دیااور ہرمیدان میں قادیانی علماءکوفاش شکستیں دیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزاصاحب اپنی عمارت کوگرتے دیکھ کر،اپنے باغ کواُجڑتے ملاحظہ کر کے، اپنے گھرکوبربادہوتے ،اپنی زمین کوتاخت وتاراج ہوتے دیکھ کر، بظاہرسردھڑ کی بازی لگادی،اس صورتِ حال میں مرزا قادیانی بدحواس ہوگیا،مناظرہ اور مباحثہ سے تھک گیا،لیکن اپنے نام لیواؤں کی جھوٹی تسلی کے لیے انتہائی دجل اور چالبازی سے مولانا ثناء اللہ امرتسری کوچیلنج دیااور یک طرفہ دعاءکااشتہار شائع کیا،جسے حق تعالیٰ نے قبول کیا،اور مرزا کے کذاب اور دجال ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔چنانچہ مرزاغلام قادیانی اپنی دعاء کے نتیجہ میں 13 ماہ اور بارہ دن بعد 26 مئی 1908ءکوہیضہ کی بیماری سے انتہائی عبرتناک حالت میں آنجہانی ہوگیا۔جبکہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس دعاء کے تقریباً40سال بعد 15 مارچ 1948ءکوجان جانِ آفریں کےحوالےکی۔کسی نے خوب کہا:

لکھا تھا، کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا، پہلے مرگیا

مرزا قادیانی کا مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں دعاء کا اشتہار یکطرفہ دعا ہے، مباہلہ نہیں، ہمارے بڑے بڑے حضرات اِس واقعہ کو مباہلہ سمجھتے، کہتے اور لکھتے ہیں یہ تاریخی اور تحقیقی طور درست نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کا دعائیہ اشتہار ملاحظہ کیجیے۔

مرزا قادیانی کا دعائیہ اشتہار

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

﴿وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ﴾

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب

اَلسَّلَام عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

''مدت سے آپ کے پرچہ ''اہل حدیث'' میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں، ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی

ہلاک ہوجاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے اوراس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں، بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

یہ کسی وحی یا الہام کی بنا پر پیش گوئی نہیں، بلکہ محض دعاء کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعاء کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین!

میں اُن کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں

میں ﴿وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ﴾ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما، جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین!

﴿رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفٰتِحِيۡنَ﴾ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و ایدہ مرقومہ 15 اپریل 1907ء

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 578 اشتہار نمبر 276، طبع 1986ء جلد دوم، ص 705 'اشتہار نمبر 285، طبع 1989ء جلد سوم ص 446 اشتہار نمبر 288، طبع 2018ء، بعنوان "مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ" 15 'اپریل 1907ء مطابق یکم ربیع الاول 1325ھ بروز دوشنبہ ایضاً طبع قادیان 2019ء)

خدائی فیصلہ

مذکورہ اشتہار اور دعاء کی اشاعت کے ٹھیک ایک سال ایک ماہ اور گیارہ دن بعد یعنی 26 مئی 1908ء کو مرزا قادیانی لاہور میں وبائی ہیضہ کے مرض سے مر گیا۔ جب کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرزا کی موت کے چالیس سال بعد تک بقید حیات رہ کر مرزا کے بدترین جھوٹے ہونے کا اعلان فرماتے رہے۔ اس طرح خود مرزا کے اقرار و اعتراف کے بموجب اللہ تعالیٰ نے مرزا کو کذاب اور مفسد دجال قرار دلوا دیا۔

مرزائیوں کی تاویل

اس بدترین ذلت اور خدائی فیصلہ کی مار میں مرزائی حضرات یہ کہہ کر اپنے دل کو تسکین دینا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی تحریر کے ذریعہ مولانا ثناء اللہ صاحب کو مباہلہ کی دعوت دی تھی چونکہ مولانا ثناء اللہ صاحب مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے اس لئے مرزا قادیانی کا ان کی زندگی میں مرنا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

جواب 1

یہ سراسر جھوٹ ہے مرزا کے اس آخری فیصلہ میں کوئی مباہلہ کا لفظ نہیں ہے نہ ہی اس میں یہ موجود ہے کہ مولانا ثناء اللہ بھی اس قسم کی دعاء کریں یہ محض یک طرفہ دعاء تھی جو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگی جس کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما کر فیصلہ کر دیا۔

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور میر قاسم علی قادیانی کا لدھیانہ میں 1912ء میں اس بات پر تحریری مناظرہ ہوا، کہ مرزا صاحب کا آخری فیصلہ والا اشتہار محض یکطرفہ دعاء تھی، یا مباہلہ تھا؟ اس مناظرہ میں سردار بچن سنگھ وکیل کو ثالث مقرر کیا گیا تھا، اور دونوں حضرات نے تین تین سو روپیہ اس کے پاس جمع کرا دیے کہ جو اپنا دعویٰ ثابت کرے گا، اس کو یہ چھ سو روپیہ دے دیا جائیگا۔ بالآخر سردار بچن سنگھ نے فیصلہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کر دیا کہ مرزا صاحب کا یہ اشتہار محض یک طرفہ دعاء تھی، مباہلہ نہیں تھا، اور مناظرہ میں کامیابی کی وجہ سے چھ سو روپیہ بھی اُن کے حوالے کر دیا اس طرح مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تین سو انعامی رقم سے اس مناظرہ کو "فاتح قادیان" کے نام سے شائع کیا جو کہ اب احتساب قادیانیت جلد 9/ 8 میں مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کے رسائل میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

جواب 2

قادیانیوں کے بے ہودہ اعتراض کا یہ جواب بھی ہے، کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے، کہ سلسلہ

مباہلات جس کے بہت سے نمونے دنیا نے دیکھ لیے ہیں، میں کافی مقدار دیکھنے کے بعد رسمِ مباہلہ کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں۔(حقیقۃ الوحی، خزائن جلد 22 ص:71)

یہ تحریر 16 جولائی 1906ء کی ہے، جس میں مرزا صاحب اپنی طرف سے رسمِ مباہلہ کو ختم کر چکے ہیں، پھر وہ مولانا ثناء اللہ کے ساتھ مباہلہ کیسے کر سکتے تھے، لہذا معلوم ہوا کہ یہ اشتہار آخری فیصلہ مباہلہ نہیں، بلکہ محض دعاء ہے۔

جواب 3

مرزائیوں کے اخبار البدر 22 اگست 1907ء میں لکھا ہے: ''حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ کے عنوان کا ایک اشتہار دے دیا، جس میں محض دعاء کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا گیا ہے، نہ کہ مباہلہ کیا گیا ہے۔

(اخبار البدر 22 اگست 1907ء ص:8)

نوٹ: اس کے باوجود بعض قادیانی پھر بھی اصرار کرتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس دعائیہ اشتہار کو مباہلہ قرار دیا......؟ تو ان کی خدمت میں مولانا امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب حاضر ہے:

> ''او ظالمو! تمہیں شرم نہیں آتی کہ دنیا کے کروڑہا مخالفوں میں سے جب کوئی مرتا تھا تو تمہارا دجال اکبر جھٹ سے کہا کرتا تھا کہ میری مخالفت اور مباہلہ سے مرا ہے۔ آج یہ کیا آفت تم پر آئی ہے کہ تم کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ جس اصول سے تمہارا دجال اکبر کام لیتا تھا آج اسی اصول سے تمہارے مخالف کیوں نہ لیں۔''

(اخبار اہلحدیث، 19 جون 1908ء ص 3 کالم 2 تحت عنوان ''بے حیائی تیرا آسرا'')

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اگر مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے کسی جگہ لفظ ''مباہلہ'' کو ذکر کیا ہے تو وہ الزاماً مرزا قادیانی کے نظریات اور دعاوی کو پیشِ نظر رکھ کر کہا ہے۔ ویسے تو انہوں نے اس موضوع پر قادیانیوں سے تحریری مناظرہ میں کامیابی حاصل کر کے تین صد روپے انعام بھی

وصول کیا۔جس میں ثابت ہوا تھا کہ یہ مرزا قادیانی کی یک طرفہ دعاء تھی مباہلہ نہیں تھا،جس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

10۔مرزا بشیر الدین محمود کی طرف سے علماء دار العلوم دیو بند کو دعوت مباہلہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی ذلت ،شکست ،مناظروں ،مباہلوں میں ناکامی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مقابلے میں اپنی بددعا کے مطابق ''خدائی فیصلہ'' قادیانی امت کے لئے برہان حق ہوجانا چاہئے تھالیکن خدانے جن کے قلوب پر مہر لگادی ہوتو وہ کان رکھ کر سنتے نہیں،آنکھ رکھ کر دیکھتے نہیں اور سینہ میں دل رکھتے ہوئے بھی عبرت حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں،یہی حال قادیانیوں کا بھی ہے۔ان کو چاہیے تھا کہ جھوٹے کا دامن جھٹک کر" صادق وامین صلی اللہ علیہ وسلم" کی رحمت کے سایہ میں واپس آجاتے ،بعض خوش نصیب واپس اسلام کی چھاؤں میں آبھی گئے لیکن مرزا کے خلیفہ اور بیٹے بشیر الدین محمود اپنے باپ کی طرح فخر و تعلّی اور دجل وتلبیس کی راہ پر چلے،بشیر الدین کا باپ عدالت میں مباہلہ سے توبہ نامہ لکھ گیا،لیکن بیٹے نے باپ سے عبرت حاصل نہ کی اور مرزا غلام احمد کے انتقال کے دس سال بعد بیٹے پر بھی وہی باپ کا پاگل پن سوار ہوگیا اور اُس نے علماء دار العلوم دیو بند کو پھر دعوت مباہلہ دے دی،ایک اشتہار مطبوعہ 13 ربیع الثانی 1337ھ مطابق 16 جنوری 1919ء کو ایڈیٹر الفضل قادیان کی طرف سے دار العلوم دیو بند پہنچا جس کا عنوان تھا:

''امام جماعت احمدیہ علماء دیو بند سے مباہلہ کے لیے تیار ہیں''۔

اس سے پہلے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند اور حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دہلوی کی طرف سے خود مرزا محمود کو دعوت مباہلہ دی جاچکی تھی اور مرزا محمود نے خاموشی میں عافیت سمجھ کر اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ٹھیک اس کے ایک سال کے بعد اس نے یہ شگوفہ چھوڑا تا کہ لوگوں کی نظر اور توجہ قادیانیت کی طرف ہوجائے۔

فراست مومن

علماء دیوبند قادیانیوں کی عیاریوں سے واقف تھے۔اس لیے وہ ایسی دعوت مباہلہ کوکوئی اہمیت نہیں دیتے تھے جس کا مظاہرہ ہزاروں عوام کی موجودگی میں نہ ہو،اس لیے علماء دیوبند نے یہ شرط لگائی کہ مباہلہ اس طرح ہوگا کہ پہلے مجمع عام میں قادیانیوں سے مناظرہ ہوگا،مناظرہ میں حق نمایاں طور پر واضح نہ ہونے کی صورت میں مجمع عام میں فریقین کی موجودگی میں مباہلہ ہوگا،علماء دیوبند کی طرف سے اعلان ہوا کہ:

"ہم صاف صاف اعلان کرتے ہیں کہ جن شواہد کی بناء پر آپ نے ان کی نبوت (معاذ اللہ) تسلیم کی ہے وہ میدان مناظرہ میں پیش کیجئے اور جو کچھ اعتراضات ہم کو ہیں ان کا معقول جواب عنایت فرمایئے،تاکہ جس نبی پر آپ ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں اور جس کو مفتری کہنے والوں کو آپ کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور ان سے مباہلہ کرنا چاہتے،اس کی تصدیق مجمع عام میں علیٰ رؤس الاشہاد ہوجائے اور اگر بعد مناظرہ بھی نمایاں طور پر حق واضح نہ ہوتو پھر آخری صورت مباہلہ ہے جو اسی وقت اسی میدان میں عمل میں آئے گا........... میں یقین کرتا ہوں کہ میرے اس اعلان کے بعد آپ کو کسی قسم کا پس و پیش نہ ہوگا۔"[1]

[محمد عبدالسمیع الانصاری مدرس دارالعلوم دیوبند 18 ربیع الثانی 1337ھ،مطابق 21 جنوری 1919ء]

یاددہانی پر یاددہانی

مرزا محمود کی توقع کے برخلاف جب علماء دیوبند کی طرف سے یہ اعلان شائع ہوا،تو اس کے رد عمل کا مظاہرہ نہیں ہوا اس لیے علماء دیوبند نے اسے دوبارہ للکارا اور شرم وغیرت دلاتے ہوئے لکھا:

"آخر میں پھر اس (مباہلہ) کا مکرر اعلان کیا جاتا ہے کہ علماء دیوبند احقاق حق کے

---

[1] مرزا قادیانی نے خود بھی یہی لکھا ہے،کہ مباہلہ سے پہلے کسی قدر مناظرہ ضروری ہے،تا حجت پوری ہوجائے۔

(مکتوبات احمد،جلد 2،مکتوب نمبر 5 ملفوف بنام نواب محمد علی خان ص:165،الحکم 24 مارچ 1902،ص 7،8)

جملہ طریق کے استعمال کے لیے آمادہ ہیں، مرزائی جماعت کو اگر دعویٰ صداقت ہے تو بے تور یہ سامنے آئے اور مرزا محمود کو آگے بڑھنا چاہیے۔"

اس اعلان کے مکرر شائع کرنے کے بعد قادیانی ٹال مٹول کرتے رہے۔علماء دیوبند کی طرف سے یہ شرط کہ مناظرہ پہلے اور مباہلہ بعد میں اسی میدان میں ہوگا، کو تسلیم کرنا قادیانیوں کے لئے موت تھا۔اسلئے وہ باتوں کے الٹ پھیر میں لگے رہے۔اور ہر مہینہ ایک نیا اشتہار مباہلہ کی دعوت کا نکالتے رہے۔چوتھے اشتہار میں یہ مطالبہ شائع کیا گیا کہ علماء دیوبند متفقہ طور پر کسی کو اپنا وکیل اور نمائندہ مقرر کریں، تب ہم مناظرہ اور مباہلہ کے مسئلہ پر گفتگو کریں گے ورنہ نہیں۔

علماء دیوبند کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ مرزا محمود فرار کی راہیں تلاش کر رہا ہے۔اس لیے انہوں نے طے کیا کہ اس کو فرار کی کوئی راہ نہیں ملنی چاہیے اور ایک ایسا اعلان شائع کر دیا جائے جو اس کی زبان کو بند کر دے اور وہ مناظرہ ومباہلہ کی شرائط کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے ، اور بہر صورت اُس کو سامنے آنا ہی پڑے۔

مولانا عبدالسمیع صاحب نے جب اپنا چیلنج چوتھی بار شائع کیا تو اُس کے ساتھ ذمہ داران دارالعلوم دیوبند کی تائید وتوثیق کو بھی شائع کر دیا تا کہ مرزا محمود کو بہانہ بنانے کا موقع نہ مل سکے۔مولانا عبدالسمیع کے اعلان پر ان کے دستخط کے بعد یہ تصدیقی عبارت شائع کی گئی کہ:

"ہم تصدیق کرتے ہیں کہ مولوی عبدالسمیع صاحب انصاری مدرس دارالعلوم دیوبند نے جو کچھ اب تک جماعت قادیان کے مقابلہ میں لکھا جو آئندہ اسباب میں لکھیں گے وہ سب ہمیں حرف بحرف منظور ہے۔"

محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند، محمد انور شاہ قائم مقام صدر مدرس دارالعلوم دیوبند

قادیان شہر خموشاں بن گیا

چار ماہ مسلسل سوال وجواب، شرائط کی تنقیح اور ہر بار شرطوں کے اضافہ کا سلسلہ چلتا رہا لیکن علماء دیوبند تہیہ کر چکے تھے کہ اس دفعہ خلیفہ قادیان کے لیے فرار کا کوئی راستہ کھلا ہوا نہیں

چھوڑا جائے گا۔ اس لیے چوتھے ماہ کے اعلان پر جو مولانا عبدالسمیع صاحب استاد دارالعلوم دیوبند کی طرف سے شائع کیا گیا۔

اس میں مرزا محمود کی آخری شرط کی تکمیل کی گئی، اس اعلان پر حافظ احمد صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور علامہ انور شاہ صاحب کشمیری صدر المدرسین و شیخ الحدیث دارلعلوم دیوبند نے اپنی حمایت، تصدیق اور توثیق کر کے مولانا عبدالسمیع صاحب کو اپنا وکیل بنایا۔ یوں مرزا محمود اور ایڈیٹر الفضل کے لئے فرار کا رستہ بند کر دیا، اس تائید و توثیق سے دونوں (مرزا محمود اور ایڈیٹر الفضل) کو سانپ سونگھ گیا، بار بار کے اعلان کے باوجود خاموشی چھائی رہی۔

اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانیوں نے چار ماہ کے شور و غوغا کے بعد بہانے بنا کر مباہلہ کی اشتہار بازی سے کنارہ کشی اختیار کر لی، اس کے بعد انہوں نے علماء دیوبند کے مقابلہ میں مباہلہ کا نام نہیں۔

یہ تمام تفصیل رسالہ "القاسم" دیوبند شمارہ ربیع الثانی، جمادی الاولی، جمادی الثانیہ، رجب اور شعبان 1337ھ میں موجود ہے۔

(ماخوذ: تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ، از مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمہ اللہ تعالی، ص 540 تا 543)

11۔ مولانا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ مباہلہ کا مرزا بشیر الدین محمود کو مباہلہ کا چیلنج

قادیانیوں کی ذلت و شکست اوّل روز سے آج تک جاری ہے، قدم قدم پر رسوائی ان کا مقدر بنی ہے، جیسے ان کی ناکامیوں کی ایک تاریخ ہے، اسی طرح قادیانیوں کے مظالم اور ستم گریوں کی روداد بھی تاریخ کا ایک حصّہ ہے۔ ان صفحات میں اس تاریخ کو ذکر کرنا مقصود نہیں بلکہ قادیانیت کے ظلم و ستم کا شکار ہو کر جو اُن کے لیے نشانِ عبرت و ذلت بنے، جن کے مقابلہ کی مرزائی اُمت تاب نہ لا سکی اور مباہلہ کے چیلنج کے معاملہ میں راہِ فرار پر مجبور ہوئی، صرف اُسی کا تذکرہ مقصود ہے۔ مباہلہ کے میدان میں مرزائیوں کی ذلت کے تسلسل میں مولانا عبدالکریم مباہلہ کا واقعہ بھی ایک اہم مقام رکھتا ہے، جس کی مختصر روداد ملاحظہ فرمائیں:

مولانا عبدالکریم مباہلہ کے والد مستری فضل کریم جالندھر سے نقل مکانی کر کے قادیان آباد ہوئے اور لوہارا کام شروع کیا۔ سویاں بنانے کی مشین انہی کی ایجاد کردہ ہے۔ قادیان میں ان کے ہاں دو لڑکے پیدا ہوئے، عبدالکریم اور زاہد۔ عبدالکریم نے بڑے ہو کر مرزائی مبلغ کے طور پر کام کرنا شروع کر دیا اور انہیں مرزا محمود کا قرب حاصل ہوا۔ مولانا عبدالکریم کی زندگی میں ایک اہم موڑ آیا جس نے ان کی زندگی ہی بدل دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا عبدالکریم کی ہمشیرہ سکینہ بیگم، اہلیہ مرزا عبدالحق ایڈووکیٹ (امیر جماعت احمدیہ پنجاب) کسی کام کے لیے قصر خلافت گئی تو مرزا محمود نے اس کی عزت لوٹ لی۔ سکینہ بیگم نے اس واقعہ کا ذکر اپنے خاوند سے کیا لیکن اس نے کوئی نوٹس نہ لیا اور اندھی عقیدت کے اندھیروں میں گم رہا۔ لیکن مولانا عبدالکریم کا عقیدت کا محل زمیں بوس ہو گیا، انہوں نے احتجاج کیا تو قادیان میں کہرام مچ گیا۔ عبدالکریم اور ان کے خاندان پر باغی ہونے کا فتویٰ لگایا گیا۔

یہ واقعہ 1927ء کا ہے۔ مولانا عبدالکریم مباہلہ نے مرزا بشیر الدین محمود کو بار بار مباہلہ کا چیلنج دیا اور اس کے لئے مباہلہ نامی اخبار جاری کیا اور مباہلہ ان کے نام کا جزو بن گیا۔ مرزا محمود نے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کے بجائے مولانا عبدالکریم کو ظلم و ستم کا نشانہ بنوایا، ان کا مکان جلا دیا گیا، ان پر قاتلانہ حملہ کرایا گیا۔ بالآخر ان کو قادیان چھوڑنے پر مجبور کر دیا گیا۔

اگر مرزا بشیر الدین محمود میں حق و صداقت کی کوئی رمق تھی تو اُسے مولانا عبدالکریم مباہلہ کا چیلنج مباہلہ قبول کرنا چاہیے تھا۔ مرزا بشیر الدین کا مولانا عبدالکریم مباہلہ کے مقابلہ سے فرارِ مرزائی امت کے لیے ذلت و رسوائی کا واضح پیغام چھوڑ گیا ہے۔

(ماخوذ تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ از مولانا مشتاق احمد چنیوٹی ص 219، تحفہ قادیانیت جلد پنجم ص 65 از مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ)

12۔ مرزا بشیر الدین محمود کا مجلس احرارِ اسلام کے اکابر کو مباہلہ کا چیلنج

مرزا بشیر الدین محمود نے پے در پے اپنی ذلت اور شکست سے کوئی عبرت حاصل نہ کی بلکہ اپنے باپ کی طرح دجل اور تلبیس کی راہ اختیار کی اور امت مسلمہ کی نمائندہ جماعت مجلس احرار

اسلام کے اکابر کو بھی مباہلہ کا چیلنج دے ڈالا، اِس مباہلہ کی روداد ملاحظہ فرمائیں:۔

30 اگست 1935ء کے خطبہ جمعہ میں مرزا بشیر الدین نے احرار رہنماؤں کو قادیان میں مباہلہ کی دعوت دی۔ احرار نے قادیانیوں کی توقعات کے برعکس فوراً مباہلہ کے چیلنج کو قبول کر لیا اور 13 ستمبر 1935ء کو قادیان جانے کا اعلان کر دیا۔

احرار وفد قادیان میں

مجلس احرار اسلام نے قادیانیوں کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لیے 13 ستمبر 1935ء کو احرار کے مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا مظہر علی اظہر کی قیادت میں احرار رہنماؤں کا ایک وفد قادیان بھیجنے کا اعلان کر دیا اور احرار کے ترجمان روزنامہ "مجاہد" لاہور میں قادیان روانگی کے اعلانات مسلسل شائع ہونے لگے۔ بالآخر مقررہ تاریخ کو مولانا مظہر علی اظہر کی قیادت میں ایک احرار وفد، جس میں ماسٹر تاج الدین انصاری، صاحبزادہ سید فیض الحسن، مولانا محمد حیات، حاجی عبدالرحمٰن میونسپل کمشنر بٹالہ، خواجہ عبدالرحیم عاجز اور جانباز مرزا شامل تھے، قادیان پہنچ گیا۔ جہاں مولانا عنایت اللہ چشتی منتظم شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام قادیان نے ریلوے اسٹیشن پر سینکڑوں مسلمانوں کے ہمراہ احرار رہنماؤں کا استقبال کیا۔ اس موقع پر بٹالہ، امرتسر، لاہور اور گورداسپور کے نواحی علاقوں کے بے شمار مسلمان بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔

روزنامہ "مجاہد" لاہور کی رپورٹ کے مطابق

"استقبال کے بعد رہنمایانِ احرار ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستہ میں نعروں کی گونج سے فضا متلاطم ہوتی رہی۔ جلوس بہت طویل تھا۔ نعرہ تکبیر: اللہ اکبر، ختم نبوت زندہ باد، مجلس احرار اسلام زندہ باد، مولانا مظہر علی اظہر زندہ باد، صاحبزادہ فیض الحسن زندہ باد، مولانا عنایت اللہ زندہ باد کے نعرے بلند کیے جاتے رہے۔ جلوس میاں تاج الدین صاحب کے مکان پر ختم ہوا اور اعلان کر دیا گیا کہ جمعہ کی نماز "باروں کے باغ" میں ہوگی۔ دوپہر کے طعام کے بعد رہنما اور مقامی کارکن باغ میں تشریف لے گئے۔ عامۃ المسلمین منظم قطاروں میں ذکر و اذکار کر رہے تھے"

جمعہ کی نماز سے پہلے خواجہ عبدالرحیم عاجز اور جانباز مرزا کی پر جوش نظموں کے بعد صاحبزادہ سید فیض الحسن نے ولولہ انگیز خطاب کیا اور نماز جمعہ کی امامت بھی کی۔

نماز جمعہ کے بعد مولانا مظہر علی اظہر نے مسلمانان قادیان کے عظیم اجتماع سے خطاب کیا، اور اپنے خطاب میں مرزا بشیر الدین محمود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

''مرزا بشیر الدین! ہم یہ جانتے ہیں اور ہم کو معلوم ہے کہ عام قادیانی تمہارے فریب میں آئے ہوئے ہیں، لیکن اگر دانستہ جھوٹے دعوے کرنے کا الزام ہے تو تمہارے ابا غلام احمد پر ہے۔ جس نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر افترا کیا، یا تم پر ہے کہ جو الہام و وحی کو پیش گوئیوں کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہو۔

اس لیے اگر تم میں حوصلہ ہے کہ میدان مباہلہ میں اپنے اور اپنے ابا کے دعووں کی تائید کر سکو تو خود میدان مباہلہ میں آؤ اور اپنے خاندان کو ساتھ لاؤ۔

یہ مناسب نہیں کہ اپنے فریب خوردہ پیروؤں کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلاؤ اور خود گوشہ عافیت میں بیٹھ کر دوسروں کا تماشا دیکھو۔ ہم میں سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا سید داؤد غزنوی، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، یا چودھری افضل حق میں سے جس کو تم چاہو، ان شاء اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک بلا تامل، آیاتِ قرآنی کی تعمیل کرتا ہوا، تمہارے مقابلہ میں میدان مباہلہ میں نکل آئے گا۔

لیکن اس امر کو واضح کرنے کے لیے ہم کسی صورت میں بھی مباہلہ سے گریز نہیں کرنا چاہتے اور نہ مرزا محمود کو گریز کا موقع دینے کے لیے تیار ہیں۔ میں صاف اور صریح، غیر مبہم الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اگر مرزا محمود پانچ اور ہزار تو کیا، اگر وہ پانچ ہزار، یا دس ہزار آدمیوں کو لانے کی شرط پر بھی احرار کو مجبور کرے تو ہم اس تعداد کو بھی پورا کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ آدمی میدان مباہلہ میں پیش کر دیں گے۔ ہم مرزا محمود احمد کو کوئی بھی موقع نہیں دینا چاہتے کہ وہ مباہلہ سے پہلو تہی کر سکے۔

مرزا محمود نے اپنی تقریر میں بہت سی باتیں کہی ہیں، لیکن میں فقط اس مضمون کے متعلق اظہار خیال کروں گا جو مباہلہ کے متعلق ہیں، یا جس کا تعلق مجلس احرار سے ہے۔ دوسرے امور کے متعلق میرے پاس نہ فرصت ہے، نہ میں تبصرہ کروں گا۔''

پروگرام پانچ بجے اذانِ عصر کے ساتھ ختم ہوا۔ احرار کا وفد قادیان میں مرزا محمود کے جواب کا منتظر رہا، لیکن حسب توقع قادیانیوں نے مباہلہ کرنے کے بجائے فرار ہی میں عافیت سمجھی اور یہ دن قادیانیت کی ذلت ورسوائی اور ناکامی میں ایک مزید اضافہ کر گیا۔

مجلس احرار اسلام کو دوسری مرتبہ دعوتِ مباہلہ

قادیانی پہلے بھی احرار رہنماؤں کو دعوتِ مباہلہ دے چکے تھے اور احرار رہنماؤں کے قادیان میں پہنچ جانے کے باوجود بھی وہ ان کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہ کر سکے تھے جس سے قادیانی جماعت میں مایوسی پھیل چکی تھی۔ اب مرزا بشیر الدین نے قادیانیوں کو جھوٹی تسلی دینے کے لیے 14 اکتوبر 1935ء کو اپنے خطبہ کے دوران دوبارہ مجلس احرار اسلام کو مباہلہ کی دعوت دے دی اور دھمکی آمیز انداز میں کہا کہ:

"جماعت احمدیہ اور احرار کی جنگ کو احرار کی معافی یا موت ہی ختم کر سکتی ہے..... میں احرار کو توجہ دلاتا ہوں کہ اب باتوں سے کام نہ چلے گا۔ وہ اب خواہ کسی رنگ میں آئیں، خدا کی گرفت سے نہیں بچ سکیں گے۔''

(خطبات محمود جلد 16، خطبہ 14 کتوبر 1935ء، ص: 597-585 الفضل 18 کتوبر 1935ء)

مرزا بشیر الدین کی دعوتِ مباہلہ کو مولانا مظہر علی اظہر جنرل سیکرٹری مجلس احرار اسلام ہند نے فوراً قبول کر لیا اور 14 اکتوبر 1935ء کو سیالکوٹ سے مرزا بشیر الدین امیر جماعت احمدیہ کو بذریعہ تار دعوت قبول کرنے اور 23 نومبر کو مباہلہ کرنے کی تاریخ متعین کرنے کی اطلاع دے دی۔ جس کے جواب میں ناظر دعوت وتبلیغ قادیان نے مولانا مظہر علی اظہر کو لکھا کہ:

"اگر آپ واقعی مباہلہ پر تیار ہیں تو پہلے شرائط کا تصفیہ کر لیں"

مجلس احرار اسلام نے ناظر دعوت وتبلیغ قادیان کی پیش کش قبول کرتے ہوئے اپنے

اخبار روزنامہ ''مجاہد'' لاہور میں بذریعہ اشتہار واضح کر دیا کہ:

"ہمیں سب شرائط منظور ہیں اور ہم ضرور مباہلہ کریں گے"۔

مولانا مظہر علی اظہر نے 29 اکتوبر 1935ء کو اپنے جواب میں کہا کہ:

"مرزا محمود کی پیش کردہ سب شرائط مجھے منظور ہیں۔ قادیانی اخبار "الفضل" کی عبارت کے معانی اور مفہوم کو میں بخوبی سمجھتا ہوں اور اس کی تہہ میں جو کچھ ہے، اس سے بھی کماحقہ واقف ہوں۔ اس لیے علیٰ وجہ البصیرت اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ مرزا محمود کی پیش کردہ سب شرائط مجھے منظور ہیں۔''

مجلس احرار اسلام کی مباہلہ کی تیاریوں سے قادیانیوں کے پسینے چھوٹ گئے اور انہوں نے ہندوستان کے ہر علاقہ سے قادیانیوں کو قادیان پہنچنے کی ہدایت جاری کر دی۔ قادیانیوں کو احرار کے خلاف مشتعل کیا گیا۔ مباہلہ کا سامنا کرنے کی بجائے احرار کے خلاف تشدد اور قادیان میں فساد کی راہ ہموار کی جانے لگی۔ قادیانی تنظیم نیشنل لیگ کے شیخ بشیر احمد نے 9 نومبر 1935ء کو قادیان میں نیشنل لیگ کے ایک اجلاس میں کہا کہ:

"میں بحیثیت صدر نیشنل لیگ علان کرتا ہوں کہ اس صورت میں احرار بدعزائم سے قادیان میں آئیں تو ہر احمدی فرد قادیان پہنچ جائے اور ثابت کر دے کہ قادیان کی مقدس سرزمین اور قادیان کا مقدس وجود اسے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ احمدیوں کو یہاں مجاہد کی حیثیت سے آنا ہوگا۔

احرار ہمیں آزمانا چاہتے ہیں تو ہمیں آزمالیں، وہ اگر چاہتے ہیں کہ ہمارے ایمانوں کا امتحان لیں تو آئیں۔ انہیں یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ ہم تھوڑے ہیں اور ان کے ایسے اعلانوں سے مرعوب ہو جائیں گے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مسیح کی مخالفت میں ان کے لیے حیات کا سامان ہے، لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اس طرح اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔"

دریں اثنا آل انڈیا احرار پولیٹیکل کانفرنس سیالکوٹ کے اختتام پر احرار رہنماؤں کا ایک

اجلاس 14 نومبر 1935 کو سیالکوٹ میں منعقد ہوا۔جس میں چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، مولانا مظہر علی اظہر، مولانا داؤد غزنوی، چودھری عبدالعزیز بیگووال،نوبزادہ محمود علی خان،مولانا غلام غوث ہزاروی اور سردار محمد شفیع نے شرکت کی۔

اجلاس میں مرزا بشیر الدین کی دعوتِ مباہلہ کا مسئلہ زیر غور آیا۔مولانا مظہر علی اظہر نے بتایا کہ اگرچہ انہیں سرکاری افسروں نے قادیان جانے سے منع کیا ہے،مگر احرار بہر صورت قادیان جائیں گے اور سرکاری طور پر اس میں کوئی رکاوٹ کھڑی کی گئی تو اس پر اینٹی قادیانی (قادیانی مخالف) تحریک چلائی جائے گی۔انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اور اس کے شعبہ تبلیغ کے ہر کارکن کا فرض ہے کہ وہ قادیان جا کر مرزا بشیر الدین محمود کو سبق سکھائے۔
چودھری افضل حق نے رائے پیش کی کہ فی الحال صرف احرار رہنما قادیان جائیں،جبکہ شعبہ تبلیغ کے کارکن احرار رضا کاروں کو تربیت دیں۔مولانا مظہر علی اظہر نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

مجلس احرار اسلام کی اس مہم سے قادیانیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور وہ مباہلہ سے بچنے کی تدابیر سوچنے لگے۔سرکاری خفیہ رپورٹ کے بقول:

"قادیانیوں نے مباہلہ کے چیلنج سے پیدا ہونے والی اس مشکل صورت حال سے فرار ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا کہ:احرار نے مباہلہ کی شرائط مناسب انداز میں طے نہیں کیں۔جب مباہلہ کا وقت قریب آیا تو مرزا بشیر الدین نے اپنے خطبوں،طویل تحریروں اور پوسٹروں کے ذریعے معاملہ الجھانے کی کوشش کی۔"

مجلس احرار اسلام کی مساعی نے قادیانیت کو کھوکھلا کر دیا تھا اور وہ تمام محاذوں پر پسپا ہو گئے، اور مباہلہ سے بھی راہ فرار اختیار کر گئے۔اس طرح عوام و خواص میں قادیانیت کا فریب ظاہر ہو گیا۔

(ماخوذ: تحریک تحفظ ختم نبوت ج1 ص353 تا358،از ڈاکٹر عمر فاروق صاحب)

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور میدانِ مباہلہ

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ، چنیوٹ کے رہنے والے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یادگارِ زمانہ اکابر مولانا عزت خمر ساقی رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیوبند، مولانا عبدالرحمن کامل پوری سابق صدرالمدرسین مظاہر العلوم سہارنپور، فخر المحدثین مولانا بدرِ عالم مہاجر مدنی قدس سرہ اور محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے دینی تعلیم حاصل کی، اور ردّ قادیانیت کی خصوصی تربیت فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ 1951ء میں دینی تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد دوسال تک مدرسہ عربیہ دارالھدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا میں تدریس سے وابستہ رہے۔اس کے بعد اپنے شہر چنیوٹ ہی کو اپنی دینی وسیاسی اور سماجی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیوں کا تعاقب تھا، یہ وہ زمانہ تھا جب تقسیم ہند کے بعد قادیانی امت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے قادیان کو چھوڑ کر چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے پنجاب کے انگریز گورنر سے وسیع قطعہ اراضی لیز پر حاصل کر کے ربوہ کے نام سے نیا مرکز آباد کرلیا تھا۔

دریائے چناب کے ایک کنارے پر قادیانی مرکز ربوہ کے نام سے آباد ہو رہا تھا اور دوسرے کنارے پر چنیوٹ تھا اور چنیوٹ میں حق تعالیٰ نے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی کو تکوینی طور پر ردقادیانیت کے لئے منتخب فرمالیا۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی قادیانیت کے تعاقب میں ایسے مگن ہوئے کہ زندگی کے آخری لمحات تک تحفظ ختم نبوت ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن رہا۔

مرزائی امت عرصہ دراز سے یہ واویلا اور جھوٹا پروپیگنڈا کر رہی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے متعدد علماء اور مشائخ کو دعوت مباہلہ دی تھی لیکن ہمارے مرزا قادیانی کے مقابلہ میں کوئی عالم

یا پیر نہیں آیا۔ ہم نے گزشتہ صفحات میں مدلل انداز میں اس جھوٹ کو بے نقاب کیا ہے اور متعدد مواقع پر مرزا غلام قادیانی اور مرزا بشیر الدین محمود کے مباہلہ سے فرار کو واضح کیا ہے اور مرزا قادیانی کے عدالت میں مباہلہ سے توبہ نامہ کو بھی درج کیا ہے۔

پاکستان بن جانے کے بعد بھی مرزائی امت سفید جھوٹ پر مبنی یہ پروپیگنڈا کرنے سے باز نہ آئی کہ مرزا قادیانی کی دعوت مباہلہ کسی پیر اور عالم نے قبول نہ کی تھی۔ ان کے اس پروپیگنڈا کا جواب دینے کے لیے مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے 6 جنوری 1956ء کو مرزا بشیر الدین محمود کے نام ایک رجسٹرڈ خط لکھا جو کہ درج ذیل ہے:

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی مرزا محمود کو دعوت مباہلہ (پہلا خط)

﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ-ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ-﴾

(سورۃ آل عمران آیت 61)

بخدمت جناب مرزا محمود احمد امام جماعت مرزائیہ (ربوہ)

السلام علی من اتبع الھدیٰ امابعد!

راقم مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے دعاوی میں غیر صادق اور جھوٹا یقین کرتا ہے اگر آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے دعاوی میں صادق اور راست باز سمجھتے ہیں اور ان پر ایمان لانا نجات کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں تو راقم احقاقِ حق اور ابطال باطل کے لیے آپ کو دعوت مباہلہ دیتا ہے، لہٰذا قبولِ دعوت اور تصفیہ شرائط کیلیے وقت اور مقام کا تعین کر کے جلد اطلاع دیں ایک ہفتہ تک جواب کا انتظار کیا جائے گا سکوت اور عدم جواب کی صورت میں بندہ اپنی اس مرسلہ چٹھی کو مشتہر کرنے کا مجاز ہوگا۔

فقط

الداعی

منظور احمد بن حاجی احمد بخش صاحب

فاضل دار العلوم الاسلامیہ اشرف آباد۔ ٹنڈو اللہ یار سندھ

مورخہ 10 جنوری 1956ء کو جوابی رجسٹری کی رسید موصول ہوئی، لیکن مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے خط کا جواب نہیں دیا گیا، پندرہ دن گذر گئے، بالآخر 22 جنوری 1956ء کو مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرا خط لکھا۔

مرزا محمود کے نام دوسرا خط

امابعد! واضح ہو کہ میں نے آپ کے نام مورخہ 1956-01-06 کو ایک مکتوب بعنوان "دعوت مباہلہ" بذریعہ رجسٹری بھیجا تھا، مرسلہ مکتوب کی وصولی کی رسید تو مل گئی، مگر مکتوب دعوت مباہلہ کا تاہنوز آپ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا حالانکہ مکتوب مرسلہ کی میعاد ایک ہفتہ سے بھی زیادہ ہو چکی ہے۔ لہذا اتمام حجت کے طور پر مکتوب ثانی ارسال ہے جواب سے جلد تر اطلاع دیں، ورنہ سمجھا جائے گا کہ آپ دعوت مباہلہ کے قبول کرنے سے عمداً اور دیدہ و دانستہ گریز کر رہے ہیں۔

مزید ایک ہفتہ تک انتظار کیا جائے گا، اگر اب بھی آپ کی جانب سے جواب نہ آیا اور آپ دعوت مباہلہ پر آمادہ نہ ہوئے تو پھر ان ہر دو مرسلہ مکتوب کی تشہیر کر دی جائے گی، تاکہ عوام پر الم نشرح ہو جائے کہ دعوتِ مباہلہ سے کون راہ فرار اختیار کر رہا ہے......؟

فقط

جواب کا منتظر

منظور احمد بن حاجی احمد بخش صاحب

فاضل دار العلوم الاسلامیہ اشرف آباد۔ ٹنڈو اللہ یار سندھ

صدر مدرس جامعہ عربیہ چنیوٹ 22/1/56

واپسی رسید 26/1/56 کو موصول ہوئی۔

مرزا محمود کا فرار

مرزا محمود اگر قادیانیت کی سچائی کے دعویٰ میں مخلص ہوتا تو مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت مباہلہ کو لازماً قبول کر لیتا لیکن اس نے یکسر خاموشی اختیار کرتے ہوئے جھوٹے نبی کا جھوٹا امتی ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

قادیانی مبلغ ابوالعطاء جالندھری کا جواب

مرزا محمود نے جب دیکھا کہ ہمارا فرار سب کو معلوم ہو گیا ہے تو اس نے اپنے مبلغ ابوالعطاء جالندھری کو میدان میں اتارا۔ ابوالعطاء نے 2 مارچ 1956ء کے روزنامہ الفضل میں مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت مباہلہ کا جواب لکھا جو کہ حسب روایت دوراز کار تاویلوں اور لایعنی باتوں پر مشتمل تھا مولانا چنیوٹی نے اس کے جواب میں ایک پمفلٹ لکھا جس کا نام تھا "دعوت مباہلہ اور قادیانیوں کی بوکھلاہٹ" یہ جواب بھی اس وقت کے متعدد اخبارات و رسائل میں شائع ہوا۔ ابوالعطاء نے اس کا جواب 20 جنوری 1957ء کے الفضل میں دیا۔ جس میں اس نے انہی فرسودہ باتوں کو دہرایا جن کا جواب حضرت چنیوٹی پہلے ہی دے چکے تھے۔

ابوالعطاء کے نام مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا کھلا خط

مرزائی امت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ کی دعوت مباہلہ کے جواب میں پراسرار خاموشی اختیار کی، دعوت مباہلہ کا کوئی جواب نہ دیا، قادیانی مبلغ ابوالعطاء درمیان میں کود پڑا، اور پھر حیلے بہانے اور تاویلات کا سہارا لے کر میدان سے بھاگنے کی کوشش کی۔ حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا اور اسکے نام کھلا خط لکھا جو کہ 15 فروری 1957ء کو 15 روزہ ''الفاروق'' چوکیرہ میں شائع ہوا، وہ خط پیش خدمت ہے:

از جامعہ عربیہ چنیوٹ

مورخہ 6 فروری 1957ء

مکرمی ابوالعطاء صاحب!

آپ نے الفضل مجریہ 20 جنوری 1957ء میں میرے مطبوعہ پمفلٹ "دعوت مباہلہ" کے جواب دینے کی سعی مشکور کی ہے اور انہی فرسودہ الزامات کو دہرایا ہے جن کا مفصل ومسکت جواب "دعوت مباہلہ اور قادیانیوں کی بوکھلاہٹ" کے عنوان سے عرصہ نو ماہ ہونے کو ہیں دے چکا ہوں، جسے آپ مکمل طور پر ہضم کر چکے ہیں۔ آپ کی تازہ ترتان اس طنز پر ٹوٹ رہی ہے کہ راقم الحروف یہ سب کچھ سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے کر رہا ہے۔ اس کے متعلق میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ ﴿لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ اگر میرے پہلے رجسٹرڈ مکاتیب کا جواب معقول طریقہ پر خلیفہ صاحب کی طرف سے نفی یا اثبات کی صورت میں دیا جاتا تو شاید یہ معاملہ اتنا طول نہ پکڑتا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ لوگ دعوت مباہلہ کو قطعاً قبول نہیں کریں گے اور نہ کرنا چاہتے ہیں عجیب غریب لایعنی شرائط سے خلط مبحث کرتے ہوئے راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔ لیکن یقین جانئے گا کہ جب تک آپ واضح انکار یا صریح اقرار سے میری دعوت کا جواب نہ دیں تو آپ مجھ سے پیچھا چھڑانے میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ اگر مجھے اخباری مناظرہ کو جاری رکھنا ہوتا تو آپ کے اس مطبوعہ مضمون کا جو کہ غلط حوالہ جات اور لغو دلائل سے پُر ہے، مسکت جواب دیا جاسکتا تھا۔ آپ کی حوالہ میں کھلی بد دیانتی اور واضح خیانت کو بے نقاب کیا جاتا، لیکن میں آپ کی خواہش کے علی الرغم معاملہ کو اس بے فائدہ جھگڑے میں کھونا نہیں چاہتا۔ دعوت مباہلہ براہ راست جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو تھی اور میرا روئے سخن انہی کی طرف تھا۔ خلیفہ صاحب کا پراسرار سکوت اور جواب سے اِغماض و پہلوتہی ان کے عجز کو واضح کر رہی ہے۔ آپ خواہ مخواہ درمیان میں خیراتی وکیل کی طرح کود پڑے ہیں۔ اگر خلیفہ صاحب نے آپ کو جواب کے لیے منتخب کیا ہے تو آپ میرے واضح مطالبہ کے باوجود اپنی پوزیشن کو کیوں واضح نہیں کرتے اور اگر آپ نے خواہ مخواہ یہ دفاعی مورچہ سنبھالا ہے تو آپ پر بھی وہی اعتراض کیا جاسکتا ہے جو آپ نے مجھ پر وارد کیا ہے:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

خیر! آپ نے جس حیثیت میں بھی یہ پوزیشن سنبھالی ہے، اتمام حجت کے لیے یہی مناسب سمجھا گیا کہ آپ کے اس عذر لنگ یعنی کسی جماعت کی عدم نمائندگی کو بھی ختم کیا جائے۔ لہذا آپ اپنی پہلی فرصت میں میرے اور مندرجہ ذیل استفارات کا جواب لکھیں تا کہ مناسب فیصلہ فوری طور پر کیا جائے۔

1) کیا آپ نے میری دعوت مباہلہ بنام امام جماعت احمدیہ کے جوابات کا جو طولانی سلسلہ شروع کیا ہے وہ خلیفہ صاحب کے مشورہ سے کیا ہے؟ یا از خود مدعی سست اور گواہ چست کے مصداق یہ سارا سلسلہ کلام جاری کر رکھا ہے۔

2) آخر کیا وجہ ہے کہ خلفیہ صاحب منہ میں گھگھنیاں (ابالا ہوا غلہ جس کو پانی میں جوش دے کر نمک ملا کر کھاتے ہیں، خاموشی اور چپ سادھ لینے کے موقع پر بطورِ محاورہ یہ لفظ استعمال ہوتا ہے) ڈالے ہوئے ہیں اور آپ ان کی نیابت کر رہے ہیں؟ کیا ان کا اخلاقی فرض نہ تھا کہ وہ میرے چیلنج کا جواب دیتے؟

3) کیا آپ نے جو جماعت کی رٹ لگا رکھی ہے (حالانکہ مرزا صاحب آنجہانی نے بقول آپ کے جو سو سے زائد علماء اور سجادہ نشین حضرات کو دعوت مباہلہ دی تھی ان کے ساتھ نہ جماعت کی شرط تھی اور نہ ہی کوئی نمائندگی کی قید)

(بقول شما) غلام دستگیر شخص سے جو مباہلہ ہوا تھا اس کے ساتھ کوئی جماعت تھی؟ اور کیا اس کے ساتھ کیا ہوا فیصلہ کسی پر حجت تھا؟

خیر! مجھے اس سے بھی کوئی غرض نہیں کہ آپ اپنے پیر و مرشد، پیشوا اور نبی کے مسلک سے منحرف ہو گئے ہیں اور مباہلہ سے راہ فرار اختیار کرنے کے لیے جماعت کی یہ لغو شرط ایزاد کی ہے؟ کیا یہ شرط خلیفہ صاحب کی طرف سے ہے......؟

اگر ایسا ہی ہے تو آپ خلیفہ صاحب کی طرف سے یہ تحریری ثبوت مہیا کریں کہ اگر میں اس شرط کو پورا کروں تو وہ مباہلہ کے لیے میدان میں اتریں گے۔ کیونکہ میرے مخاطب خلیفہ صاحب ہیں۔ لہذا وہ تحریر دے دیں کہ راقم الحروف اگر جماعت کی نمائندگی کا تحریری ثبوت پیش کرے تو وہ بلا حیل و حجت میدان میں آئیں گے یا بصورت دیگر عذر شرعی ان کا کوئی منتخب نمائندہ مباہلہ کے لیے سامنے آئے گا تو میں آپ کو جواب موصول ہونے پر آئندہ واضح اور غیر مبہم اعلان کروں گا۔

فقط

جواب کا منتظر

منظور احمد چنیوٹی

آخری چیلنج

ابوالعطاء جالندھری نے مولانا چنیوٹی کے خط اور سوالات کا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ دعوت مباہلہ دراصل مرزا بشیر الدین محمود کو دی گئی تھی اور ابوالعطاء نہ تو اس کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا، اور نہ ہی اُس کے پاس سند نمائندگی تھی۔ اس لئے تقریباً چار سال نو دن کے انتظار کے بعد مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ''دعوت مباہلہ کا آخری چیلنج'' نامی ایک پمفلٹ لکھا اور قادیانیوں کے سالانہ جلسہ دسمبر 1961ء کے موقع پر چناب نگر (ربوہ) میں اسے وسیع پیانے پر تقسیم کیا گیا، جس میں حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا تھا کہ اگر 31 جنوری 1962ء تک مرزا محمود دعوت مباہلہ کے لئے خود یا اس کا کوئی نمائندہ میدان میں نہ آیا تو تمام خط و کتابت کو منظر عام پر لانے میں میں حق بجانب ہوں گا۔

ابوالعطاء جالندھری کی جانب سے جواب

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے اس چیلنج کے جواب میں ابوالعطاء نے ایک پمفلٹ شائع کیا۔ اس کا عنوان تھا "فیصلہ کن مباہلہ کی دعوت منظور اور مولوی منظور احمد صاحب پر اتمام حجت" اس میں

عنوان کی چونکا دینے والی سرخی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ اندر وہی پرانی عیارانہ باتیں اور وہی پرانی شرطیں جن کا بارہا جواب دیا جا چکا تھا۔

مولانا چنیوٹی سے سند نمائندگی کا مطالبہ

ابوالعطاء کے پمفلٹ کے آخری صفحہ میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اگر مولوی منظور صاحب میں ہمت ہے تو کسی فرقہ کی طرف سے یہ اعلان شائع کرائیں کہ مولوی منظور احمد پر جو مباہلہ کا اثر ہوگا اس کے ہم پابند ہیں اور وہ ہم پر حجت ہوگا۔ اگر وہ ایسا اعلان شائع کرادیں تو ان سے جماعت احمدیہ کے نمائندے فوراً مباہلہ کریں گے۔ کیا مولوی منظور احمد صاحب اس کے لیے تیار ہیں؟

اسناد نمائندگی کا حصول

مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ نے "جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچانا چاہیے" کی ضرب المثل پر عمل کرتے ہوئے ملک کی چار معروف دینی جماعتوں سے اسناد نمائندگی حاصل کی۔

1۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان 2۔ تنظیم اہل سنت پاکستان

3۔ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان 4۔ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان

ان چاروں جماعتوں کے مرکزی رہنماؤں نے حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ کو تحریری اجازت اور تائید کے ساتھ یہ لکھ کر دیا کہ مرزا محمود سے مباہلہ کرنے کے لیے آپ ہمارے نمائندہ ہیں۔ آپ کی فتح ہماری فتح اور آپ کی شکست ہماری شکست سمجھی جائے گی۔ اسناد کا عکس ملاحظہ فرمائیں.....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible] - [illegible] بحیثیت [illegible] صدر مجلس تنظیم اہل سنت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
میں [illegible] مجلس تنظیم اہل السنت [illegible] کی طرف سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] قریشی
امیر مجلس تنظیم اہل سنت پاکستان
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الخاتم النبیین لا نبی بعدی

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

★ ملتان شہر ★ تاریخ ____

[illegible] مجلس تحفظ ختم نبوت [illegible]

منظور احمد [illegible] [illegible]

[illegible] مرزا محمود احمد [illegible]

[illegible] منظور احمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

مجلس تحفظ ختم نبوت

[illegible]

دفتر مرکزی جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان

بیرون دہلی دروازہ لاہور

فروری سنہ ۱۹۶۳ء

تصدیق

میں بحیثیت ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان
حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی پرنسپل جامعہ عربیہ چنیوٹ
ضلع جھنگ کو مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا محمود
ساکن ربوہ کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے اپنا
نمائندہ تجویز کرتا ہوں - مجھے یقین ہے کہ مرزائی
مباہلہ کرکے خائب و خاسر ہونگے فقط

العبد غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام
مغربی پاکستان (ایم-پی-اے)

۹ فروری ۱۹۶۳ء

دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

Dar-ul-Uloom Taleem-ul-Quran (Regd)

RAJA BAZAR,

NO ____________ RAWALPINDI ____________

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

حصول نمائندگی کے بعد ابوالعطاء کو خط

مولانا چنیوٹی نے اَسنادِ نمائندگی کے حصول کے بعد ابوالعطاء کو خط لکھا:

''آپ کے اس اعلان واجب الاذعان سے پہلے میرے تین سوال قائم تھے، ان کو میں بار بار دہرا چکا ہوں، اور اب میں نے انہی سوالات کو پھر دہرایا ہے اور چند مزید سوالات کئے ہیں اگر آپ کو میرے بیان پر اعتماد ویقین نہ ہوتو آپ جس وقت جتنی جلدی ان سوالات کے جوابات دیتے ہوئے خلیفہ ربوہ سے دعوت مباہلہ کی منظوری کا تحریری ثبوت پیش کریں گے ان شاء اللہ اسی وقت اپنی سندات کی نقول پیش کردوں گا، جو مجھے حاصل ہیں۔ اگر ہمت ہےتو آیئے میدان میں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری یہ مراسلت اور پمفلٹ بازی ختم ہوعوام الناس فیصلہ قطعیہ کے منتظر اور بے چین ہیں لوگوں کی نگاہیں ہماری طرف لگی ہوئی ہیں، آپ نے اتنے سال ضائع کردیے، لیکن یاد رکھیے! اِن ملمع سازیوں، حیلہ جویوں، فریب بازیوں اور کذب بیانیوں سے یہ معاملہ ختم نہیں ہوگا اور آپ مجھ سے پیچھا چھڑانے میں ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہاں یا نہ میں جواب دیجیے، اور صاف کھل کر سامنے آیئے! ''بیم دروں بیم بروں۔'' والی پالیسی چھوڑ دیں۔ میں اب بھی اپنے مقام پر علیٰ حالہ قائم ہوں اور اپنے موقف سے ذرہ بھر نہیں ہٹا۔ آپ کے لئے صرف اور صرف دو ہی راستے ہیں یا تو کھل کر انکار کریں کہ مباہلہ شرعی حجت نہیں یا میری دعوت قبول فرمائیں یا چناں کن یا چنیں۔''

قادیانی مکروفریب

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے اس نعرہ مستانہ سے قادیانی صفوں میں کھلبلی مچ گئی اور ہر طرف سے ان سے مطالبہ کیا جانے لگا: ''جواب دو''۔ اس وقت ابوالعطاء نے کمال مکروفریب سے کام لیتے ہوئے اپنے پمفلٹ ''دعوت مباہلہ منظور ہے'' کے صفحہ پر یہ عنوان جمایا ''انفرادی مباہلہ سے مولوی منظور احمد صاحب کا فرار'' جس کے نیچے اُس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ چار سال سے جماعت احمدیہ چنیوٹ کے صدر کی طرف سے مطبوعہ اشتہار کے ذریعہ مولوی منظور

احمد صاحب کو بالمقابل دعوت مباہلہ دی جا چکی ہے لیکن مولوی صاحب کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس اشتہار کے مطابق ان سے مباہلہ کریں۔ کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے صدر جماعت احمدیہ چنیوٹ کی دعوت پر مباہلہ کیوں نہیں کیا؟

﴿سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾

کذب بیانی کا شاہکار

ابوالعطاء جالندھری نے مذکورہ پمفلٹ میں عزیز الرحمن منگلہ مربی سلسلہ احمدیہ کا 8 جنوری 1962ء کا ایک خط شائع کیا ہے جس میں عزیز الرحمن نے لکھا ہے کہ'' میں نے مولوی منظور احمد صاحب کا 31 دسمبر 1961ء کو دورہ منگلہ کے موقع پر دوران تقریر، جلسہ گاہ میں، دعوت مباہلہ کا چیلنج قبول کیا۔ لیکن مولوی صاحب دم بخود ہو گئے اور مباہلہ پر آمادہ نہ ہوئے۔''

اس خط کے نقل کرنے کے بعد ابوالعطاء نے'' فاتحانہ شان'' سے پوچھا ہے کہ" چک منگلہ میں مباہلہ کیوں نہ کیا۔''

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کا چیلنج

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کذب بیانی پر بہت افسوس کا اظہار کیا، اور اسے جواب تحریر کیا کہ'' اِس کا ایک اور صرف ایک جواب قاطع تو یہ ہے کہ ﴿لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾۔ شاید دنیا میں اس سے بڑا سفید جھوٹ آج تک کسی نے نہیں بولا ہوگا۔ میں آپ کو کھلے بندوں بیان کی صحت کا چیلنج کرتا ہوں بلکہ اس سلسلہ میں بھرے مجمع میں مؤکد بعذاب قسم اٹھانے کو تیار ہوں کہ میں نے جلسہ منگلہ میں جماعت احمدیہ منگلہ کو دعوت مباہلہ نہیں دی اور نہ ہی (مربی) عزیز الرحمٰن جلسہ گاہ میں آئے تھے اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی بات ہوئی۔ یہ'' دروغ گویم بہ روئے تو'' (میں تیرے سامنے جھوٹ بول رہا ہوں یہ فارسی جملہ خود اپنی بات کے جھوٹے ہونے کے اعتراف کے لئے استعمال ہوتا ہے) کی ایک نہایت حیرت انگیز اور گھناؤنی مثال ہے جس کی جرأت جماعت احمدیہ کے کسی فرد ہی کو ہو سکتی ہے

قبلہ! اِن بہتان تراشیوں، افتراء پردازیوں، حیلہ جوئیوں اور کذب بیانیوں سے آپ کی پوزیشن صاف نہیں ہوگی۔ اگر (قادیانی مربی) عزیزالرحمن کے اس خط و بیان میں رتی بھر صداقت ہے تو وہ میرے مقابلہ میں آئیں اور مؤکد بعذاب قسم اٹھائیں...... کیا عزیزالرحمن اس کے لیے تیار ہیں......؟"

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

جیسی روح ویسے فرشتے

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید تحریر کیا:

"مجھے عزیزالرحمن کے اس سفید جھوٹ پر کوئی تاسف وملال نہیں کیونکہ ان کے پیر و مرشد سلسلہ مرزائیہ جھوٹ بولنے میں اپنی مثال آپ تھے، ان کے بیسیوں جھوٹ عوام کے سامنے الم نشرح ہو چکے ہیں۔"

جن میں سے بطور نمونہ پانچ جھوٹ "خود فیصلہ کیجیے"۔ پمفلٹ میں فی جھوٹ پانچ سو روپیہ انعام کے چیلنج کے ساتھ شائع کر چکا ہوں جس کا جواب آج تک موصول نہیں ہوا۔ نبی اگر ایسا ہو تو امت جیسی ہوگی اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں:

وَزِیرے چُنیں شہریارے چُناں

(ایسا وزیر ہو تو ایسا بادشاہ ہونا چاہیے)

اصل حقیقت

عزیزالرحمن کے اس سفید جھوٹ کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑنے کے لیے اور اس بہتان عظیم کی قلعی کھولنے کے لیے ذیل میں معززین منگلہ جو کہ جلسہ گاہ میں موقع پر موجود تھے کا ایک بیان ان کے اپنے دستخطوں سے من وعن شائع کیا جا رہا ہے تا کہ عوام پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ یہ بیان و خط جس کو بڑی فاتحانہ شان اور معصومیت کے ساتھ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے شائع کیا گیا، کس قدر سفید جھوٹ تھا......؟

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾[الاسراء:81]

منگلہ کے چھ معززین کی وضاحت، معاملہ کے لیے باطل شکن بیان

''ہم مسلمانان چک نمبر 168 المعروف چک منگلہ (سلانوالی ضلع سرگودھا) خدا کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اپنے ایمان ویقین کے ساتھ، وثوق سے اس حقیقت کا برملا اظہار کررہے ہیں کہ عزیز الرحمٰن، مولوی فاضل، مربی سلسلہ احمدیہ نے جو ایک پمفلٹ ''فیصلہ کن مباہلہ کی دعوت منظور'' میں اپنا ایک خط شائع کرایا ہے کہ:

> ''خاکسار عزیز الرحمن مولوی فاضل، مربی سلسلہ احمدیہ اور چند احباب جماعت نے مولوی منظور احمد صاحب کی دعوت مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کا اعلان کیا اور ان سے کہا کہ آپ اسی جگہ مباہلہ کر کے جائیں گے لیکن مولوی منظور احمد صاحب دم بخود ہو گئے اور وہ مباہلہ پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ ان کو منگلہ لانے والے اصحاب نے صاف کہہ دیا کہ ہم مباہلہ نہیں کریں گے۔''

یہ سفید جھوٹ، سراسر غلط بیانی، خلاف واقعہ اور محض ایک پروپیگنڈا ہے جس کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کو دھوکہ دیا گیا ہے اور مذبذب کیا گیا ہے نہ تو مولوی منظور احمد صاحب نے ان کو دعوت مباہلہ دی اور نہ ہی انہوں نے دعوت مباہلہ کا چیلنج قبول کیا۔ عزیز الرحمٰن صاحب اور ان کے چند ساتھی محض شرارت کرنے اور جلسہ کو ناکام بنانے کے لیے شور کرتے ہوئے آرہے تھے لیکن حوالدار صاحب سلانوالی نے ان کو منتشر کر دیا تھا۔

منور دین بقلم خود	عبدالحق بقلم خود	عبدالعزیز ٹیلر ماسٹر بقلم خود
فضل الٰہی بقلم خود	عبدالمجید بقلم خود	عبدالماجد بقلم خود

عزیز الرحمن مباہلہ کا شکار ہو گیا

آپ نے عزیز الرحمن کا جھوٹ اور دجل معززین منگلہ کے تحریری بیان میں ملاحظہ فرمالیا ہے، اب اللہ کی شان اور قدرت کا نظارہ کیجیے کہ اسی دوران مربی سلسلہ احمدیہ عزیز الرحمٰن

مذکور نے خضر حیات ولد سجاول قوم بھٹی، سکنہ کوٹ سلطان، ضلع جھنگ کے ساتھ حکومت سے اجازت لے کر انفرادی مباہلہ کیا سرکاری طور پر ایس پی ضلع سرگودھا کو اطلاع دی گئی۔

ہر دو افراد نے ایک ماہ کی مدت کے تعین کے ساتھ مباہلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جس کا پیر جھوٹا ہے اس پر لعنت وعذاب نازل فرما۔

نتیجہ

اس مباہلہ کے انجام اور نتیجہ سے علاقہ کے سارے عوام آگاہ ہیں کہ مدت معینہ کے اندر مرزا محمود سربراہ قادیانی جماعت پر فالج کا حملہ ہوا اور بغرض علاج انگلینڈ تک سفر کیے لیکن صحت میسر نہ آسکی اور پیر منور دین بالکل تندرست رہے اور عزیز الرحمٰن پاگل ہو گیا۔ کنویں میں چھلانگ لگائی۔ سرگودھا ڈاکٹر عبدالعزیز وغیرہ سے علاج کراتا رہا، کچھ آرام نہ آیا۔ کچھ عرصہ پاگل خانہ لاہور میں بھی داخل رہا اور رُوبصحت نہ ہو سکا۔ لیکن اِس کے مقابل خضر حیات بھٹی بالکل تندرست اور صحیح سالم رہے۔

﴿فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ﴾

وقت اور مقام کا اعلان

چنانچہ قادیانی مبلغ ابوالعطاء جالندھری اور دیگر عملہ خلافت کے اس طویل سکوت اور ان کی اس مذموم حرکت کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے سالانہ آل پاکستان تحفظ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کے آخری اجلاس مورخہ 29 دسمبر 1962ء میں تاریخی خطاب کیا اور حق وباطل کے فیصلہ کی خاطر وقت اور مقام کا اعلان کر دیا جس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا کہ:

''میں آپ کی جملہ شرائط پوری کر چکا ہوں اور آپ بالکل خاموش بیٹھے ہیں۔ پورے 9 ماہ کا طویل عرصہ انتظار میں گزر گیا، لیکن آپ کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ دریائے چناب کے دونوں پلوں کے درمیان بمقام "چکی" عید کے دن نماز عید سے فارغ ہو کر میں اپنی جماعت کے ہمراہ معینہ جگہ پر پہنچ

جاؤں گا۔انگریز کی معنوی اولاد کے سربراہ خودتشریف لائیں"چشم ماروشن دل ماشاد"بصورت دیگر اپنی جماعت کے کسی پوپ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیں اگر میرا مقرر کردہ مقام اور تاریخ منظور نہ ہو تو اپنی طرف سے کسی اور مقام اور تاریخ کا اعلان کر کے ہمیں مطلع کریں بندہ اپنی جماعت اور اپنے احباب کے ہمراہ پہنچ جائے گا۔''

اس اعلان کے بعد ایک ماہ اور چھ یوم تک منظوری یا عدم منظوری کی کوئی اطلاع نہ ملی۔آخر جب تاریخ بالکل قریب آ گئی تو خاموشی نیم رضا، کے اصول پر عمل کرتے ہوئے 5 فروری 1963ء کو مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مفصل خط مع مصدقہ نقول اسناد بذریعہ جوابی رجسٹری مرزا بشیر الدین محمود کو بھیجا۔

مرزا محمود کے نام خط کا اقتباس

اس خط کا آخری اقتباس قابل دید اور تاریخی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

''میں چاروں جماعتوں کی سندات نمائندگی کی مصدقہ نقول ارسال کر رہا ہوں تا کہ کوئی عذر مانع، نہ ہو اگر آپ اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا نبی اور مسیح موعود خیال کرتے ہیں اور ان پر ایمان لانا نجات کے لیے لازمی سمجھتے ہیں، تو آیئے میدان مباہلہ میں، اب چونکہ آپ کی مطلوبہ شرائط پوری ہونے کے بعد آپ کے پاس مباہلہ سے فرار کا کوئی اخلاقی اور شرعی جواز نہیں ہے،اور مجھے امید ہے کہ اگر کسی شرعی عذر کی بنا پر خود تشریف نہ لا سکے تو اپنی طرف سے کسی نمائندہ کو مقرر فرما کر ضرور، ضرور اعلان کر دیں گے، بندہ نے شدید انتظار کے بعد تاریخ اور وقت کا اعلان کر دیا ہے، عید الفطر 1382ھ کے روز نماز عید سے فارغ ہو کر دریائے چناب کے پار پہاڑی کے دامن میں بندہ اپنی جماعت کے ہمراہ پہنچ جائے گا، تا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور فیصلہ کا آخری طریقہ عمل میں لایا جائے ، یہ تاریخ آخری اور قطعی ہے ،نقول سندات اور عریضہ ہذا محض آپ کی اطلاع کے لیے بھیج رہا ہوں ،ایک ہفتہ تک اگر جواب موصول نہ ہوا تو میں یہ خط مع نقول اسناد شائع کر دوں گا۔تا کہ دنیا آپ کی صداقت اور حقانیت کو روز روشن کی طرح دیکھ

لے، اور دنیا پر ایک بار پھر منکشف ہوجائے کہ ہمیشہ مباہلہ سے فرار کس نے اختیار کیا ہے......؟

جواب کا منتظر احقر منظور احمد چنیوٹی عفی عنہ

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے

جب ایک ہفتہ کی مقرر کردہ میعاد گزر گئی اور قادیانی سربراہ بشیر الدین محمود کی طرف سے کوئی جواب موصول نہ ہوا تو مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اس "فیصلہ کن مباہلہ" کی بذریعہ اشتہارات اندرون ملک خوب تشہیر کی۔ اب قصر خلافت کی دیواروں میں دراڑیں پڑنی شروع ہوگئیں۔ ﴿يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا﴾ کی صدائے بازگشت فضا میں گونج رہی تھی۔ عید سعید کا دن قادیانیوں کو یومِ اجل معلوم ہو رہا تھا، اب مرزا کے ذلہ خواروں نے سوچا کہ اس مرگ ناگہانی اور عذاب ربانی سے کیسے چھٹکارا ہو۔۔۔؟ انہیں پورا پورا یقین تھا کہ اگر ہم نے مباہلہ کیا تو خدائے قہار و جبار کی گرفت سے ہم کبھی نہیں بچ سکیں گے اور اپنے پہلے پیشواؤں کی طرح زمین سے جلدی ہی نیست و نابود کر دیے جائیں گے، آخر بچاؤ کی کوئی صورت اس کے سوا اور کوئی نظر نہ آئی کہ اپنے باپ مرزا غلام احمد کی طرح سرکار دولت مدار کا دروازہ کھٹکھٹا کر امن و سلامتی کی بھیک مانگی جائے۔

D.C جھنگ سے فریاد اور مباہلہ سے فرار

حسن اتفاق کہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنا توبہ نامہ 24 فروری 1899ء کو ڈی سی گورداسپور کی عدالت میں پیش کیا تھا۔ اسی طرح تین دن کم پورے چونسٹھ سال بعد 21 فروری 1963ء کو ایک وفد مرزا عزیز احمد کی زیر قیادت ڈی سی جھنگ ملک احمد خان کے پاس بنگلہ کوٹ خدایار میں جا کر فریادی ہوا کہ ہم تو مباہلہ کرنا نہیں چاہتے مولوی منظور احمد خواہ مخواہ ربوہ پر چڑھائی کرنا چاہتا ہے، آپ اس کا بندوبست کریں اور اِس نازک موقع پر ہماری حفاظت کریں۔ ڈی سی صاحب جھنگ نے بوساطت کنور عبدالعزیز تحصیلدار چنیوٹ مولانا

چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو جھنگ طلب کیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ مع رفقاء 23 فروری 1963ء کو جھنگ D.C سے ملاقات کرنے گئے۔ ڈی سی صاحب نے مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مرزائی لوگ مباہلہ سے انکاری ہیں لہٰذا آپ حضرات بھی مباہلہ کرنے نہ جائیں کیونکہ نقص امن کا خطرہ ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

''جب تک قادیانی سربراہ پبلک میں اعلان نہ کر دیں اور تحریری طور پر اپنی شکست تسلیم نہ کر لیں میں اپنے اعلان کے مطابق ان شاء اللہ مقررہ جگہ پر مقررہ وقت میں پہنچوں گا، آپ حفظ امن کا انتظام کریں، وہاں کوئی دنگا فساد نہیں ہوگا، قادیانی حضرات جھوٹے پروپیگنڈے کے بڑے ماہر ہیں، ان کے جھوٹ اور فریب کی قلعی کھولنا چاہتا ہوں۔''

ڈی سی جھنگ اور مولانا چنیوٹی کا مکالمہ

ڈی سی: مولانا صاحب! آپ عید کے دن وہاں کیوں جاتے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: سات سال مرزا بشیر الدین محمود کے ساتھ مباہلہ کے بارے میں خط و کتابت کی روداد دہرانے کے بعد واضح کیا کہ میں وہاں احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے جاؤں گا، اور وہاں کوئی دنگا یا فساد نہیں ہوگا۔ فریقین اللہ کے حضور دعا کریں گے، اور اس کے بعد امن و امان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے۔

ڈی سی: قادیانی وہاں نہیں جانا چاہتے تو آپ بھی وہاں نہ جائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: قادیانی لکھ کر دیں کہ وہ میرے مقابلہ میں مباہلہ کے لیے نہیں آنا چاہتے، اگر وہ لکھ کر نہیں دیتے، تو میں حسب اعلان ان شاء اللہ ہر حال میں وہاں پہنچوں گا۔ یہ کفر و اسلام کا مقابلہ ہے، آپ بھی اس میں شریک ہوں۔

ڈی سی: میں دفعہ 144 لگا دوں گا، آپ کو حوالات میں بند کر دوں گا، آپ وہاں فساد کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: آپ کی مرضی...... جو آپ کریں......؟ لیکن! اگر میں زندہ اور آزاد

رہا،تو جائے مباہلہ پر مقرر دن میں مقررہ وقت پر ضرور پہنچوں گا۔ان شاء اللہ

قادیانیت کا مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے چیلنجِ مباہلہ قبول نہ کرنے پر دو شہادتیں

ڈی سی جھنگ نے دوسرے روز مقام مباہلہ پر دفعہ 144 نافذ کردی، ہم مذکورہ بالا بیانات کی تصدیق کے لیے دوعدد شہادتیں پیش کرنا ضروری خیال کرتے ہیں، امید ہے کہ قارئین حضرات کی تسلی وتشفی کے لیے دوشہادتیں کافی شافی ہوں گی۔

شہادت نمبر 1

24 فروری 1963ء کو روزنامہ غریب اخبار میں درج ذیل خبر شائع ہوئی:

''جھنگ صدر،23 فروری (نمائندہ خصوصی) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ملک احمد خان نے ربوہ، چنیوٹ اور دریائے چناب کے علاقہ میں دفعہ 144 نافذ کردی ہے جس کے ماتحت 4 افراد کے اجتماع اور اسلحہ وغیرہ لے کر چلنا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔دفعہ 144 اس لیے نافذ کی گئی ہے کہ چنیوٹ میں 29 دسمبر کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی ایک کانفرنس میں جامعہ عربیہ کے پرنسپل مولوی منظور احمد نے قادیانی جماعت کے سربراہ بشیر الدین محمود کو مباہلہ کی دعوت دی تھی۔دعوت مباہلہ میں دونوں فریق اپنے اہل وعیال کو لے کر تنہائی میں چلے جاتے ہیں اور خداوند تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ان میں سے جو کوئی جھوٹا ہو اسے اسی وقت سزا دی جائے۔مولوی منظور احمد نے اعلان کیا کہ مباہلہ عید کے روز دریائے چناب کے دونوں پلوں کے درمیان واقع جگہ پر ہوگا۔اس سلسلہ میں اشتہارات اور پمفلٹوں وغیرہ کے ذریعہ سے مباہلہ کی تشہیر کی گئی۔تین روز قبل مرزا عزیز احمد کی زیر قیادت ایک قادیانی وفد نے ڈی سی جھنگ سے ملاقات کی اور بتایا کہ وہ مباہلہ میں شریک نہیں ہوں گے، اس پر ڈی سی صاحب نے تحصیلدار چنیوٹ کنور عبدالعزیز کے توسط سے تحریک ختم نبوت کے علماء کو بلایا جن میں مولانا تاج محمود صاحب بھی شامل تھے اور انہیں بتلایا کہ قادیانی وفد نے ملاقات کی تھی جس میں یہ یقین دلایا گیا تھا کہ وہ مباہلہ نہیں کرنا چاہتے ،اس لیے فریق ثانی بھی کوئی کاروائی نہ کرے۔'' (غریب اخبار 24 فروری 1963ء)

شہادت نمبر2

پاکستان ٹائمز لاہور24فروری1963ءکی خبر

پاکستان ٹائمز لاہور24فروری1963ءکی اشاعت میں درج ذیل خبر شائع ہوئی:

Section 144in Chiniot and Rabwah

Lyallpur Feb-23:A battle of words which could have taken an ugly shape and resulted in violence, was averted due to timely action of Distt. Magistrate, Jhang according to a reliable report received here this evening.

Molvi Manzoor Ahmad, Principal, Jamia Arabia, Chiniot, had thrown challenge to Ahemdia community on December 28last during Khatam-i-Nubuwat conference held there that Ahmedia leaders should ix a date for declamation"Mubahlah" to determine as to which of the sects was on the right. He had declared that if no date was fixed he will march toward Rabwah after Eid prayers along with his followers and hold a meeting between two bridges on river Chenab.

Fearing violence on Ahmedia delegation led by Mirza Aziz Ahmed, saw the deputy Commissioner, Jhang three days ago, and informed him that they did not intend to accept the challenge of the opponents and sought protection of authorities.

The Deputy Commissioner, later, summoned Khatam-I-Nubuwat leaders and advised them to give up their plan but they did not agree and instead demanded that Rabwah Ulema should admit their defeat in public.

26 فروری کا تاریخی دن حق کی فتح عظیم

قارئین کرام!

آخر وہ عید کا یوم سعید بھی آن پہنچا، جس کا مسلمان ماہ تاباں کی طرح شدید انتظار کر رہے تھے، جس میں شیطانی اور رحمانی قوتوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے قرآن مجید کا آخری طریقہ عمل میں لایا جانے والا تھا، جس میں فریقین نے خدائے ذوالجلال کے حضور فیصلہ کی درخواست کرنی تھی اور فیصلہ رب کائنات نے فرمانا تھا، مولانا چنیوٹیؒ اپنے /اس تاریخی دن کی روداد ایک انٹرویو میں یوں بیان کرتے ہیں:

''بندہ احتیاطاً تین روز روپوش رہا کہ گرفتار نہ کرلیا جاؤں چنانچہ نماز عید کے وقت بندہ شہر کی مرکزی عیدگاہ میں نماز عید پڑھ کر فلک شگاف نعروں میں اپنے تین ساتھیوں مولانا محمد عبدالوارث، مولانا شمس الرحمن اور چودھری عبدالغنی کے ہمراہ دریائے چناب کی مقررہ جگہ پر، مقررہ وقت میں پہنچ گیا۔ پولیس بھی وہاں موجود تھی۔

اعلان کے مطابق ظہر کی نماز تک ہم نے مرزا بشیر الدین یا اس کے کسی نمائندہ کا انتظار کرنا تھا، ہم جب وہاں پہنچے تو پولیس والوں نے کہا کہ یہاں تو دفعہ 144 نافذ ہے آپ حضرات یہاں سے چلے جائیں، ورنہ ہم آپ کو گرفتار کرلیں گے، میں نے کہا کہ ظہر سے پہلے میں نہیں جاؤں گا، انہوں نے ایک بجے تک انتظار کیا، پھر کہا کہ اب تم ظہر کی نماز پڑھو اور گرفتاری دو، میں نے کہا میں حنفی ہوں لہذا ظہر ایک بجے نہیں پڑھوں گا، انہوں نے پھر دو بجے تک انتظار کیا، دو بجے ہم نے ظہر کی نماز ادا کی، اور نماز ظہر کے بعد مجھے جیپ میں بٹھا کر تھانہ کے لئے روانہ ہوئے، جب میرے مدرسہ جامعہ عربیہ چنیوٹ کے سامنے پہنچے تو پولیس والوں نے کہا ہمیں بھوک لگی ہے، میں نے کہا مدرسہ چلو میں وہاں کھانا کھلاتا ہوں، وہ مجھے مدرسہ لے آئے، اُن کو کھانا کھلایا گیا، کھانا کھا کر وہ جانے لگے، تب میں نے کہا: کہ اب مجھے گرفتار کر کے لے جاؤ، انہوں نے کہا اب رہنے دو، میں نے پھر اصرار کے ساتھ کہا کہ مجھے گرفتار کرو یا پھر میں واپس میدان مباہلہ میں

جاتا ہوں، چنانچہ وہ مجھے مدرسہ میں ہی چھوڑ کر چلے گئے۔

دراصل وہ مجھے اس لیے گرفتار نہیں کرنا چاہتے تھے کہ اخبارات میں آئے گا کہ:

''میدان مباہلہ سے منظور چنیوٹی کو گرفتار کیا گیا اور قادیانی نہ پہنچے اور یہ ہم مسلمانوں کی فتح کا اعلان ہوتا، اِس لئے وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔''

میں نے سوچا کہ ظہر کا وقت تو عصر تک ہوتا ہے لہٰذا مجھے مقام مباہلہ پر دوبارہ جانا چاہیے، اب میں ایک بڑا جلوس لے کر وہاں پہنچ گیا اور نماز عصر تک وہیں رہے لیکن مرزا محمود یا اس کا کوئی نمائندہ مقام مباہلہ پر نہ آیا، (حالانکہ دفعہ 144 کی خلاف ورزی کئے بغیر بھی وہ آسکتے تھے) ہمیں یقین تھا کہ وہ جھوٹے ہیں اور مباہلہ کے لیے نہیں آئیں گے لیکن ہم یہ بات عوام الناس پر واضح کرنا چاہتے تھے کہ میدان مباہلہ سے کون فرار اختیار کرتا ہے مسلمان یا قادیانی......؟

مسلمانوں کے لیے دہری خوشخبری

چنانچہ عید سعید کا دن مسلمانوں کے لیے دہری خوشخبری کا دن ثابت ہوا، اللہ تعالیٰ نے حق کا بول بالا کیا اور کفر کا منہ کالا کر دیا، خدائی فیصلہ نے ان کے جھوٹے ہونے پر مہر ثبت کردی، اگر انہیں اپنی صداقت کا یقین ہوتا تو وہ مقابلہ کے لیے میدان مباہلہ میں ضرور آتے۔ اس موقع پر مولانا ظفر علی خان مرحوم کا شعر ایک دفعہ پھر حقیقت بن کر سامنے آگیا:

وہ بھاگتے ہیں اس طرح مباہلہ کے نام سے
فرار کفر جس طرح ہو بیت الحرام سے''

(حیات سفیر ختم نبوت ص240،239 پہلا ایڈیشن)

فاتح ربوہ کا لقب

قادیانیوں کے خلاف اس عظیم فتح کی خوشی میں مولانا چنیوٹی سمیت تمام حاضرین نے نماز عصر مقام مباہلہ پر باجماعت ادا کی اللہ تعالیٰ کا اس عظیم فضل پر شکر ادا کیا گیا، دریائے چناب کے

پلوں سے واپسی پر یہ قافلہ ایک عظیم الشان جلوس کی شکل اختیار کر گیا مولانا چنیوٹی کی قیادت میں یہ جلوس نماز مغرب کے وقت شاہی مسجد چنیوٹ میں پہنچا۔نماز مغرب کے بعد فلک شگاف نعروں کی گونج میں مولانا چنیوٹی نے خطاب کر کے مسلمانوں کے دلوں کو گرمایا،قادیانیوں کو دعوت غور و فکر دی،ان کے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب و افتراء کو واضح کیا،آپ نے قادیانیت کو جھنجھوڑا کہ اگر مرزا بشیر الدین محمود اور ان کی جماعت جو عوام کی سادگی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں ان میں شائبہ بھر بھی صداقت ہوتی اور انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی مزعومہ نبوت کی لاج رکھنے کا پاس ہوتا تو مباہلہ سے کیوں گریز کرتے،جبکہ ان کے ہر جائز و ناجائز مطالبہ کو پورا کر دیا گیا۔سندات نمائندگی بھی پیش کر دی گئیں کیا اب بھی کوئی عذر باقی تھا......؟ خدارا......! کفر اور ارتداد کی عینک اتار کر دیکھیں اور سوچیں کہ حق اور باطل کے اس قدر ممتاز اور واضح ہونے کے بعد بھی مرزائیت سے چمٹے رہنے اور رحمت دوعالم ﷺ کے دامن رحمت سے دور رہنے کا کوئی جواز موجود ہے......؟؟ اگر نہیں ہے تو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کو کیا جواب دو گے......؟

اس موقع پر مولانا عبدالوارث صاحب نے نعرہ لگوایا:

فاتحِ ربوہ مولانا منظور احمد چنیوٹی......سامعین نے پُر جوش نعروں سے جواب دیا......

......زندہ باد......

......زندہ باد......

......زندہ باد......

مولانا محمد عبدالوارث کی زبان سے جاری ہونے والا" فاتح ربوہ" کا لقب مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا حصہ اور پہچان بن گیا۔

قاضی نذیر احمد کا ایک خط اور اس کا جواب

قارئین کرام......!

آپ نے قادیانی امت کے سربراہ کی مباہلہ سے گریز وفرار کی سات سالہ داستان ملاحظہ فرمالی، اس کے بعد مزید کسی بات کی گنجائش باقی نہ تھی۔لیکن اس ذلت، رسوائی اور شکست فاش کے بعد مرزائی امت کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اس شکست کا داغ کیسے دھویا جائے......؟اس کے لیےانہوں نے سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت ابوالعطاء جالندھری کو جواَب تک تحریر شرائط کی حد تک میدان میں تھا، اُسے پیچھے ہٹادیا اور قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے قادیانی مذہب کے رئیس المناظرین قاضی نذیر احمد لائلپوری کو نئے دجل وفریب کے ساتھ میدان میں جھونک دیا، قاضی نذیر نے فوراً ایک پمفلٹ بعنوان "مولوی منظور احمد چنیوٹی سے مطالبہ" لکھ مارا۔قاضی صاحب کا یہ مطالبہ راہ فرار کا انوکھا بہانہ تھا۔اس پمفلٹ میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ " آپ کم از کم چالیس مقتدر علماء اور جید فضلاء اہلسنت والجماعت جو ہر مکتب خیال پر مشتمل ہوں، مباہلہ میں شریک ہونے کے لیے آمادہ کرسکیں تو ہم مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔"

اب سوال یہ ہے کہ قاضی صاحب نے چالیس علماء کو شریک مباہلہ کرنے کا مشورہ ابوالعطاء جالندھری کو کیوں نہ دیا، کہ وہ فاتح ربوہ مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے سندات نمائندگی کی بجائے چالیس علماء کا مطالبہ کرتے اور اگر قاضی صاحب کو بھی شوق سوار ہوا تھا تو مقام اور وقت کے تعین سے پہلے ہی چالیس علماء کی شرط لگادیتے۔؟کیا مسنون مباہلہ میں چالیس علماء کی شرط موجود ہے ......؟اگر قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ سے قاضی صاحب کو کوئی سروکار نہیں تھا تو اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف ہی نگاہ التفات فرمالیتے، کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی نے مباہلہ کے لیے چالیس علماء کے عدد کی شرط کو ضروری ٹھہرایا ہے......؟

قاضی نذیر صاحب کا یہ مطالبہ مرزا قادیانی کے اصول کے مطابق بھی درست نہیں تھا، کیونکہ مرزا قادیانی لکھ رہا ہے:

میرے نزدیک مباہلہ تحریری بھی ہوسکتا ہے۔(مجموعہ اشتہارات جلد 3 اشتہار نمبر 279، 11 مئی 1906ء ص:395) جب چار جماعتوں کی تحریری سند آ گئی تو مرزا قادیانی کے مطابق وہ جماعتیں خود بخود مباہلہ میں شامل ہوگئیں، پھر الگ سے چالیس علماء کے نام مانگنا لغو تھا۔

مولانا گل محمد توحیدی اپنے رسالہ ''فاتح ربوہ'' میں قاضی صاحب کو اس لغو شرط پر آڑے ہاتھوں لے کر رقمطراز ہیں:

"قاضی صاحب ان چالیس علماء کے لیے ایک شرط اور لگاتے ہیں کہ وہ ہر مکتب خیال پر مشتمل ہوں مزید برآں وہ مقتدر، مشہور اور معروف بھی ہوں، قاضی صاحب اپنی ان شرائط کو اگر معقولیت کے ترازو پر تولتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ فاتح ربوہ صاحب (مولانا چنیوٹیؒ) مسلمانوں کے ایک مکتب خیال سے تعلق رکھتے ہیں تو ہر مکتب خیال کی ذمہ داری ان پر کیوں ڈالی جاتی ہے......؟ کیا قاضی صاحب اپنے لیے بھی اس شرط کو قبول فرمائیں گے کہ آپ بھی مرزائیوں کے ہر مکتب فکر کے تمام فرقوں قادیانی، لاہوری، انصار احمدیہ، حقیت پسند پارٹی، السابقون الاولون سے چالیس نمائندے پیش کریں......؟ تو یہ کہاں تک درست اور ممکن العمل ہوگا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

آزاد کشمیر میں اسد اللہ قریشی کا چیلنج مباہلہ اور اس کا فرار

فاتح ربوہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے تقریباً 1960ء کے لگ بھگ آزاد کشمیر کا تفصیلی دورہ کیا۔قادیانیت کے خلاف رات کو پانچ گھنٹے پر محیط تاریخی خطاب فرمایا۔ دوران خطاب مباہلہ کا ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔جس کی تفصیل حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی یاد داشتوں سے پیش خدمت ہے:

"جب میں نے اپنی دعوت مباہلہ اپنے مخصوص انداز میں دے کر چیلنج کیا کہ اگر کوئی قادیانی ولد الحلال ہے اور اسے حرامزادہ بننے کا شوق نہیں، تو اپنے حلالی ہونے کا ثبوت

دے اور اپنے خلیفہ سے اجازت لے کر میرے ساتھ مباہلہ کرے۔قادیانی بھی جلسہ میں موجود تھے، ان کے مربی اسداللہ قریشی مرتد نے کھڑے ہوکر کہا کہ مجھے مباہلہ کا چیلنج منظور ہے اور یہ میرُ ے پاس سند نمائندگی ہے۔ میں آپ سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ اس نے چند کاغذات فضا میں لہرائے۔

میں نے اسداللہ کے جوابی چیلنج کو اسی لمحہ قبول کیا اور اسے دعوت دی کہ اگر آپ کے پاس اپنے خلیفہ کی سند نمائندگی موجود ہے تو لائیے۔ میں ابھی اسی میدان میں تم سے مباہلہ کروں گا اور اب تمہیں بھاگنے نہیں دوں گا۔

جب وہ کاغذات اسٹیج پر آئے ،انہیں دیکھا گیا تو وہ اسداللہ قریشی کے مرتد ہونے کی روداد تھی، اس میں کسی قسم کی کوئی سند نمائندگی نہیں تھی۔ یہ اس نے مجمع میں کھڑے ہوکر جھوٹ بولا تھا۔جب لوگوں پر اس کا جھوٹ واضح ہوا تو وہ حیران رہ گئے۔میں نے اسے للکارا......! کہاں ہے تمہارے پاس سند نمائندگی......؟اس قدر جھوٹ......اور اتنی دلیری......؟

اسی ہلچل میں جماعت اہلحدیث کا ایک نوجوان اسٹیج پر آگیا اور اُس نے اعلان کیا کہ مولانا چنیوٹی تو ہمارے عظیم راہنما ہیں۔ یہ تو مباہلہ کریں گے آپ کے نام نہاد "خلیفہ" سے، میں اپنی جماعت اہلحدیث کا سیکرٹری ہوں اور آپ اپنی جماعت کے سیکرٹری ہیں۔آپ سے مباہلہ میں کروں گا............

"اب میدان میں آؤ......!!!!

جلسہ نعرہ تکبیر سے گونج اٹھا۔اسداللہ قریشی کو پانچ منٹ کا وقفہ دیا گیا:

اگر سچے ہو تو پانچ منٹ میں اسٹیج پر آجاؤ......پھر انہیں پانچ منٹ کا وقفہ دیا گیا......

سارے مجمع کی نظریں اسداللہ قریشی کی طرف لگی ہوئی تھیں......لیکن اسداللہ قریشی اور اس کے ساتھی اس طرح جلسہ سے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ......

پانچ منٹ گزر گئے......میں نے مزید پانچ منٹ کی مہلت دے دی......جلسہ گاہ نعرے

ہائے تکبیر اور ختم نبوت زندہ باد...... مرزائیت مردہ باد...... سے گونج رہی تھی اور قادیانیت اپنے مربی سمیت دم دبا کر بھاگ گئے۔ (پرانی یادداشتیں، قلمی نسخہ ص: 187، 188)

تیسرے قادیانی سربراہ مرزا ناصر احمد کو دعوت مباہلہ

مرزا بشیر الدین محمود 8 نومبر 1965ء کی صبح مختلف امراض کا شکار ہو کر اپنے انجام کو پہنچ گیا، اس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا مرزا ناصر احمد جماعت کا نیا سربراہ بنا، حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اتمام حجت کے لئے اُسے بھی دعوت مباہلہ دیتے ہوئے خط لکھا جس کا ایک پیراگراف ملاحظہ فرمایئے:

"اگر آپ بھی اپنے جد امجد غلام احمد قادیانی کو سچا مانتے ہیں اور مہدی موعود اور مسیح موعود تصور کرتے ہیں، تو آیئے ہم آج بھی اپنے موقف پر علیٰ حالہٖ قائم ہیں، ہم مؤکد بعذاب قسم اٹھاتے ہوئے علیٰ وجہ البصیرت مرزا غلام احمد قادیانی کو تمام دعاوی میں جھوٹا اور کذاب یقین کرتے ہیں اور اگر آپ مرزا صاحب کو تمام دعاوی میں سچا سمجھتے ہیں اور اس پر ایمان لانا نجات کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں تو میدان مباہلہ میں تشریف لایئے تاکہ خدا تعالیٰ فیصلہ فرما دیں اور اگر آپ کسی شرعی عذر کی وجہ سے خود تشریف نہیں لاسکتے تو اپنی طرف سے کسی کو اپنا نمائندہ مقرر فرما دیں، جگہ دریائے چناب کے درمیان (چکی) مقرر رہے، تاریخ، دن اور وقت کا اعلان فرما کر ہمیں مطلع فرما دیں، تو راقم الحروف مع احباب و رفقاء، جائے مباہلہ پر پہنچ جائے گا اور اگر آپ مباہلہ کے لیے تشریف نہ لائیں اور یقیناً نہیں لاسکیں گے تو صرف اتنا عرض کرنا کافی ہوگا:

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِیۡنَ﴾

مرزا ناصر کا دعوت مباہلہ قبول کرنے سے انکار

حسب توقع اور حسب روایت مرزا ناصر نے بھی مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت مباہلہ قبول کرنے سے انکار کر کے اپنے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

محمد افضل قادیانی پوسٹ مین سرگودھا کی دعوت مباہلہ

فاتح ربوہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو 1968ء میں محمد افضل مرزائی پوسٹ مین سرگودھا کی طرف سے دعوت مباہلہ دی گئی۔ حضرت چنیوٹیؒ نے 3 مارچ 1968ء کو اس کی دعوت مباہلہ قبول کی لیکن یہ شرط عائد کی کہ محمد افضل قادیانی کو اگر مرزا ناصر احمد موجودہ مرزائی سربراہ سند نمائندگی دے اور محمد افضل کی فتح کو اپنی فتح اور اس کی شکست کو اپنی شکست تسلیم کرے۔

محمد افضل قادیانی کو نہ سند نمائندگی ملی، نہ انہیں میدان مباہلہ میں آنا تھا اور نہ ہی وہ میدان میں آئے۔ (رسالہ فاتح ربوہ، ص:8)

چوتھے قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کو دعوت مباہلہ

مرزا ناصر کا انتقال 9 جون 1982ء کو ہوا اور مرزا طاہر اپنے حریفوں کو بزور بازو دبا کر خلیفہ بنا، تو اِتمام حجت کے لیے مولانا چنیوٹی نے اسے بھی دعوت مباہلہ دی۔

مرزا طاہر کے نام خط

جناب مرزا طاہر احمد صاحب سربراہ جماعت ربوہ، پاکستان

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

امابعد! آپ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے چوتھے جانشین مقرر ہوئے ہیں، آپ کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی جب اپنے تمام دعاوی میں جھوٹے ثابت ہوئے تو انہوں نے مناظروں میں شکست کھانے کے بعد مباہلہ کا حربہ استعمال کیا اور اس میں خائب وخاسر ہوئے ہیں۔ انہیں 24 فروری 1899ء کو جے ایم ڈوئی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کی عدالت میں مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر ایک طویل توبہ نامہ بھی تحریر کرنا پڑا، جس میں شق نمبر 5 یہ تھی کہ "میں آئندہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی یا ان کے کسی دوست یا پیرو کو مباہلہ کی دعوت نہیں دوں گا۔"

لیکن جب قادیانی جماعت نے توبہ نامہ کی اس ذلت ورسوائی پر پردہ ڈالنے کی خاطر پھر مباہلہ کا پروپیگنڈا شروع کیا تو راقم نے احقاق حق کی خاطر آپ کے والد مرزا بشیر الدین

محمود کو مباہلہ کی دعوت دی، تصفیہ شرائط اور دیگر امور طے کرنے کے لیے خط وکتابت اور اشتہارات ورسائل کا سلسلہ تقریباً سات سال چلتا رہا، آخر کار جملہ شرائط پوری ہوجانے کے بعد 26 فروری 1963 کی تاریخ مقرر ہوئی، اور دریائے چناب کے دو پلوں کے درمیان (چکی) مقام مباہلہ مقرر ہوا۔

راقم الحروف حسب اعلان 26 فروری 1963ء کو مقام مباہلہ مع اپنے رفقاء پہنچا۔ لیکن آپ کے والد مرزا بشیر الدین محمود اپنے والد یعنی آپ کے دادا کی صداقت ثابت کرنے کے لیے مقام مباہلہ پر نہ تو خود آئے اور نہ کسی کو بطور نمائندہ ہی بھیج سکے، اس طرح خدا کی یہ آخری حجت بھی ان پر پوری ہوگئی۔ اتمام حجت ہوجانے کے بعد معاملہ اُصولاً ختم ہوچکا تھا لیکن آپ کے والد کے مرنے کے بعد 1965ء میں راقم نے مزید اتمام حجت کے لیے آپ کے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد کو بھی دعوت مباہلہ دی لیکن وہ سرے سے اس کو قبول کرنے کی جرات نہ کر سکے تا آنکہ ان کا دم واپسیں آپہنچا اور وہ 9 جون 1982ء کو دار فناء سے دار بقاء چل دیے۔

اب آپ قادیانی جماعت کے سربراہ اور آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے چوتھے جانشین مقرر ہوئے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ عالم اسلام کی جانب سے دلائل کی حجت آپ لوگوں پر پوری ہوچکی ہے۔ دنیا بھر کے علماء اسلام اور اکثر و بیشتر مسلم حکومتیں مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے متبعین کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کر چکی ہیں، (پاکستان کی قومی اسمبلی بھی) بحث وتمحیص کے بعد 1974ء میں آئین پاکستان میں ترمیم کر کے آپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی ہیں۔

موجودہ مارشل لاء کی حکومت بھی اپنے آرڈیننس کے ذریعہ آپ کے غیر مسلم ہونے کی توثیق کر چکی ہے۔ مرکز اسلام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سمیت پوری سعودی مملکت میں آپ کا داخلہ بند ہے، آپ کے غیر مسلم ہونے کی وجہ سے آپ کے حج کرنے پر پابندی ہے، اسی کفر کی بنا پر آپ فریضہ حج جیسی عظیم سعادت سے محروم ہیں۔ فرمانروائے سعودی حکومت شاہ فہد (اللہ تعالیٰ اسے سلامت باکرامت رکھے) انہوں نے آپ کی حج کی درخواست جو آپ نے واشنگٹن (امریکہ) سے بھجوائی تھی ردی کی ٹوکری میں پھینک دی اور واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ جب تک اپنے باطل

مذہب سے توبہ نہیں کرتے، سعودی عرب کی سرزمین پر قدم نہیں رکھ سکتے۔حق کے اس طرح واضح ہوجانے کے بعد آپ کو چاہیے تھا کہ ہٹ دھرمی اور ضد چھوڑ کر دنیوی مفادات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی اور جماعت کی عاقبت کی فکر کرتے اور اس باطل مذہب کو خیر باد کہہ کر سچے دل سے تائب ہوکر جہنم کے ابدی عذاب سے نجات پاتے،لیکن اس کے باوجود اگر آپ اب بھی اپنے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا یقین کرتے ہیں، اس پر ایمان لانا نجات کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں اور اس کے منکرین کو جہنمی "ذریة البغایا" (کنجریوں کی اولاد) یقین کرتے ہیں تو چونکہ بندہ منظور احمد چنیوٹی اب بھی اپنے موقف پر علیٰ حالہ قائم ہے۔

میں خدا تعالیٰ کی مؤکد بعذاب قسم اٹھاتے ہوئے علیٰ وجہ البصیرت مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں جھوٹا اور حدیث نبوی کے مطابق کذاب ودجال اور مرتد یقین کرتا ہوں۔

آیئے......! میدان مباہلہ میں، تا کہ اللہ تعالیٰ سچے اور جھوٹے میں خود فیصلہ فرمادیں، مقام مباہلہ وہی دریائے چناب کی دو پلوں کے درمیان کی چکی (وادی عزیز) مقرر ہے تاریخ اور وقت کا تعین فرما کر مجھے اس خط کی وصولی کی تاریخ سے 2 ہفتہ کے اندر اندر اطلاع دیں راقم منظور احمد چنیوٹی مع اپنے رفقاء مقام مباہلہ پروقت مقررہ پران شاء اللہ تعالیٰ پہنچ جائے گا اور اگر آپ اب بھی مباہلہ کے لیے میدان میں نہ آسکیں اور غالب گمان یہی ہے کہ آپ اپنے پیشرؤں کی طرح نہیں آسکیں گے تو صرف اتنا عرض کرنا کافی ہوگا کہ اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اور وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾

فقط آپ کا سچا خیر خواہ

الملتجی الی اللہ منظور احمد چنیوٹی عفا اللہ عنہ

صدر مجاہدین احرار پاکستان ورئیس ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ ضلع جھنگ پاکستان

نوٹ: یہ خط مورخہ 23 فروری 1983ء بذریعہ رجسٹری مرزا طاہر احمد کو بھیج دیا گیا، لیکن اس نے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اٹھالی اور قادیانی امت فرار ہوگئی

صدر ضیاء الحق شہید رحمہ اللہ نے 1984ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا، مرزا طاہر رات کے اندھیرے میں لندن بھاگ گیا، اپنے آقاؤں کی پناہ میں جا کر سکھ کا سانس لیا، اپنے جھوٹے اور دجل وتلبیس پر مبنی مذہب کو اسلام کے نام پر پیش کرنے لگا، حضرت مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی زندگی تحفظ ختم نبوت کے نام کی ہوئی تھی، چنانچہ مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ جولائی/اگست 1985ء میں برطانیہ کے دورہ پر تشریف لے گئے، آپ نے وہاں بھی مرزا طاہر کو دعوت مباہلہ دی جو کہ روزنامہ جنگ لندن میں 31 جولائی 1985ء کو شائع ہوئی، اس پر مرزا طاہر کی جانب سے اس کے دو خاص چیلے ناصر آفتاب اور رشید چودھری راگ الاپنے لگے جس کا مسکت جواب موالانا امداد الحسن نعمانی نے دیا، مولانا نعمانی کے جواب سے بوکھلا کر قادیانیوں نے مولانا کے خلاف پمفلٹ لکھ مارا۔

ظفر اقبال بٹ نامی ایک قادیانی نے اشتہار شائع کر دیا اور مولانا سے شراب، زنا اور ہم جنس پرستی کے عیوب سے پاکدامنی کا حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا، مولانا نے بذریعہ اشتہار 2 اگست 1985ء بروز جمعہ، بعد نماز جمعہ جامع مسجد شاہ جہاں ووکنگ لندن میں آنے اور حلف اٹھانے کا وعدہ کیا اور ظفر اقبال بٹ کو بھی مرزا طاہر کو لے آنے کی دعوت دی، مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ حسب وعدہ مقررہ وقت پر جامع مسجد شاہ جہاں پہنچ گئے۔ مولانا نے مذکورہ عیوب سے اپنی پاک دامنی کا مؤکد بعذاب حلف اٹھایا، پھر 4 بجے تک مرزا طاہر کا انتظار کرتے رہے لیکن مرزا طاہر یا اس کا کوئی نمائندہ میدان میں نہ آیا، اس پر ووکنگ کے مسلمانوں نے مرزا طاہر کی شکست کا اشتہار شائع کر دیا۔

اشتہار کے جواب میں صدق المرسلین قادیانی نے مولانا چنیوٹی کو تاویلاتِ باطلہ پر مشتمل خط لکھا جس کا آپ نے مسکت جواب دیا اور مرزا طاہر اور اس کے نمائندہ کو بتاریخ 5 اگست 1985ء اسلامک اکیڈمی مانچسٹر آنے کی دعوت دی۔ مولانا وہاں شدید انتظار کرتے

رہے لیکن قادیانی میدان میں آنے کی جرأت نہ کرسکے۔

رشید چودھری اور حمید چودھری نے اس تاریخی شکست اور ذلت کے بعد مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھ کر عقیدت کے مارے قادیانیوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی تو مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے حرف بحرف جواب تحریر کر کے انہیں لاجواب کر دیا۔

تفصیلات کے لیے ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ کی جانب سے شائع کردہ پمفلٹ "برطانیہ میں مرزا طاہر احمد سے مراسلت مباہلہ" ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا طاہر کا ایک نیا حربہ، علماء اسلام کو 1988ء میں دعوت مباہلہ

قادیانیوں کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر نے جب دیکھا کہ مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کئی عشروں سے ہمیں نہ صرف دعوت مباہلہ دے رہے ہیں بلکہ ہمارے فرار اور مرزا قادیانی کے توبہ نامہ کی تشہیر بھی کر رہے ہیں اور یوں دنیا بھر میں ہماری رسوائی ہو رہی ہے، تو اس خفت کو مٹانے اور اپنے جھوٹ اور فریب کی پردہ پوشی کے لیے اس نے دعوت مباہلہ کا ایک نیا ڈھونگ رچایا اور دنیا بھر کے علماء ومشائخ کو دعوت مباہلہ دے ڈالی، لیکن مرزا قادیانی کی طرح اس نے بھی اپنے فرار کا چور دروازہ کھلا رکھا اور مباہلہ کے لئے انوکھی شرط قائم کی کہ مباہلہ کے لیے آمنے سامنے آنا ضروری نہیں بلکہ اپنے گھر میں بیٹھ کر بھی دعا کی جاسکتی ہے کہ جھوٹا، سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے۔[1] چنانچہ اس نے متعدد علماء ومشائخ کی طرح مولانا چنیوٹی کو بھی دعوت مباہلہ دی، مولانا چنیوٹی نے اس کی دعوت مباہلہ کا مدلل جواب لکھا اور 25 اگست 1988ء کو مرزا طاہر کی طرف رجسٹرڈ ڈاک بھیجا اور اسے جواب کے لیے 40 دن کی مہلت دی، کہ اگر چالیس دن کے اندر وہ میدان میں نہ آیا تو اس کی شکست اور جھوٹے ہونے کا اعلان کر دیا جائے گا۔

---

[1] حالانکہ مرزا قادیانی کہتا ہے: "کہ مباہلہ کے لیے ایک نہیں بلکہ دونوں طرف سے جماعتیں آنی چاہییں، تب مباہلہ ہوگا۔ (دیکھئے مجموعہ اشتہارات: اشتہار نمبر 59، 12 اپریل 1891ء، جلد اول ص:233)

آپ کے اس خط کے وہی مندرجات ہیں جو 23 فروری 1983ء کے خط کے ہیں اس خط کے مندرجات پر جو اضافہ کیا گیا وہ حسب ذیل ہے:

"دوفریق خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ کاذبین، صادقین کی زندگی میں جہنم رسید ہوں، آپ نہ خود سامنے آئے ہیں اور نہ بال بچوں کو اس میں شریک کیا اور مباہلہ کا نام دے کر اپنے نادان پیروؤں کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں کیا آپ درج ذیل امور کی وضاحت کرنے کی اخلاقی جرأت کریں گے:

1۔ میری دعوت مباہلہ جو میں نے آپ کو 1983ء میں بھیجی تھی آپ اُسے قبول کیوں نہیں کر رہے ہیں؟

2۔ آپ قرآن کریم کے میدانی مباہلے سے گریز کر کے اس کاغذی مباہلے پر کیوں آ گئے ہیں؟

3۔ آپ نے اس پمفلٹ میں اپنے دادا کے دعوائے ماموریت پر اکتفا کرنے کی بجائے جزئیات وعبارات کا سہارا کیوں لیا؟ مباہلہ صادق اور کاذب میں اصولی بات پر ہوتا ہے۔ جزئیات میں نہیں "فنجعل لعنة الله على الكاذبين" قرآن کریم کی نص صریح ہے۔

4۔ آپ کے مقابلہ میں جب تمام مسلمان ایک ہیں اور سب آپ کو جھوٹا اور کافر سمجھتے ہیں تو آپ نے انہیں علیحدہ علیحدہ پمفلٹ کیوں بھجوایا ہے؟ کیا بندہ منظور احمد چنیوٹی اس بات میں ایک نمائندہ کی حیثیت میں پہلے سے موجود نہیں تھا......؟

بایں ہمہ آپ کا یہ چیلنج مجھے منظور ہے، آپ بھی سمجھتے ہیں کہ "منظور" ہے جو آپ کا مقابلہ ربوہ میں بھی کرتا رہا ہے اور لندن میں بھی آپ کے تعاقب میں پہنچا۔

مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے دادا، باپ اور بھائی کی طرح میدان میں آمنے سامنے مباہلہ کے لیے کبھی نہیں آسکیں گے۔ اس پر اتنا عرض کروں گا ﴿فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین﴾ کہ اس آگ سے ڈریں جس کا ایندھن (آپ جیسے) لوگ اور پتھر ہوں گے اور وہ

کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

تنبیہ: میں آپ کے جواب کا تاریخ ارسال سے پورے چالیس دن تک انتظار کروں گا اگر آپ نے جگہ کا تعین کر کے میدان مباہلہ کی اطلاع نہ دی تو آپ کا فرار (اقرار شکست) سمجھا جائے گا اور اکتالیسویں دن میں ربوہ (چناب نگر) جا کر اس کا اعلان کروں گا۔

فقط

آپ کا سچا خیر خواہ

(مولانا) منظور احمد چنیوٹیؒ

رئیس ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ، پاکستان

سیکرٹری اطلاعات، جمعیت علماء اسلام پاکستان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے مرزا طاہر سے مطالبہ

قارئین کرام!

گزشتہ صفحات میں یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ مرزا طاہر نے قادیانی امت کی بے پناہ خفت اور ذلت پر پردہ ڈالنے اور عقیدت کے مارے ہوئے قادیانیوں کو مطمئن کرنے کے لیے 10 جون 1988ء کو دنیا بھر کے مسلمانوں بالخصوص علماء کرام کو دعوت مباہلہ پر مبنی پمفلٹ بھیجے، جن میں تحفظ ختم نبوت کے مشن سے وابستہ دو معتبر علماء کرام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں:

1۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

2۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ۔

مولانا لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تحریری طور پر جواب دیا اور یکے بعد دیگرے دو پمفلٹ تحریر کیے جو کہ ان کے مجموعہ رسائل "تحفہ قادیانیت" جلد پنجم جدید ایڈیشن میں شامل اور مطبوعہ ہیں۔اسی طرح مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہم کو بھی مرزا طاہر کی طرف سے مباہلہ کا خط بھیجا

گیا اور مولانا زاہد الراشدی صاحب نے اس کے جواب میں مرزا طاہر کو خط تحریر کیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید اور حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہم دونوں حضرات نے اپنے اپنے جوابات میں مرزا طاہر کو مولانا چنیوٹی کے مباہلہ کا چیلنج یاد دلایا، یہاں صرف حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کے جواب کا اقتباس پیش خدمت ہے:

''رفیق محترم جناب مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی مدظلہ العالی آپ کے ابا مرزا محمود کو اس کی زندگی میں ہر سال مباہلہ کی دعوت دیتے رہے، اس کی عبرت ناک موت کے بعد آپ کے بھائی مرزا ناصر کو ہر سال مباہلہ کا چیلنج دیتے رہے، اور اس کی ناگہانی موت کے بعد خود آپ کو بھی التزام کے ساتھ ہر سال مباہلہ کی کھلی دعوت دیتے رہے، انہوں نے متعدد بار ویمبلے ہال لندن میں بھی آپ کو دعوت دی، لیکن آپ کے باپ کو، آپ کے بھائی کو اور خود آپ کو آج تک اس چیلنج کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی، کیا اِس کا صاف صاف مطلب یہ نہیں کہ آپ کو اپنے اور اپنے باپ دادا کے جھوٹا ہونے کا حق الیقین ہے......؟ مرزا طاہر صاحب! علماء امت کو مباہلہ کا چیلنج دینے سے پہلے کیا آپ کا فرض نہیں تھا کہ آپ یہ تمام قرضے ادا کر دیتے جو آپ کے اور آپ کے باپ دادا کے ذمے واجب الادا ہیں۔۔۔؟''

(تحفہ قادیانیت جلد پنجم جدید ایڈیشن ص 68)

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جواب اور قادیانی امت کی دھمکیاں

مولانا چنیوٹی نے بھی مرزا طاہر احمد کی اس دعوت مباہلہ کو قبول کیا جس کی تفصیل گزر چکی ہے، اس پر قادیانیوں نے مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ کو بہت سے دھمکی آمیز خطوط لکھے کہ چونکہ آپ نے مرزا طاہر احمد کا چیلنج قبول کرلیا ہے، اس لیے اگلے سال 15 ستمبر 1989ء سے پہلے آپ اس کے نتیجہ میں عذاب کا شکار ہو جائیں گے۔

مرزا طاہر کی مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں 15 ستمبر 1989ء سے پہلے ہلاکت کی پیش گوئی

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے مرزا طاہر کو بھیجے گئے جوابی خط کی 40 روزہ مدت ختم ہوگئی، اس مدت کے اختتام پر مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس چناب نگر سے خطاب کرتے ہوئے قادیانیوں کے ارسال کردہ خطوط کا حوالہ دیا اور کہا کہ "اگر یہ بات ہے کہ اگلے سال 15 ستمبر 1989ء تک چنیوٹی مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک ہوجائے گا، خود مرزا طاہر احمد کہے تو پھر میں ذمہ داری کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ میری حفاظت کرے گا اور مرزا طاہر ذلت سے دوچار ہوگا۔"

مرزا طاہر نے 25 نومبر 1988ء کو لندن کے قادیانی ہیڈ کوارٹر میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

"یہ مجھے یقین ہے اور یہ آپ سب کو یقین ہے کہ اس میں کوئی احمدی بھی اس یقین سے باہر نہیں کہ یہ مولوی اب لازماً اپنی ذلت اور رسوائی کو پہنچنے والا ہے دنیا کی کوئی طاقت اب اس کو ذلت اور رسوائی سے بچا نہیں سکتی جو خدا تعالیٰ مباہلہ میں جھوٹ بولنے والے باغیوں کے لیے مقدر کر چکا ہے اور ﴿لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ کے اثر سے اور اس کی پکڑ سے اب دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں بچا سکتی۔"

اِسی طرح مرزا طاہر نے اپنی تقریر میں یہ بڑ بھی ہانک دی کہ "15 ستمبر 1989ء تک چنیوٹی زندہ نہ رہے گا اگر کسی طرح زندہ رہ گیا تو وہ دیکھے گا کہ قادیانیت پہلے سے بہت بڑھ گئی ہے۔"

اتفاقاً اس دوران مولانا بیمار ہوکر اتفاق ہسپتال لاہور میں داخل ہوئے تو قادیانی خوشی کے شادیانے بجانے لگے قادیانیوں نے انہیں خطوط لکھے اور بزعم خود خدا کے عذاب سے ڈرایا۔

مولانا چنیوٹی کا مرزا طاہر کی پیشگوئی کو قبول کرنا

اللہ تعالیٰ نے قادیانیوں کو ذلیل وخوار کیا، مولانا چنیوٹی صحت یاب ہوکر مرزا طاہر کو للکارنے 3 اگست 1989ء میں لندن پہنچ گئے، بعض دوستوں نے کہا کہ مرزا طاہر اپنی پیش گوئی پوری

کرنے کے لیے آپ کو قتل کرواسکتا ہے،اس لیے آپ نہ جائیں،لیکن آپ کو سو فی صد یقین تھا کہ قادیانیوں کی پیش گوئیاں میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں،آپ نے ویمبلے ہال لندن میں سلمان رشدی کے خلاف انٹرنیشنل اسلامک مشن کے زیراہتمام کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مرزا طاہر احمد کی 15 ستمبر والی دھمکی کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنے مباہلہ کے چیلنج کو بھی دہرایا۔

پیش گوئی غلط ثابت ہوئی

اب 15 ستمبر 1989ء حق و باطل کے درمیان فیصلے کا دن بن چکا تھا،جس کا شدت سے انتظار کیا جانے لگا،آخر کار 15 ستمبر 1989ء کا دن بھی آیا اور گزر گیا۔

سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے 16 ستمبر 1989ء کو فلیٹی ہوٹل لاہور میں پریس کانفرنس منعقد کی، صحافیوں کو مرزا طاہر احمد کی پیش گوئی والی کیسٹ سنائی اور بتایا کہ "15 ستمبر 1989ء گزر چکا ہے، میں زندہ موجود ہوں، مرزا طاہر جھوٹا ثابت ہو چکا ہے، اسے اور قادیانیوں کو اب اسلام قبول کر لینا چاہیے۔"

حق و باطل کے فیصلہ کا لوگوں نے کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا،مرزائی امت کی روسیاہی میں اضافہ ہوا،اور مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

حسن محمود عودہ کا قبول اسلام

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پروگرام کے مطابق یکم اکتوبر 1989ء کو ویمبلے ہال لندن میں منعقدہ پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن تشریف لے گئے،کانفرنس میں مولانا چنیوٹی کے خطاب سے پہلے حسن محمود عودہ سٹیج پر آ گئے اور جب مولانا چنیوٹی نے تقریر شروع کی تو حسن محمود عودہ نے مولانا عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اپنے قبول اسلام اور ترک قادیانیت کا اعلان کرتے ہوئے کہا

''میں اس مباہلہ کا پہلا نتیجہ ہوں جو آج مولانا چنیوٹی کے ساتھ کھڑا ہوں قادیانیت جھوٹا مذہب ہے جو بالآخر دنیا سے ختم ہو کر رہے گا۔''

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہم نے نومبر 1989ء کے ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ میں مرزا طاہر کے مباہلہ اور حسن محمود عودہ کے قبول اسلام کے حوالہ سے ایک تفصیلی مضمون تحریر فرمایا، جس کے چند اہم اقتباس پیش خدمت ہیں:

''خدا کی قدرت کہ 25 نومبر 1988ء کوٹل فورڈ لندن میں جب مرزا طاہر احمد اپنے خطاب کے دوران مولانا منظور احمد چنیوٹی کو موضوعِ گفتگو بنا کر مباہلہ کے نتیجے میں 15 ستمبر 1989ء سے قبل ان کی ہلاکت و رسوائی کا اعلان کر رہے تھے تو جناب حسن محمود عودہ پہلی صف میں بیٹھے مرزا طاہر احمد کی تقریر کی رپورٹنگ کر رہے تھے۔ اور مولانا چنیوٹی جب یکم اکتوبر 1989ء کو ویمبلے ہال لندن کی عالمی ختم نبوت کانفرنس میں اپنی زندہ و سلامت موجودگی اور مرزا طاہر احمد کے جھوٹا ثابت ہونے کا اعلان کر رہے تھے تو حسن محمود عودہ ان کے ساتھ اسٹیج پر کھڑے اپنے تائب ہونے کو مباہلہ کا نتیجہ قرار دے کر مرزا طاہر احمد کے جھوٹ پر مہر تصدیق ثبت کر رہے تھے۔''

حسن محمود احمد عودہ فلسطینی نوجوان ہیں جن کا خاندان فلسطین میں سب سے پہلے قادیانیت قبول کرنے والا خاندان ہے۔ فلسطین کے مشہور شہر ''حیفہ'' کے عودہ خاندان میں سب سے پہلے 1924ء میں حسن محمود عودہ کے نانا نے قادیانیت قبول کی، پھر ان کے دادا قادیانی ہوئے اور رفتہ رفتہ پورا خاندان قادیانیت کی آغوش میں چلا گیا اور اس خاندان نے قادیانیت کے لیے ایسی خدمات سرانجام دیں کہ آج حیفہ کا قادیانی مرکز پورے مشرقِ وسطی کے سب سے بڑے قادیانی مرکز کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

حسن عودہ کی ولادت 1955ء میں حیفہ میں ہوئی، والدین قادیانی تھے، اسی ماحول میں پرورش پائی اور تعلیم و تربیت کے مراحل طے کیے۔ والدین کا خیال تھا کہ حسن کو قادیانی مذہب کا بہترین مبلغ بنایا جائے، اس مقصد کے لیے خصوصی تعلیم و تربیت کی غرض سے حسن کو 1979ء میں قادیان بھیجا گیا جہاں اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر میں خصوصی مہمان کی حیثیت سے

قیام کیا، بیت الریاضہ میں چھ ماہ کے قیام کے دوران حسن عودہ کو اردو زبان اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کی سبقاً سبقاً تعلیم دی گئی، ایک استاذ اردو زبان کے لیے اور ایک استاذ مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھانے پر مامور رہا۔

قادیانیت کا (صرف) یک طرفہ چہرہ (حسن عودہ کے) سامنے تھا، اسی ماحول میں ذہن و فکر کی تشکیل ہوئی تھی، جب قادیان میں نام نہاد مسجد اقصیٰ، منارۃ المسیح، بہشتی مقبرہ، مسجد مبارک اور دیگر مقامات دیکھے بلکہ ایک خاص انداز سے دکھائے گئے تو قادیانی مذہب اور خاندانِ مرزا کے ساتھ عقیدت دوآتشہ ہوگئی۔ حسن عودہ کو سری نگر کشمیر میں وہ قبر بھی دکھائی گئی جس کے بارے میں قادیانیوں کا دعوٰی ہے کہ وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر ہے، لیکن بھارتی پارلیمنٹ اور ایک جرمن تحقیقاتی کمیٹی نے اس دعوٰی کو مسترد کر دیا ہے۔

الغرض جب چھ سات ماہ کا خصوصی کورس مکمل کرنے کے بعد حسن عودہ فلسطین واپس پہنچا تو اس کی جوانی قادیانی مذہب کی تبلیغ واشاعت اور قادیانیوں کو منظم و فعال بنانے کے جذبہ سے سرشار ہو چکی تھی۔ چنانچہ اسے خدام الاحمدیہ کا سربراہ بنا دیا گیا اور اس حیثیت سے اس نوجوان نے پورے جوش و جذبہ کے ساتھ فلسطین بھر میں سرگرمیوں کا جال پھیلا دیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ دوبارہ قادیان آیا جہاں اس کی شادی کی گئی اور نکاح مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر پڑھایا گیا۔ حسن عودہ کے جوش و جذبہ اور سرگرمیوں کی اطلاع قادیانی امت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کو ملی تو اسے فلسطین سے لندن طلب کر لیا گیا۔ 1985ء میں حسن عودہ لندن پہنچا، جہاں مرزا طاہر احمد نے ٹل فورڈ میں ''اسلام آباد'' کے نام سے اپنا مرکز قائم کر رکھا ہے۔ حسن عودہ کو اس مرکز میں شعبۂ عربی کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا اور عربوں میں قادیانیت کی تبلیغ واشاعت کی ذمہ داریاں اس کے سپرد کر دی گئیں......

حقائق کے پے در پے انکشاف نے حسن عودہ کے دل و دماغ میں ہلچل مچا دی، لیکن یہ طوفان سمندر کی پرسکون سطح کے پردے میں اندر ہی اندر انگڑائی لے رہا تھا اور اس وقت تک حسن عودہ

قادیانی مرکز کے عربی جریدہ "التقویٰ" کے رئیس التحریر کی حیثیت سے 9 شمارے شائع کر چکا تھا۔

جون 1989ء کی بات ہے کہ حسن عودہ کے دل کے جذبات واحساسات نے سطح سمندر کا سکون توڑ دیا اور دل کی باتیں دوستوں کے سامنے زبان پر آنے لگیں۔ بات مرزا طاہر احمد تک پہنچی تو خطرہ کی گھنٹی بجنے لگی اور خوف نے دامن پکڑ لیا کہ یہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھانے کی طرف کیوں چل پڑا ہے۔ حسن عودہ کی طلبی ہوئی اور ﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾ کی حقیقت کا یہ خوبصورت اظہار ایک بار پھر اہل ایمان کے ایمان کی تازگی کا عنوان بن گیا کہ یہ طلبی 9 جون 1989ء کو ہوئی جو مرزا طاہر احمد کی طرف سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو دی گئی دعوتِ مباہلہ کی ایک سالہ میعاد کا آخری دن تھا۔ حسن محمود عودہ نے مرزا طاہر احمد کے سامنے اپنے شکوک وشبہات کا اظہار کیا، جن کا کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا اور بالآخر حسن عودہ نے مرزا طاہر احمد کی دعوتِ مباہلہ کو اس کی طرف سے دی گئی ایک سالہ میعاد کے آخری دن اس کے سامنے یہ اعلان کر کے منطقی انجام تک پہنچا دیا کہ "میں مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا نہیں مانتا۔"

مرزا طاہر احمد کے لیے یہ اعلان ایٹم بم کے دھماکے سے کم نہیں تھا مگر یہ ربوہ نہیں تھا کہ کسی تہہ خانے کا دروازہ کھلتا اور پھر عودہ خاندان دنیا بھر میں تلاش کرتا پھرتا کہ اس خاندان کا حسن نامی نوجوان جو مرزا طاہر احمد کے پہلو میں بیٹھا کرتا تھا اسے کونسی زمین نگل گئی ہے اور کس آسمان نے اچک لیا ہے۔ یہ لندن تھا اور یہاں مرزا طاہر احمد کے بس میں صرف یہی تھا کہ حسن عودہ پر ٹل فورڈ کے قادیانی مرکز کی زمین تنگ کر دی جاتی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، اسے 9 جون کی شام سے پہلے مرکز سے نکال دیا گیا اور حکم ملا کہ فوراً برطانیہ چھوڑ دو ورنہ سپانسر شپ منسوخ کر دی جائے گی۔

حسن عودہ ایمانِ حقیقی کی لذت سے آشنا ہو چکا تھا اور اب اس کے لیے ان دھمکیوں کی کوئی حیثیت نہیں رہ گئی تھی، اس نے مرعوب ہونے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ اسے مسلمان دوستوں نے سنبھال لیا اور وہ ٹل فورڈ سے 17 جولائی کو سلاؤ کے علاقہ میں منتقل ہو گیا۔ حسن عودہ کا کہنا ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد اسے سب سے زیادہ اشتیاق مولانا منظور احمد چنیوٹی سے ملاقات کا تھا

کیونکہ وہ مولانا چنیوٹی کے بارے میں قادیانی قیادت اور مرزا طاہر احمد کے جذبات سے آگاہ تھا اور خود اس کی ادارت میں شائع ہونے والے عربی ماہنامہ التقویٰ میں مولانا چنیوٹی کو "اشدا عداء جماعتنا" (ہماری جماعت کا سخت ترین دشمن) کے خطاب سے نوازا جا چکا تھا۔ چنانچہ اسے اس کے لیے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا اور مولانا چنیوٹی سے، جو سلمان رشدی کے خلاف انٹرنیشنل اسلامک مشن کے زیر اہتمام 13 اگست 1989ء کو ویمبلے ہال لندن میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے لیے برطانیہ کے دورے پر گئے ہوئے تھے۔15 اگست 1989ء کو ساؤتھ ہال میں مولانا محمد طیب عباسی کی رہائش گاہ پر اسے ملاقات کا موقع مل گیا۔ اس ملاقات میں مولانا چنیوٹی نے حسن عودہ کو مرزا قادیانی اور قادیانیت کے بہت سے مخفی گوشوں سے آگاہ کیا اور کئی حقائق اس کے سامنے بے نقاب کیے......

حسن عودہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یکم اکتوبر 1989ء کو ویمبلے کانفرنس سینٹر لندن میں منعقد ہونے والی سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس سے بھی خطاب کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ قادیانیت کے خلاف ملتِ اسلامیہ اور علماء اسلام کی جدوجہد میں پورے جوش و جذبہ کے ساتھ شریک ہوں گے۔" (ماخوذ از ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ نومبر 1989ء)

مرزا طاہر کی بوکھلاہٹ

حسن محمود عودہ کے قبول اسلام پر مرزا طاہر خاص طور پر بوکھلاہٹ کا شکار ہوا اور حسن محمود عودہ کے خلاف انتقامی کارروائیاں شروع کر دیں۔

انہیں فوراً برطانیہ چھوڑنے کا کہا گیا ان کی سپانسر شپ ختم کر دی گئی لیکن انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے تعاون سے برطانیہ کے غیور مسلمانوں نے عودہ کو قانونی و مالی تعاون فراہم کیا اور وہ بدستور برطانیہ میں رہتے ہوئے التقویٰ کے نام سے عربی رسالہ نکالا اور قادیانیوں کے سینوں پر مونگ دلا۔

حسن محمود عودہ کے حوالہ سے مرزا طاہر کی بوکھلاہٹ کی ایک طویل داستان ہے، جسے جامعہ

عربیہ چنیوٹ کے سابق استاد مولانا محمد اعجاز صاحب نے "مرزا طاہر کی بوکھلاہٹ" نامی رسالہ میں تفصیل سے درج کیا ہے۔

1995ء میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر کی نئی بوکھلاہٹ

قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے اپنے سالانہ جلسہ منعقدہ ٹل فورڈ برطانیہ 31 جولائی 1995ء کو درج ذیل بیان دیا جو جنگ لندن میں شائع ہوا:

''مرزا طاہر نے مخالفین احمدیت کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ ان میں سے بیشتر خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آچکے ہیں انہوں نے اپنے 10 جون 1988ء کے مباہلہ کے چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کئی دشمنان میرے مباہلہ کا شکار ہو چکے ہیں سابق صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ان کے انجام سے کون واقف نہیں......؟ میں نے ضیاء الحق کو خبردار کرتے ہوئے کہا تھا خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہ کر سکے گا، خدا کی تقدیر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کردے گی، تمہارا نام ونشان مٹا دیا جائے گا، اور تمہیں دنیا ذلت ورسوائی سے یاد کرے گی، افسوس کہ اس نے اس وارننگ کا کوئی نوٹس نہ لیا اور اپنی ظالمانہ پالیسی نہ بدلی، اب جو حادثہ ہوا اس میں ضیاء الحق کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہوا میں بکھر گئے اور صرف مصنوعی دانتوں کا ایک ڈھانچہ دستیاب ہوا جو دفن کیا گیا اس طرح ایک شان کے ساتھ یہ پیش گوئی پوری ہوئی......الخ

(روزنامہ جنگ لندن 2 اگست 1995)

مرزا طاہر احمد نے اپنی سالانہ کانفرنس میں 65 ممالک کے 13 ہزار سے زائد نمائندوں کی موجودگی میں یہ بڑ ہانکی کہ

"منظور چنیوٹی مختلف حیلے بہانے بنا کر مباہلہ سے راہ فرار اختیار کر رہا ہے۔''

مرزا طاہر کا یہ جھوٹ قادیانی چینل MTA کے ذریعہ دنیا میں نشر ہوا۔

قادیانی سربراہ مرزا طاہر کو مباہلہ کے لیے لندن اور برمنگھم آنے کا چیلنج

حسن اتفاق کہ مولانا چنیوٹی ان دنوں لندن میں ہی تھے، آپ نے مرزا طاہر کو 5اگست1995ء بروز اتوار"ہائیڈ پارک لندن" آنے کی دعوت دیتے ہوئے درج ذیل بیان اخبارات کو جاری کیا اور براہ راست مرزا طاہر کو بھی خط بھیجا، جو کہ درج ذیل ہے:

" قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے سات سال پہلے 1988ء میں جنرل ضیاء الحق اور اس عاجز کے خلاف مباہلہ کے نام سے ایک پمفلٹ نکالا تھا، جس کا جواب میں نے اسی وقت دے دیا تھا، پھر"سات کے بدلے سات" کے نام سے میں نے ایک اور اشتہار شائع کیا، اس پر مرزا طاہر ایسا دم بخود ہوا جیسے سانپ سونگھ گیا ہو، آج 2اگست 1995ء کے جنگ لندن میں مرزا طاہر کی باسی کڑاہی میں پھر نیا ابال آیا ہے، میں سابقہ تفصیلات میں جائے بغیر مرزا طاہر کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں اور اس کے لیے 5اگست 1995ء بروز ہفتہ لندن کے ہائیڈ پارک میں دوپہر 12 بجے سے 2 بجے تک اور 6اگست1995ء بروز اتوار برمنگھم جامع مسجد بلگریو روڈ کے زیریں ہال میں چار بجے سے سات بجے شام تک اس کا انتظار کروں گا مرزا طاہر میرے سامنے آئے اور مندرجہ ذیل امور پر مؤکد بعذاب قسم اٹھائے:

1. سات سال پہلے مرزا طاہر نے مباہلہ کے نام سے جو پمفلٹ شائع کیا تھا وہ قرآنی تقاضوں کے مطابق واقعی مباہلہ کی دعوت تھی اور اسے جنرل ضیاء الحق مرحوم نے قبول کیا تھا؟ ثبوت مرزا طاہر کے ذمہ ہوگا۔

2. جنرل ضیاء الحق مرحوم کی شہادت اکیلے کی طبعی پیرایہ کی موت تھی اس میں انسانی ہاتھوں کا یا کسی انسانی سازش کا (فی الحال) کوئی دخل نہ تھا اگر یہ کسی سازش کا نتیجہ ہو تو مرزا طاہر پر اللہ کا عذاب اترے۔

3. اسلام آباد میں جنرل ضیاء الحق مرحوم کی قبر میں صرف اس کے مصنوعی دانت دفن ہوئے

اورکوئی حصہ بدن ان کے ساتھ وہاں دفن نہیں ہوا اگر یہ حقیقت نہ ہوتو مرزا طاہر پر خدا کا عذاب اترے اور خدا کی ایسی پکڑ آئے جو عام انسانی ہاتھوں سے بے نیاز ہو۔

4. مرزا طاہر نے جو جھوٹ مجھ پر باندھا کہ میں نے کہا تھا کہ ایک سال کے اندر اندر مرزائیت کا دنیا سے نشان مٹ جائے گا یہ الفاظ میں نے کہے ہوں تو اس پر مرزا طاہر مؤکد بعذاب قسم اٹھائے اور اس پر بھی قسم اٹھائے کہ مرزائیت اسلام کے نام سے دنیا میں کہیں نہیں مٹی۔

5. مرزا طاہر کے اس مبینہ مباہلہ کا وبال صرف اس عاجز منظور احمد چنیوٹی پر نہیں بلکہ پوری پاکستانی قوم پر آئے گا، مرزا طاہر نے اپنے بیان میں پوری پاکستانی قوم کو لپیٹا ہے سو اس کا یہ اعلان صرف میرے خلاف نہیں، بلکہ پورے پاکستان کے خلاف ہے۔

6. مرزا طاہر کا جب یہ دعویٰ ہے کہ خدا کی پکڑ پاکستانی قوم پر آنے والی ہے تو وہ یہ بھی بتائے کہ جو قادیانی پاکستان میں رہ رہے ہیں ان پر بھی یہ پکڑ آئے گی یا نہیں؟ اگر وہ بچ جائیں گے تو کیا وہ پاکستانی کہلانے کے مستحق ہیں؟

7. مرزا طاہر نے اپنے پمفلٹ کے ص 12 پر مندرجہ ذیل سطر "جماعت احمدیہ انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے" لکھ کر اس کے حقیقت ہونے کا انکار کیا ہے، اس پر وہ مؤکد بعذاب قسم اٹھائے۔

میں ان شاء اللہ العزیز 5 اگست 1995ء بروز ہفتہ ہائیڈ پارک لندن اور 6 اگست 1995ء بروز اتوار جامع مسجد برمنگھم کے زیریں ہال میں مرزا طاہر کا انتظار کروں گا، میرے ساتھ مرکز اسلام مکۃ المکرمہ سے فضیلۃ الشیخ عبدالحفیظ مکی، مناظر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود، پاکستان سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور دیگر علماء کرام اور مشائخ عظام نیز برادران اسلام بھی ہوں گے۔

اگر مرزا طاہر کو مذکورہ بالا تاریخ اور جگہ میں آنے کی جرات نہ ہو تو وہ ہمیں بتلائے کہ وہ کس مقام پر مذکورہ بالا امور پر مؤکد بعذاب قسم اٹھانے کے لیے تیار ہے میں وہاں حاضر ہونے کو تیار ہوں۔

قادیانی مبلغین اورعوام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے رہنما مرزا طاہر کو شرم دلائیں اورانہیں اس عاجز کے سامنے لائیں۔ان شاء اللہ دنیا دیکھ لے گی کہ مرزا طاہر کس طرح خدائی گرفت میں آتا ہے۔"

الراقم: منظور احمد چنیوٹی حال مقیم مانچسٹر 2 اگست 1995ء

C/o The Islamic Academy, 19-Chorlton Terrace

Off Upper Brok Street, Manchester, 13.9TD

Tel: 0161-2731145

یہ اعلان مباہلہ روزنامہ جنگ لندن میں 4 اگست 1995ءکوشائع ہوا اور BBC لندن نے بھی نشر کر کیا۔آپ اعلان کے مطابق 5 اگست کوعلماء کرام کی کثیر تعداد کے ہمراہ ہائیڈ پارک لندن پہنچ گئے اور 12 سے 2 بجے تک انتظار کیا۔لیکن مرزا طاہر نے نہ آنا تھا، نہ ہی وہ آیا۔اخبارات اور BBC لندن کے نمائندے بھی پہنچے ہوئے تھے،انہوں نے تصاویر کے ساتھ خبر شائع کر دی۔BBC نے اپنی نشریات میں اس خبر کو نمایاں طور پر نشر کیا۔اس طرح مرزا طاہر کا یہ جھوٹ بے نقاب ہو گیا اور وہ دنیا بھر میں ذلیل ورسوار علیحدہ ہوا۔

قادیانیت کے خلاف اس تاریخی فتح پر دنیا بھر سے علماء اسلام نے حضرت چنیوٹی کو مبارک باد دی۔امام کعبہ شیخ سبیل ان دنوں برطانیہ کے دورہ پر تھے اور لینڈ پارک ہوٹل لندن میں مقیم تھے،علماء اسلام کے ایک وفد نے شیخ سے ملاقات کی اور انہیں مرزا طاہر کی تاریخی شکست اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کی عظیم فتح سے آگاہ کیا شیخ سبیل مرحوم یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو مبارک باد دی اور دعاؤں سے نوازا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی محترم الیاس ستار کو مباہلہ میں کامیابی پر مبارکباد

محترم جناب الیاس ستار صاحب صوت الاسلام ٹرسٹ کراچی کے صدر ہیں، اور ان کا قادیانی مربی محمد عثمان کے ساتھ 3 جون 1999ء کو مباہلہ کے حوالہ سے تحریری معاہدہ ہوا، جس کی تائید اور توثیق قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر آنجہانی نے بھی کردی، قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے لائیو ٹی وی پر 30 جولائی 1999ء کو لندن میں 34ویں سالانہ جلسہ میں 18،000 سے زائد قادیانیوں کے سامنے اس مباہلہ کو قبول کرنے کا اعلان کیا۔اس مباہلہ کے معاہدے کے مطابق ایک سال کے اندر اندر جھوٹے پر اللہ کا عذاب آنا تھا۔

مرزا طاہر اپنے منہ سے مانگی ہوئی لعنت کا شکار ہوگیا، اور 20 دن بعد ہی خدائی گرفت میں آگیا، اور مرزا طاہر پر فالج کا شدید حملہ ہوا۔خدا تعالیٰ نے سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ صادر فرمادیا۔

آخرکار 19 اپریل 2003ء کو مرزا طاہر الیاس ستار صاحب کی زندگی ہی میں واصل جہنم ہوا۔

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ اس فتح پر بہت خوش ہوئے اور 11 مئی 2003ء کو الیاس ستار صاحب کو مبارکبادی خط لکھا، بلکہ جامعۃ الرشید کراچی میں ملاقات بھی کی۔مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے خط کا اقتباس پیش خدمت ہے:

> ”مرزا طاہر اور اس کی پوری جماعت اللہ کی طرف سے لعنت کی مورد و مستحق ہوئی، قادیانیوں میں اگر آخرت اور خدا تعالیٰ کا خوف ہوتا، ایمان اور سچ جاننے کی کوئی رمق باقی ہوتی، عقل و دانش ان کے قریب سے بھی گزری ہوتی تو انہیں خدا تعالیٰ کے اس واضح فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے مرزا طاہر اور اس کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے ہونے کا اعلان کرکے اُن سے براءت کرتے اور اپنی آخرت سنوار لیتے۔

ہم اب بھی انہیں کہتے ہیں کہ قادیانیت کے باطل ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نہیں، کئی فیصلے ہو چکے ہیں، اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں، اور قادیانی کذاب ودجال پر لعنت بھیج کر حضور رؤف الرحیم ﷺ کی ختم نبوت کے دامن سے وابستہ ہو جائیں اور اپنی عاقبت سنوار لیں۔

بندہ جناب محترم الیاس ستار صاحب صدر صوت الاسلام، نمائندہ اسلام کو اس فتح پر دل کی گہرائیوں سے ہدیہ تبریک اور مبارک پیش کرتا ہے۔ اللہ نے آپ کے ذریعہ سچے اور جھوٹے کے درمیان ایک دفعہ پھر تاریخ ساز فیصلہ فرما دیا ہے۔ جھوٹوں پر حجت تمام کر دی۔ فالحمدللہ علی ذلک"

قادیانیوں کے پانچویں سربراہ مرزا مسرور کو دعوت مباہلہ

مرزا طاہر احمد 19 اپریل 2003ء کو آنجہانی ہوا اور مرزا مسرور احمد اس کا جانشین مقرر ہوا۔ مولانا چنیوٹیؒ نے قادیانیوں کے پانچویں سربراہ مرزا مسرور (مفرور) کو بھی دعوت مباہلہ اور دعوت ایمان دی جس کا متن درج ذیل ہے:

"میں مرزا مسرور اور ان کی پوری جماعت کو مباہلہ کی دعوت دیتا ہوں اگر وہ مباہلہ کرنے کی جرات نہیں رکھتے (اور ہرگز جرات نہ کر سکیں گے) تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ مرزا قادیانی کا اس کے تمام دعاوی میں جھوٹا ہونے کا برملا اعلان کر کے (جس کا آپ دل میں یقین رکھتے ہیں مگر ظاہر داری، دنیاوی شان وشوکت اور خاندانی روایات کی پاسداری کی بنا پر ایسا نہیں کر رہے اور ہزاروں متبعین کی گمراہی کا وبال اپنی نازک جان پر لیے ہوئے ہیں) اس سے برأت کرتے ہوئے اپنی اور اپنے ساتھ ہزاروں متبعین کی عاقبت سنوار لیں، امید ہے کہ آپ اپنی اور اپنے تمام متعلقین کی ہدایت اور نجات کے لیے میری اس مخلصانہ دعوت پر غور کریں گے اور اسے قبول کرتے ہوئے امت مسلمہ کے اجتماعی دھارے میں شامل ہو کر اپنی اور اپنے متعلقین کی عاقبت

سنوارنے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اپنے پیش روؤں کی طرح ضد اور عناد سے کام لے کر عبرت کا نمونہ نہیں بنیں گے میں تو یہی کہتا ہوں کہ:

﴿اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾

قادیانیوں کا سچا خیر خواہ

منظور احمد چنیوٹی

جنرل سیکرٹری انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

برطانیہ میں مرزا مسرور کو دعوت مباہلہ

مذکورہ دعوت تو آپ نے پاکستان میں رہتے ہوئے دی تھی مثل "جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنانا چاہیے" کے مصداق آپ جب ماہ ستمبر 2003ء میں لندن گئے تو وہاں جا کر مرزا مسرور کو دعوت دی جس میں مرزا مسرور کو پندرہ دن کی مہلت دی کہ اس دوران مباہلہ کے لیے میدان میں آجاؤ ورنہ تمہاری شکست کا اعلان کر دیا جائے گا یہ اعلان روزنامہ جنگ لندن میں مورخہ 24 ستمبر 2003ء کو شائع ہوا۔ جبکہ پاکستان میں یہی اعلان روزنامہ امت کراچی مورخہ 17 ستمبر 2003ء اور روزنامہ اوصاف مورخہ 26 ستمبر 2003ء کو شائع ہوا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مرزا مسرور احمد نے نہ صرف بذریعہ انٹرنیٹ خود مولانا چنیوٹی کی دعوت مباہلہ قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ پوری جماعت کو بھی اس قسم کی کسی سرگرمی سے روک دیا۔ جب آپ نے لندن جا کر مرزا مسرور کو دعوت مباہلہ دی تو اس نے حسب توقع قبول کرنے سے انکار کر کے اپنے جھوٹا ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

رشید چودھری کا اخباری بیان

کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق مرزا مسرور کی جگہ اس کے تنخواہ دار ملازم رشید چودھری نے شاہ سے بڑھ کر شاہ کی وفاداری کرتے ہوئے بیان اخبارات کو جاری کیا اس کا خلاصہ یہ ہے:

"مولانا چنیوٹی ایک عرصہ سے ایسے چیلنج دے کر سستی شہرت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ مباہلہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں دعا کے ذریعے فیصلہ طلبی کا نام ہے تا کہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ فریقین میں سے کون جھوٹا اور کون سچا۔ اس کے لیے کسی خاص مقام پر اکٹھے ہونا ضروری نہیں۔ قرآن مجید کی سورۃ آل عمران کی آیت 62 میں مباہلہ کے لیے کسی مقام یا وقت کے تعین کا سرے سے ذکر ہی موجود نہیں"

(روزنامہ نیشن 30 ستمبر 2003)

رشید چودھری کو جواب

رشید چودھری کو یوں جواب دیا گیا:

''بنیادی سوال تو یہ ہے کہ مرزا مسرور خود کیوں نہیں بولتا، سوال گندم جواب چنا والی صورتحال ہے۔ چیلنج مرزا مسرور کو کیا جا رہا ہے لیکن جواب رشید چودھری دے رہا ہے اور جواب بھی ایسا جس میں مولانا چنیوٹی کے چیلنج کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا کوئی ذکر تک نہیں ملتا۔ رشید چودھری مباہلہ کی تعریف میں شک وشبہ پیدا کرنا چاہتا ہے اور بار بار کہتا ہے کہ مباہلہ کے لیے ایک جگہ اور وقت مقرر کرنا ضرروی نہیں۔ سوال تو یہ ہے کہ اگر مباہلہ کے لیے وقت اور جگہ مقرر کرنا ضروری ہی نہیں تو پھر اولاً سورۃ آل عمران آیت نمبر 61 میں ﴿تَعَالَوْا﴾ کا کیا مفہوم ہے؟ ﴿تَعَالَوْا﴾ کا مفہوم ہی یہ ہے کہ آؤ میدان میں۔ اگر مباہلہ کے لیے گھر بیٹھ کر دعا کرنا کافی ہوتا تو آیت مذکور میں ﴿تَعَالَوْا﴾ کا لفظ نہ ہوتا۔

ثانیاً مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ مباہلہ فریقین کے ایک جگہ جمع ہو کر دعا کرنے کا نام ہے (انجام آتھم، روحانی خزائن، جلد 11 ص 40) مرزا قادیانی کے اس اعتراف کے بعد مباہلہ کے معنی میں تحریف سے قادیانی عمارت زمیں بوس ہو جاتی ہے۔

30 ستمبر 2003ء کی مقررہ تاریخ جب گزر گئی اور مرزا مسرور مباہلہ کے لیے میدان میں نہ آیا تو یکم اکتوبر 2003ء کو مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت سینٹر سینٹ جارجز روڈ فاریسٹ گیٹ

لندن میں ایک فتح مباہلہ کانفرنس منعقد کی جس میں علماء کرام کے علاوہ بے شمار کارکنان ختم نبوت انگلینڈ نے شرکت کی، اس موقع پر آپ نے مباہلہ کی حقیقت اور مرزا بشیر الدین محمود سے مرزا مسرور تک قادیانی سربراہوں کو دی گئی دعوت مباہلہ کے بارے میں تفصیلی تقریر کی کہ مباہلہ کے معنی ہیں دو فریق ایک جگہ اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ سے سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ طلب کریں اخبارات کے ذریعے دی گئی آپ کی دعوت مباہلہ کا مرزا مسرور نے مقررہ تاریخ تک کوئی جواب نہ دیا ہے اور میدان مباہلہ میں وہ خود یا اس کا کوئی نمائندہ نہیں آیا، اس لیے آج قادیانیوں کی شکست کا اعلان کیا جاتا ہے تمام قادیانیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے سربراہ کی واضح شکست کو حق و باطل کے درمیان فیصلہ یقین کرتے ہوئے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار لیں۔" (حیات سفیر ختم نبوت جدید ایڈیشن ص189)

مولانا عبدالرحمن یعقوب باوا کا جوابی بیان

قادیانی ترجمان رشید چودھری کے اخباری بیان کے جواب میں عالمی مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا مقیم لندن نے اردو اخبارات کو درج ذیل "جوابی بیان" بھجوایا:

"سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی کی دعوت مباہلہ کے جواب میں قادیانی جماعت کے ترجمان رشید چودھری کا بیان اور مراسلہ لندن کے اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ مذکورہ بیان اور مراسلہ کو مولانا چنیوٹی کے چیلنج مباہلہ کا جواب ہرگز نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ مولانا چنیوٹی نے 15 ستمبر 2003ء کو لندن پہنچ کر قادیانیوں کے نئے سربراہ مرزا مسرور کو مباہلہ کے لیے بلایا تھا اور 30 ستمبر 2003ء کو اس کی آخری تاریخ مقرر کی اور اعلان کیا کہ اگر مقررہ تاریخ کو مباہلہ کے لیے نہ آئے تو پھر یکم اکتوبر 2003ء کو مرزا مسرور کی مباہلہ سے شکست کا اعلان کر دیا جائے گا۔ چنانچہ 30 ستمبر 2003ء کی تاریخ گزر گئی اور مرزا مسرور کی طرف سے مباہلہ کی دعوت قبول کرنے یا نہ کرنے کا کوئی جواب نہ آیا، پھر لندن میں ایک تقریب فتح مباہلہ کے نام سے

منعقد کی گئی جس میں مولانا منظور احمد چنیوٹی نے مباہلہ کے موضوع پر تفصیلی بیان کیا اور مرزا مسرور کے مباہلہ سے شکست کا اعلان کیا۔

30 ستمبر 2003ء اور 2 اکتوبر 2003ء کے اخبارات میں رشید چودھری نے بجائے یہ کہ مباہلہ قبول کرنے یا نہ کرنے کا بیان دینے کے، ایک ایسی بے معنی اور لا حاصل تحریر لکھی اور مولانا چنیوٹی کی جانب ایسی باتیں منسوب کیں جو انہوں نے نہیں کہیں، بلکہ بعض اخبارات نے خود غلطی سے لکھ دیں جس کے بارے میں مولانا چنیوٹی نے سینکڑوں مرتبہ پمفلٹ اور اخباری بیان کی شکل میں وضاحت کر دی۔

حیرت تو یہ ہے کہ ایک سیدھا سادھا مسئلہ تھا کہ مولانا چنیوٹی نے مرزا مسرور کو مباہلہ کی دعوت دی اور مطالبہ کیا کہ تاریخ، وقت اور مقام آپ خود مقرر کر لیں اور مباہلہ بھی قرآن، مسنون طریقہ اور اُس طریق پر ہو، جیسے مرزا غلام احمد قادیانی نے امرتسر کے میدان میں مولانا عبدالحق غزنوی کے ساتھ آمنے سامنے مباہلہ کیا تھا پھر کیا بات تھی کہ اس سیدھے سادھے مسئلہ کو پیچیدہ بنا دیا گیا اور یہ مشہور کر دیا گیا کہ مباہلہ کے لیے ایک جگہ اکٹھا ہونا ضروری نہیں۔

مرزا مسرور اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو خدا کا سچا نبی اور مسیح موعود اور مہدی سمجھتے ہیں اور یہ یقین کرتے ہیں کہ قادیانیوں کا اسلام ہی حقیقی اسلام ہے اور یہ کہ مرزا مسرور جیسے کہ وہ کہتے ہیں وہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو ذلیل نہیں کرتا تو پھر اسے مولانا چنیوٹی کی دعوت مباہلہ قبول کرنے سے کون سی چیز مانع ہے؟ کس چیز کا خوف اور ڈر ہے؟ یہ سمجھ نہیں آتا۔

کہا جا سکتا ہے کہ مرزا طاہر نے 1988ء میں علمائے کرام کو مباہلہ کے لیے بلایا تھا یہ تو ایک ڈھونگ تھا، جو قادیانی جماعت میں پھیلتی ہوئی مایوسی کو دور کرنے کے لیے رچایا گیا۔ علمائے کرام نے مرزا طاہر کے چیلنج مباہلہ کو قبول کرتے ہوئے مطالبہ کیا تھا کہ میدان مباہلہ میں آؤ لیکن مرزا طاہر بھی مباہلہ سے فرار ہو گئے تھے۔

مرزا مسرور کو چاہیے تھا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی کی دعوت مباہلہ کو قبول کر کے میدان میں اترتے ،لیکن انہوں نے فرار ہونے میں ہی عافیت سمجھی جہاں تک قادیانیوں کی تعداد کے بارے میں یہ کہنا: ''کہ ہر سال لاکھوں لوگ اس میں شامل ہو رہے ہیں۔''

اس سلسلہ میں اتنا کہنا ہی کافی ہوگا کہ مرزا طاہر کے زمانہ میں ہزاروں سے لاکھوں اور لاکھوں سے کروڑوں اور مرزا طاہر کے آخری دور میں تقریباً 17 سے 20 کروڑ قادیانی بنانے کا دعویٰ کیا گیا تھا اب رشید چودھری کے مطابق یہ تعداد کم ہو کر کروڑوں سے دوبارہ لاکھوں میں پہنچ گئی ہے۔اسی سے قادیانی تعداد کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے اگر رشید چودھری قادیانیوں کی دنیا میں صحیح تعداد کا ثبوت کسی غیر جانبدار انٹرنیشنل ایجنسی کے ذریعے فراہم کر دیں تو قادیانی تعداد کی حقیقت کا پول بھی دنیا پر واضح ہو جائے گا۔''

(روزنامہ نیشن لندن مورخہ 14 اکتوبر 2004 بروز ہفتہ)

قارئین کرام! قرآن مجید کا واضح اعلان ہے:

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾

ترجمہ: کہہ دو کہ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا بے شک باطل بھاگنے والا ہے۔

حق غالب ہونے کے لیے ہے مٹنے کے لیے نہیں لیکن باطل خواہ وقتی طور پر کتنی ہی شان و شوکت کا مالک کیوں نہ ہو ہر دور میں مٹتا رہا ہے اور اب بھی مٹ کر رہے گا۔باطل حق کے سامنے اور مرزائیت اسلام کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی ،کبھی نہیں ٹھہر سکتی۔ان شاء اللہ۔

اختتامیہ

مولانا محمد الیاس چنیوٹی بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر

قارئین گرامی قدر!

گذشتہ صفحات میں آپ نے جھوٹے مدعی نبوت کے مقابل ہر زمانے میں داعیانِ اسلام کے جذبہ مومنانہ، ہمت قلندرانہ اور نصرتِ غیبانہ کے جابجا مناظر دیکھے...... محسوس کیے...... اور ایمان کو جلاء بخشی...... یہ سب اکابر علماء ومشائخ امت اور اساطین ملت اپنے اپنے دور میں فرض کفایہ ادا کرتے رہے، بالخصوص آخرالذکر جرنیلِ ختم نبوت، سفیر ختم نبوت، فدائے ختم نبوت استاذ محترم مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے جنہیں اس زمانے میں ختم نبوت کا زندہ معجزہ کہنا بے جا نہ ہوگا، تمام عمر قادیانیت کے ایک حقیقی مخلص خیر خواہ بن کر اور امت مسلمہ کے ایمان پر پہرہ داری کرتے ہوئے جان ہتھیلی پر رکھ ملک وبیرون ملک پوری جرأت کے ساتھ فتنہ قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے، اور سچی بات ہے اس فتنہ کے تابوت میں آخری کیل ''جو عید الفطر'' کے دن مباہلہ کی صورت میں ٹھونکی...... اُستاذ محترم پوری امت مسلمہ کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ٹھہرے۔

نوَّر اللہ مرقدہ و برَّد اللہ مضجعہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آج 20 سال کا عرصہ ہونے کو ہے، لیکن آپ نے جس لب ولہجے میں قادیانیت کو مناظرہ، مباحثہ اور بالخصوص مباہلہ کے میدان میں شکست فاش دی، اُس میدان میں بحمداللہ آپ کے لائق بخت فرزند اور جانشین ہمارے استاذ محترم اور مخدوم مکرم مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہم (MPA چنیوٹ) پوری جرأت اور بے باکی کے ساتھ نہ صرف اپنا فریضہ پورا فرمارہے ہیں، بلکہ وہ اپنے گرامی قدر والد محترم کی روایات کو زندہ کر کے نہ صرف اپنے خاندان سمیت مسلمانوں کے بچے بچے کے دل میں یہ شعور پیدا کرنے میں کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ اُسی جذبہ اور ولولہ سے تحفظ ختم نبوت کا سفر جاری ہے، نہ انداز بدلا ہے نہ رستہ بدلا ہے وہی

للکار باقی ہے، چنیوٹی گفتار کا تسلسل قائم ہے، ہر فورم پر اپنے والد کی طرح قادیانیت کا تعاقب اوڑھنا بچھونا ہے، موجودہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کو ہر سال دعوت مباہلہ اور دعوتِ ایمان بڑی دردمندی اور جذبہ اخلاص سے سرشار ہو کر دینے کا سلسلہ جاری ہے، حق تعالی قدم قدم پر کامیابی، نصرت اور قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین

آخر میں حضرت مدظلہم کا مرزا مسرور کو دعوتِ مباہلہ و ایمان پر مبنی خط پیشِ خدمت ہے، حق تعالیٰ اِس خط کو راہ ہدایت سے بھٹکے ہوؤں کیلیے سامانِ ہدایت اور باعث نجات بنادے۔

﴿وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ﴾

مولانا محمد الیاس چنیوٹی کا مرزا مسرور کو دعوتِ مباہلہ و ایمان کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مسٹر مرزا مسرور احمد امام پنجم جماعت قادیانیہ مرزائیہ

السلام علی من اتبع الھدی

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کی جماعت کوئی مذہبی تحریک نہیں بلکہ کفریہ طاقتوں کا آلہ کار، ان کے نظریات کی ترجمان اور ان کی حمایت یافتہ ایک گمراہ کن تنظیم ہے۔ آپ کے پردادا، مرزا غلام احمد قادیانی، نے خود کو انگریز حکومت کا خود کاشتہ پودا قرار دیا تھا۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 198، طبع جدید، مرزا غلام قادیانی)

آپ کی جماعت کے اسرائیلی رہنما، شریف عودہ، نے الجزائری ٹی وی پر اعتراف کیا کہ قادیانی جماعت جس ملک میں ہوتی ہے، وہاں کی حکومت کی وفادار ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر اسرائیل اور فلسطین کے درمیان جنگ ہو جائے تو وہ اسرائیل کا ساتھ دیں گے۔

تاریخ گواہ ہے کہ قادیانیت ہمیشہ سے اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ کھڑی رہی ہے اور مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر خاموشی اختیار کرنے یا ظالم کے ساتھ ہمدردی جتانے میں پیش پیش رہی ہے۔ اِس کی ایک واضح مثال 1903ء میں افغانستان میں پیش آنے والا واقعہ

ہے، جب مرزا غلام احمد قادیانی کے دو پیروکار، صاحبزادہ عبداللطیف خان اور نعمت اللہ خان، مرتد قرار دیے گئے اور انہیں ارتداد کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ اِس پر آپ کی جماعت نے شدید واویلا کیا، لیکن اس وقت کے والیٔ افغانستان، امیر حبیب اللہ خان نے کسی دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے شریعت کے فیصلے کو مقدم رکھا۔ یہ واقعہ قادیانی جماعت کے لیے ہمیشہ ایک رنجیدہ یادگار بنا رہا، یہاں تک کہ ایک صدی بعد 2002ء اور 2003ء میں جب افغانستان میں غیر ملکی افواج کی مداخلت اور قبضے کے نتیجے میں ایک نئی صورت حال پیدا ہوئی، اور افغانستان پر جنگ مسلط کی گئی تو قادیانی جماعت نے اسے اپنا ''خدائی انتقام'' قرار دے کر خوشی منائی، جو اس اَمر کی کھلی دلیل ہے کہ قادیانی ہمیشہ ان قوتوں کے حامی رہے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف جارحیت کرتی ہیں۔

یہ کوئی پہلا موقع نہیں تھا کہ قادیانیوں نے استعماری طاقتوں کے لیے اپنی نرم گوشہ داری ظاہر کی ہو۔ تاریخ میں بے شمار مواقع پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب بھی مسلمانوں پر آزمائش آئی، قادیانیوں نے یا تو خاموشی اختیار کی یا ظالم کے بیانیے کو تقویت پہنچائی۔ یہی طرزِ عمل 2002ء کے بعد بھی دیکھا گیا، جب اُنہوں نے افغانستان پر جارحیت کو اپنے لیے ایک خوشی کا موقع گردانا اور اپنی نام نہاد پیشگوئیوں کو اس سے جوڑنے کی کوشش کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت ہمیشہ یہی رہی ہے کہ وہ حق کو غالب اور باطل کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ چنانچہ جلد ہی حالات نے پلٹا کھایا، اور جب فتحِ کابل کی صورت میں مسلمانوں کو کامیابی ملی، تو قادیانیوں کی یہ خوشی دم توڑ گئی۔

یہ تاریخی حقیقت ہمیں یہ باور کراتی ہے کہ قادیانی جماعت ہمیشہ مسلمانوں کے دشمنوں کی ہم نوائی کرتی رہی ہے اور اسلام کے خلاف کام کرنے والی طاقتوں سے اپنی وفاداری نبھاتی رہی ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے دشمنوں کو کبھی دیرپا خوشی اور کامیابی نہیں دیتا، اور وہ حق کو ہمیشہ سربلند رکھتا ہے۔

آپ کے گروہ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز بعض افراد، جو بظاہر تقدس کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں، اپنی ہی جماعت کی خواتین کی عزتوں سے کھیل رہے ہیں۔ سوشل میڈیا اور متاثرہ خواتین کی

گواہیوں نے ان مکروہ واقعات کو طشت از بام کر دیا ہے۔ حال ہی میں جیو نیوز کی رپورٹ میں بھی یہ انکشاف کیا گیا کہ چناب نگر میں موجود آپ کے قصرِ خلافت اور اس کے گردونواح میں بعض بااثر افراد(مبشر، نیر احمد وغیرہ) انسانی سمگلنگ جیسے گھناؤنے جرائم میں ملوث ہیں۔ یہ لوگ بیرونِ ملک رہائشی پرمٹ کے نام پر سادہ لوح افراد سے اربوں روپے بٹورتے ہیں اور بعض اوقات انہیں قتل کر کے سمندر بُرد کر دیا جاتا ہے۔ ایف آئی اے کی رپورٹیں اس جرم کی مزید تصدیق کر سکتی ہیں۔

سوشل میڈیا پر آپ کی جماعت کے اندرونی حالات آشکارا ہو رہے ہیں اور سچائی کی چنگاریاں بھڑکنے لگی ہیں۔ آپ کے اپنے قریبی رشتہ دار بھی آپ کو چھوڑ کر اسلام کی سچائی کو اپنا رہے ہیں، مگر آپ اب بھی عوام کو گمراہ کرنے کے لیے اپنی جماعت کو ''حقیقی اسلام'' (Real Islam) کا نام دیے ہوئے ہیں۔ آپ کے مربیوں کو سختی سے ہدایت دی جاتی ہے کہ کسی عالمِ دین سے گفتگو نہ کریں، اور جو شخص جماعت کی حقیقت جان کر حق بات کہنے کی جرأت کرتا ہے، اسے یا تو پاگل قرار دے دیا جاتا ہے یا انجمن خدام الاحمدیہ کے غنڈوں کے ذریعے خاموش کروا دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام کے قریبی رشتہ دار اور سابق قادیانی مربی، نذیر احمد، پر آپ کے نائبین نے اپنی ہی بیٹی کے اغوا کا جھوٹا مقدمہ دائر کروا دیا اور اسے ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا۔ یقیناً یہ سب مظالم کبھی کبھار آپ کے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوں گے۔ آپ خود بھی میری مدعیت میں درج توہینِ قرآن کے مقدمے کے مفرور ہیں اور 1998ء سے لندن میں پناہ گزین ہیں۔

مباہلہ کی تاریخی دعوت

یہ حقیقت بھی ناقابلِ تردید ہے، کہ جماعت قادیانیہ مناظروں، مباحثوں اور مباہلوں میں ہمیشہ شکست سے دوچار رہی ہے،

پاکستان کی پارلیمنٹ، عدالتیں، علماء اور فقہاء مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے جھوٹے دعووں کی بنیاد پر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ اسی لیے آپ سعودی عرب کی مقدس سرزمین پر قادیانی شناخت کے ساتھ قدم نہیں رکھ سکتے۔ آپ کے اسلاف جب قادیان (اپنے نام نہاد دارالامان) سے ہجرت کر کے "چک ڈھگیاں"، چنیوٹ میں آباد ہوئے تو مسلمانوں سے مناظروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تب میرے والد، سفیرِ ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے دادا، مرزا بشیر الدین محمود، کو چیلنج دیا کہ اب مناظرے کی ضرورت نہیں، بلکہ ہم مباہلہ کریں گے! اس حوالے سے 6 جنوری 1956ء کو باقاعدہ رجسٹری خط بھیجا گیا۔

سات سال تک جرح و قدح کے بعد 26 فروری 1963ء کا دن مباہلہ کے لیے مقرر ہوا اور مباہلہ کا مقام دریائے چناب کے کنارے "چکی مقام" طے ہوا، لیکن مقررہ تاریخ سے 4 دن پہلے 21 فروری 1963ء کو قادیانی وفد ڈپٹی کمشنر جھنگ کے پاس پہنچا کہ ہم مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ساتھ مباہلہ نہیں کرنا چاہتے، انہیں روکیں، دفعہ 144 بھی لگوا دی...... لیکن مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ اِن سب رکاوٹوں کو توڑ کر 26 فروری 1963ء کو وقت مقررہ پر میدان مباہلہ دریائے چناب کے دونوں پلوں کے درمیان مقام چکی پر پہنچے، صبح سے عصر تک آپ کے دادا اور اس کے نمائندوں کو للکارتے رہے کہ اگر سچے ہو تو آؤ! میدان مباہلہ میں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں تباہ و برباد کر دے۔ مگر کسی کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس طرح مولانا چنیوٹیؒ کو فتح حاصل ہوئی اور وہ فاتحِ ربوہ کہلائے۔

میرا موجودہ چیلنج

مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد، گزشتہ 20 سالوں سے میں مسلسل آپ کو مباہلے کی دعوت دے رہا ہوں۔

میں بحیثیت مسلمان، کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ:

"میں علی وجہ البصیرت امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی مانتا ہوں۔ آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت یا مسیحیت کا دعویٰ کرے گا، وہ کافر، مرتد، دائرہ اسلام سے خارج، دجال اور کذاب ہوگا۔ اگر آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مسیح موعود مانتے ہیں، اور اپنے پیشرو خلیفوں کو منجانب اللہ تسلیم کرتے ہیں، تو آئیں! وقت، تاریخ اور مقام کا تعین کریں، میں اپنے رفقاء کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

میں تجویز دیتا ہوں کہ مباہلہ اسی مقام پر ہو جہاں میرے والد محترم نے مباہلہ کیا تھا۔ دونوں فریق وہاں جمع ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ:

"اے اللہ! ہمارے درمیان حق اور باطل کا فیصلہ کر دے۔ جھوٹے کو سچے کے مقابلے میں ذلیل و رسوا کر دے۔"

حقیقت یہ ہے کہ آپ میں اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت نہیں۔

لہٰذا، میں آپ کو مخلصانہ نصیحت کرتا ہوں:

"بغض و عناد کو ترک کریں، خالص نیت کے ساتھ سچے دین کی طرف رجوع کریں، قادیانی عقائد کو خیر باد کہہ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کریں۔ اس میں آپ کی اور آپ کے پیروکاروں کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ بصورتِ دیگر، آپ اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکیں گے۔"

والسلام

آپ کا سچا خیر خواہ

محمد الیاس چنیوٹی

مدیر، جامعہ عربیہ و ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد، چنیوٹ

امیر: انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

02 فروری 2025ء

MEMBER PROVINCIAL ASSEMBLY
PUNJAB
PP-94 Chiniot-I
Maulana
Mohammad Ilyas Chinioti
Ameer International Khatm-e Nabuwat Movement-Pakistan
Sec.General Mutta-Hidda Ulema Council-Pakistan
Director Idara Markazia Dawat-o Irshad Chiniot
محمد الیاس چنیوٹی
حوالہ نمبر ________ تاریخ ________

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مسٹر مرزا مسرور احمد امام پنجم جماعت قادیانیہ مرزائیہ

السلام علی من اتبع الھدی

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کی جماعت کوئی مذہبی تحریک نہیں بلکہ کفریہ طاقتوں کا آلہ کار، ان کے نظریات کی ترجمان اور ان کی حمایت یافتہ ایک گمراہ کن تنظیم ہے۔ آپ کے پردادا، مرزا غلام احمد قادیانی، نے خود کو انگریز حکومت کا خود کاشتہ پودا قرار دیا تھا۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2، صفحہ 198، طبع جدید، مرزا غلام قادیانی)

آپ کی جماعت کے اسرائیلی رہنما، شریف عودہ، نے الجزائری ٹی وی پر اعتراف کیا کہ قادیانی جماعت جس ملک میں ہوتی ہے، وہاں کی حکومت کی وفادار ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اگر اسرائیل اور فلسطین کے درمیان جنگ ہو جائے تو وہ اسرائیل کا ساتھ دیں گے۔

تاریخ گواہ ہے کہ قادیانیت ہمیشہ سے اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ کھڑی رہی ہے اور مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر خاموشی اختیار کرنے یا ظالم کے ساتھ ہمدردی جتانے میں پیش پیش رہی ہے۔ اس کی ایک واضح مثال 1903ء میں افغانستان میں پیش آنے والا واقعہ ہے، جب مرزا غلام احمد قادیانی کے دو پیروکار، صاحبزادہ عبداللطیف خان اور نعمت اللہ خان، مرتد قرار دیے گئے اور انہیں ارتداد کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ اس پر آپ کی جماعت نے شدید واویلا کیا، لیکن اس وقت کے والیٔ افغانستان، امیر حبیب اللہ خان نے کسی دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے شریعت کے فیصلے کو مقدم رکھا۔ یہ واقعہ قادیانی جماعت کے لیے ہمیشہ ایک رنجیدہ یادگار بنا رہا، یہاں تک کہ ایک صدی بعد 2002ء اور 2003ء میں جب افغانستان میں غیر ملکی افواج کی مداخلت اور قبضے کے نتیجے میں ایک نئی صورت حال پیدا ہوئی، اور افغانستان پر جنگ مسلط کی گئی تو قادیانی جماعت نے اسے اپنا ''خدائی انتقام'' قرار دے کر خوشی منائی، جو اس اَمر کی کھلی دلیل ہے کہ قادیانی ہمیشہ ان قوتوں کے حامی رہے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف جارحیت کرتی ہیں۔

یہ کوئی پہلا موقع نہیں تھا کہ قادیانیوں نے استعماری طاقتوں کے لیے اپنی نرم گوشہ داری ظاہر کی ہو۔ تاریخ

Faisalabad Road, Chiniot,Pakistan فیصل آباد روڈ چنیوٹ۔ پاکستان
http://facebook.com/maulanailyaschinioti 0092 333 7333340
mpa.chinioti@gmail.com, iknmpakistan@gmail.com Cell: 0092 333 7702820,0092 313 7792820

MEMBER PROVINCIAL ASSEMBLY
PUNJAB
PP-94 Chiniot-I
Maulana
Mohammad Ilyas Chinioti
محمد الیاس چنیوٹی
حوالہ نمبر ______ تاریخ ______

میں بے شمار مواقع پر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جب بھی مسلمانوں پر آزمائش آئی، قادیانیوں نے یا تو خاموشی اختیار کی یا ظالم کے بیانیے کو تقویت پہنچائی۔ یہی طرزِ عمل 2002ء کے بعد بھی دیکھا گیا، جب اُنہوں نے افغانستان پر جارحیت کو اپنے لیے ایک خوشی کا موقع گردانا اور اپنی نام نہاد پیشگوئیوں کو اس سے جوڑنے کی کوشش کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت ہمیشہ یہی رہی ہے کہ وہ حق کو غالب اور باطل کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ چنانچہ جلد ہی حالات نے پلٹا کھایا، اور جب فتحِ کابل کی صورت میں مسلمانوں کو کامیابی ملی، تو قادیانیوں کی یہ خوشی دم توڑ گئی۔

یہ تاریخی حقیقت ہمیں یہ باور کراتی ہے کہ قادیانی جماعت ہمیشہ مسلمانوں کے دشمنوں کی ہم نوائی کرتی رہی ہے اور اسلام کے خلاف کام کرنے والی طاقتوں سے اپنی وفاداری نبھاتی رہی ہے۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے دشمنوں کو کبھی دیرپا خوشی اور کامیابی نہیں دیتا، اور وہ حق کو ہمیشہ سربلند رکھتا ہے۔

- آپ کے گروہ کے اعلیٰ عہدوں پر فائز بعض افراد، جو بظاہر تقدس کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں، اپنی ہی جماعت کی خواتین کی عزتوں سے کھیل رہے ہیں۔ سوشل میڈیا اور متاثرہ خواتین کی گواہیوں نے ان مکروہ واقعات کو طشت از بام کر دیا ہے۔ حال ہی میں جیو نیوز کی رپورٹ میں بھی یہ انکشاف کیا گیا کہ چناب نگر میں موجود آپ کے قصرِ خلافت اور اس کے گرد و نواح میں بعض بااثر افراد (مبشر، نیئر احمد وغیرہ) انسانی سمگلنگ جیسے گھناؤنے جرائم میں ملوث ہیں۔ یہ لوگ بیرونِ ملک رہائشی پرمٹ کے نام پر سادہ لوح افراد سے اربوں روپے بٹورتے ہیں اور بعض اوقات انہیں قتل کر کے سمندر بُرد کر دیا جاتا ہے۔ ایف آئی اے کی رپورٹیں اس جرم کی مزید تصدیق کر سکتی ہیں۔

سوشل میڈیا پر آپ کی جماعت کے اندرونی حالات آشکارا ہو رہے ہیں اور سچائی کی چنگاریاں بھڑکنے لگی ہیں۔ آپ کے اپنے قریبی رشتہ دار بھی آپ کو چھوڑ کر اسلام کی سچائی کو اپنا رہے ہیں، مگر آپ اب بھی عوام کو گمراہ کرنے کے لیے اپنی جماعت کو "حقیقی اسلام" (IslamReal) کا نام دیے ہوئے ہیں۔ آپ کے مربیوں کو سختی سے ہدایت دی جاتی ہے کہ کسی عالمِ دین سے گفتگو نہ کریں، اور جو شخص جماعت کی حقیقت جان کر حق بات کہنے کی جرأت کرتا ہے، اسے یا تو پاگل قرار دے دیا جاتا ہے یا انجمن خدام الاحمدیہ کے غنڈوں کے ذریعے خاموش کروا دیا جاتا ہے۔

Faisalabad Road, Chiniot,Pakistan
http://facebook.com/maulanailyaschinioti 0092 333 7333340
mpa.chinioti@gmail.com, ilmmpakistan@gmail.com Cell: 0092 333 7782828,0092 313 7782828

MEMBER PROVINCIAL ASSEMBLY
PUNJAB
PP-94 Chiniot-I
Maulana
Mohammad Ilyas Chinioti
Ameer International Khatm-e Nabuwat Movement-Pakistan
Sec.General Mutahida Ulama Council-Pakistan
Director Idara Markazia Dawat-o Irshad Chiniot
محمد الیاس چنیوٹی
حوالہ نمبر ______
تاریخ ______

ڈاکٹر عبدالسلام کے قریبی رشتہ دار اور سابق قادیانی مربی، نذیر احمد، پر آپ کے نائبین نے اپنی ہی بیٹی کے اغوا کا جھوٹا مقدمہ دائر کروا دیا اور اسے ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا۔ یقیناً یہ سب مظالم کبھی کبھار آپ کے ضمیر کو جھنجھوڑتے ہوں گے۔ آپ خود بھی میری مدعیت میں درج توہینِ قرآن کے مقدمے کے مفرور ہیں اور 1998ء سے لندن میں پناہ گزین ہیں۔

مباہلہ کی تاریخی دعوت: یہ حقیقت بھی ناقابلِ تردید ہے، کہ جماعت قادیانیہ مناظروں، مباحثوں اور مباہلوں میں ہمیشہ شکست سے دوچار رہی ہے،

پاکستان کی پارلیمنٹ، عدالتیں، علماء اور فقہاء مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کے جھوٹے دعوؤں کی بنیاد پر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ اسی لیے آپ سعودی عرب کی مقدس سرزمین پر قادیانی شناخت کے ساتھ قدم نہیں رکھ سکتے۔ آپ کے اسلاف جب قادیان (اپنے نام نہاد دارالامان) سے ہجرت کر کے ''چکڑ ڈھگیاں''، چنیوٹ میں آباد ہوئے تو مسلمانوں سے مناظروں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ تب میرے والد، سفیرِ ختمِ نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے دادا، مرزا بشیر الدین محمود، کو چیلنج دیا کہ اب مناظرے کی ضرورت نہیں، بلکہ ہم مباہلہ کریں گے! اس حوالے سے 6 جنوری 1956ء کو باقاعدہ رجسٹری خط بھیجا گیا۔

سات سال تک جرح وقدح کے بعد 26 فروری 1963ء کا دن مباہلہ کے لیے مقرر ہوا اور مباہلہ کا مقام دریائے چناب کے کنارے ''چکی مقام'' طے ہوا۔ لیکن مقررہ تاریخ سے 4 دن پہلے 21 فروری 1963ء کو قادیانی وفد ڈپٹی کمشنر جھنگ کے پاس پہنچا کہ ہم مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ساتھ مباہلہ نہیں کرنا چاہتے، انہیں روکیں، دفعہ 144 بھی لگوا دی ...... لیکن مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ اِن سب رکاوٹوں کو توڑ کر 26 فروری 1963ء کو وقت مقررہ پر میدان مباہلہ دریائے چناب کے دونوں پلوں کے درمیان مقام چکی پر پہنچے، صبح سے عصر تک آپ کے دادا اور اس کے نمائندوں کو للکارتے رہے کہ اگر سچے ہو تو آؤ! میدان مباہلہ میں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں تباہ وبرباد کر دے۔ مگر کسی کو میدان میں آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس طرح مولانا چنیوٹیؒ کو فتح حاصل ہوئی اور وہ فاتحِ ربوہ کہلائے۔

میرا موجودہ چیلنج: مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد، گزشتہ 20 سالوں سے میں مسلسل آپ کو مباہلے کی دعوت دے رہا ہوں۔

MEMBER PROVINCIAL ASSEMBLY
PUNJAB
PP-94 Chiniot-I
Maulana
Mohammad Ilyas Chinioti
Ameer International Khatm-e Nubuwwat Movement-Pakistan
Sec.General Mutta-Hida Ulema Council-Pakistan
Director Idara Markazia Dawat-o Irshad Chiniot
محمد الیاس چنیوٹی

حوالہ نمبر ______ تاریخ ______

میں بحیثیت مسلمان، کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ:

''میں علی وجہ البصیرت امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی مانتا ہوں۔ آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت یا مسیحیت کا دعویٰ کرے گا، وہ کافر، مرتد، دائرہ اسلام سے خارج، دجال اور کذاب ہوگا۔ اگر آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مسیح موعود مانتے ہیں، اور اپنے پیشرو خلیفوں کو منجانب اللہ تسلیم کرتے ہیں، تو آئیں! وقت، تاریخ اور مقام کا تعین کریں، میں اپنے رفقاء کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا۔''

میں تجویز دیتا ہوں کہ مباہلہ اسی مقام پر ہو جہاں میرے والد محترم نے مباہلہ کیا تھا۔ دونوں فریق وہاں جمع ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ:

''اے اللہ! ہمارے درمیان حق اور باطل کا فیصلہ کر دے۔ جھوٹے کو سچے کے مقابلے میں ذلیل و رسوا کر دے۔''

حقیقت یہ ہے کہ آپ میں اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت نہیں۔

لہٰذا، میں آپ کو مخلصانہ نصیحت کرتا ہوں:

''بغض و عناد کو ترک کریں، خالص نیت کے ساتھ سچے دین کی طرف رجوع کریں، قادیانی عقائد کو خیر باد کہہ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرلیں۔ اس میں آپ کی اور آپ کے پیروکاروں کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ بصورت دیگر، آپ اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکیں گے۔''

والسلام

آپ کا سچا خیر خواہ

محمد الیاس چنیوٹی

مدیر: جامعہ عربیہ و ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد، چنیوٹ

امیر: انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان

02 فروری 2025ء

Faisalabad Road, Chiniot,Pakistan
http://facebook.com/maulanailyaschinioti 0092 333 7333340
mpa.chinioti@gmail.com, [illegible]@gmail.com Call: [illegible]

تشکر ودعاء

اَلحمدُللہ الذی بنعمتہ تَتِمُّ الصَّالحاتِ

ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد کے شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد کے جمیع رفقاء کار اِس سعی کے منصۂ شہود پر لانے میں بھرپور معاون رہے، بالخصوص جانشین سفیر ختم نبوت مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہم نے بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس مسودہ پر نظر نوازی فرمائی اور اول تا آخر نظر ثانی فرمائی اور عمدہ اصلاحات فرمائیں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی کہ میں اپنے مکرم استاذ زادہ مولانا محمد ضیاء الحق چنیوٹی سلمہ کی عنایات کو فراموش کروں، جنہوں نے اس کام کی تحریض وتشویق میں ذرہ برابر کمی نہ آنے دی۔ اللہ تعالیٰ اِن سب حضرات کو بیش از بیش جزائے خیر عطا فرمائیں۔

حق تعالیٰ شانہ اِس محنت کو قبول فرما کر اسے اپنے بندوں کے نفع کا ذریعہ بنائیں اور قارئین کرام کے ساتھ ساتھ بندہ کو بھی اخلاص ورضا اور حسنِ خاتمہ کی سعادت نصیب فرمائیں، اور اسے میرے اساتذہ، مشائخ اور والد گرامی کے لیے رفعِ درجات کا ذریعہ اور صدقہ جاریہ بنائیں۔

آمین

صلّی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین

محبوب احمد عافاہ مولاہ

MEMBER PROVINCIAL ASSEMBLY
PUNJAB
PP-94 Chiniot-I

Maulana
Mohammad Ilyas Chinioti
Ameer International Khatm-e Nubuwat Movement-Pakistan
Sec.General Muta-Hidda Ulema Council-Pakistan
Director Idara Markazia Dowat-o irshad Chiniot

امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ (پاکستان)
جنرل سیکرٹری متحدہ علماء کونسل (پاکستان)
ناظم اعلیٰ ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ

ابن سفیر ختم نبوت
(مولانا) محمد الیاس چنیوٹی

حوالہ نمبر ____________

تاریخ 2-2-2025

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب مسٹر مرزا مسرور احمد امام جماعت قادیانیہ مرزائیہ

السلام علی من اتبع الھدیٰ (طٰہٰ 47)

آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کی جماعت کوئی مذہبی تحریک نہیں بلکہ کفریہ طاقتوں کا آلہ کار، ان کے نظریات کی ترجمان اور ان کی حمایت یافتہ ایک گمراہ کن تنظیم ہے۔ آپ کے پردادا مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو انگریز حکومت کا خود کاشتہ پودا قرار دیا تھا۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 198 طبع جدید، مرزا غلام قادیانی)۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ آپ کے اسلاف جب قادیان (اپنے نام نہاد دار الامان) سے ہجرت کر کے "چک ڈھگیاں" چنیوٹ میں آباد ہوئے تو مسلمانوں سے مناظروں کا سلسلہ شروع کر دیا، تب میرے والد، سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے آپ کے دادا مرزا بشیر الدین محمود کو چیلنج دیا کہ اب مناظرے کی ضرورت نہیں، بلکہ ہم مباہلہ کریں گے اس حوالے سے 6 جنوری 1956ء کو باقاعدہ رجسٹری خط بھیجا گیا۔

سات سال تک جرح وقدح کے بعد 26 فروری 1963ء کا دن مباہلہ کے لیے مقرر ہوا اور مباہلہ کا مقام دریائے چناب کے کنارے "چپکی مقام" طے ہوا، لیکن مقررہ تاریخ سے 4 دن پہلے 21 فروری 1963ء کو قادیانی وفد ڈپٹی کمشنر جھنگ کے پاس پہنچا کہ ہم مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ساتھ مباہلہ نہیں کرنا چاہتے، انہیں روکیں، دفعہ 144 بھی لگوا دی۔۔۔ لیکن مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ ان سب رکاوٹوں کو توڑ کر 26 فروری 1963ء کو وقت مقررہ پر میدان مباہلہ دریائے چناب کے دونوں پلوں کے درمیان مقام چپکی پر پہنچے، صبح سے عصر تک آپ کے دادا اور اس کے نمائندوں کو للکارتے رہے کہ اگر سچے ہو تو آؤ میدان مباہلہ میں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں تباہ و برباد کر دے۔ مگر کسی کو میدان میں آنے کی جرات نہ ہوئی۔ اس طرح مولانا چنیوٹیؒ کو فتح حاصل ہوئی اور وہ فاتح ربوہ کہلائے۔

میرا موجودہ چیلنج

مولانا چنیوٹیؒ کی وفات کے بعد، گزشتہ 20 سالوں سے میں مسلسل آپ کو مباہلے کی دعوت دے رہا ہوں۔

میں بحیثیت مسلمان، کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ:

"میں علی وجہ البصیرت امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی مانتا ہوں۔ آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہے۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت یا مسیحیت کا دعویٰ کرے گا، وہ کافر، مرتد، دائرہ اسلام سے خارج، دجال اور کذاب ہوگا۔ اگر آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مسیح موعود مانتے ہیں، اور اپنے پیشرو خلیفوں کو مجاب اللہ تسلیم کرتے ہیں، تو آئیں! وقت، تاریخ اور مقام کا تعین کریں۔ میں اپنے رفقاء کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا۔"

میں تجویز دیتا ہوں کہ مباہلہ اسی مقام پر ہو جہاں میرے والد محترم نے مباہلہ کیا تھا۔ دونوں فریق وہاں جمع ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ:

"اے اللہ! ہمارے درمیان حق اور باطل کا فیصلہ کر دے۔ جھوٹے کو سچے کے مقابلے میں ذلیل ورسوا کر دے۔"

حقیقت یہ ہے کہ آپ میں اس چیلنج کو قبول کرنے کی ہمت نہیں۔ لہٰذا، میں آپ کو مخلصانہ نصیحت کرتا ہوں:

"بغض و عناد کو ترک کریں، خالص نیت کے ساتھ سچے دین کی طرف رجوع کریں، قادیانی عقائد کو خیرباد کہہ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کر لیں۔ اس میں آپ کی اور آپ کے پیروکاروں کی دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ بصورت دیگر، آپ اللہ کی پکڑ سے نہیں بچ سکیں گے۔"

والسلام

آپ کا سچا خیر خواہ

محمد الیاس چنیوٹی

Faisalabad Road, Chiniot,Pakistan فیصل آباد روڈ چنیوٹ۔ پاکستان
http://facebook.com/maulanailyaschinioti 0092 333 7333340
mpa.chinioti@gmail.com, iknmpakistan@gmail.com Cell: 0092 333 7702820,0092 313 7792820

ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ، اسلامی جمہوریہ، پاکستان

idaradawatoirshad@gmail.com 0092-333-7702820, 0092-300-7703590

برائے ایصال ثواب: **سردار محمد بلال سعید بخشی** مرحوم۔ چنیوٹ